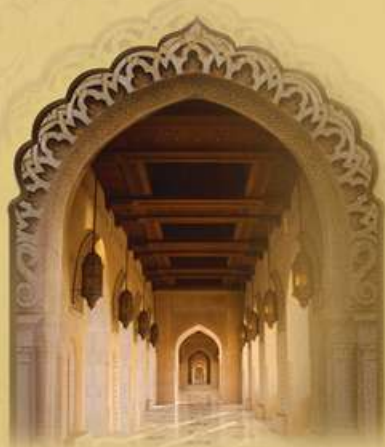


جامعات المدینة کے نصاب میں شامل سیرت خلفائے راشدین پر مشتمل مختصر کتاب



رضی اللہ عنہم اجمعین

خُلَفَاءُ الرَّاشِدِينَ



مصنف

فقیر ملت حضرت علامہ مولانا مفتی
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي

جلال الدین احمد مجدی



(دعوت اسلامی)
(شعبہ دینی کتب)

جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل سیرت خلفائے راشدین پر مشتمل مختصر کتاب

خلفائے راشدین

تصنیف لطیف:

فقیر ملت حضرت علامہ مولانا مفتی

جلال الدین احمد امجدی
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْكَبِيرِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: المدینة العلمیة (دعوت اسلامی)

شعبہ: درسی کتب

وعلیٰ الٰہ و أصحابک یا حبیب اللہ

الصَّلٰوة وَالسَّلَام عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

خلفائے راشدین

: نام کتاب

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)

: پیش کش

رجب المرجب ۱۴۳۳

: سن طباعت

352

: کل صفحات

مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

: ناشر

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

021-32203311: فون:	۰۱	*..... کراچی: شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی
042-37311679: فون:	۰۲	*..... لاہور: اتادرمارکیت گنج بخش روڈ
041-2632625: فون:	۰۳	*..... سردار آباد: (فیصل آباد) ایٹن پور بازار
058274-37212: فون:	۰۴	*..... کشمیر: چوک شہید اس میر پور
022-2620122: فون:	۰۵	*..... حیدرآباد: فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن
061-4511192: فون:	۰۶	*..... گلستان: نزد نیشنل ولی مسجد اندرون یو بڑگیٹ
044-2550767: فون:	۰۷	*..... اوکاڑہ: کالج روڈ بالنقائل خوشیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال
051-5553765: فون:	۰۸	*..... راولپنڈی: فضل داد پلازہ کینی چوک اقبال روڈ
068-5571686: فون:	۰۹	*..... حسان پور: درانی چوک نہر کنارہ
0244-4362145: فون:	۱۰	*..... قواسب شاہ: پیکر بازار نزد MCB
071-5619195: فون:	۱۱	*..... سکھر: فیضان مدینہ ہیران روڈ
055-4225653: فون:	۱۲	*..... گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شیخوپورہ موزگو جرنوالہ
	۱۳	*..... پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر ۱ انور سٹریٹ صدر

E.mail: WWW.dawateislami.net,ilmia@dawateislami.net

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کے ۱۹ حروف کی نسبت

سے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ ”نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَبِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ لِعِنِّي مُسْلِمَانِ
 کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۵۹۳۲، ۱۸۵/۶)

دو مَدَنی پھول:

{۱} بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

{۲} جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تَعُوذُ و {۴} تَسْمِيَةِ سے آغاز کروں

گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے

گا۔) {۵} رِضَايَ الْمَسِيءِ عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔

{۶} حتی الوسع اس کا با وضو اور {۷} قبلہ رُو مطالعہ کروں گا {۸} کتاب کو پڑھ

کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر

اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا {۹} درجہ میں اس کتاب پر استاد کی

بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا {۱۰} استاد کی توضیح کو لکھ کر ”اِسْتَعِنُ بِمِیْنَتِ عَلٰی حِفْظِکَ“ پر عمل کروں گا {۱۱} طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا {۱۲} اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا {۱۳} درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا {۱۴} اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا {۱۵} سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمد الہی عزوجل بجلاؤں گا {۱۶} اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا {۱۷} سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔ {۱۸} کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) {۱۹} کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆...☆...☆...☆

فہرست

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
28	آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے	1	پیش لفظ
29	(تیسری آیت) سب سے زیادہ مکرم	6	حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
31	مشق	7	آپ کی خلافت
32	صدیق اکبر اور احادیث کریمہ	8	حضرت زبیر کا بیعت کرنا
32	صدیق اکبر کے مال نے...	9	حضرت علی کا بیعت کرنا
32	یار غار بھی تو.....	12	آپ کی خلافت پر آیات قرآنی
33	جہنم سے آزادی کا پروانہ	16	مشق
34	سب سے پہلے داخل جنت	17	افضل البشر بعد الانبياء
34	آپ کی نیکیاں	18	حضرت عمر کے نزدیک مقام
35	آپ کی محبت واجب	18	حضرت علی کے نزدیک مقام
35	کیا میرے دوست کو چھوڑ دو گے	19	افضلیت میں حضرت علی کا موقف
36	میرے یار کا مرتبہ تم کیا جانو	20	صحابہ کرام کے نزدیک مقام
38	ایک دن اور رات کی نیکی	21	مسئلہ افضلیت میں ائمہ کا موقف
42	مشق	22	مشق
43	آپ کا نام و نسب	23	صدیق اکبر اور قرآنی آیات
44	عہد طفلی میں بت کھنی	25	(دوسری آیت) غار میں جاٹھاری

67	ابو بکر کے احسان کا بدلہ	46	آپ عہدِ جاہلیت میں
69	مشق	46	کبھی شراب نہ پی
70	حضور ﷺ سے محبت	47	آپ کا حلیہ
70	یہ اک جان کیا ہے	49	مشق
74	لشکرِ اسامہ کو نہیں لوٹا سکتا	50	آپ کا قبولِ اسلام
78	آج عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا	51	بلا تردد اسلام قبول کرنا
81	مشق	53	تطبیقِ اقوال
82	مانعینِ زکوٰۃ	54	آپ کا کمالِ ایمان
83	بد مذہبوں کا رد...؟	57	معراج کی بلا تامل تصدیق
85	غلط الزام	58	میں قتل کر دیتا
87	علالت اور وفات	59	سب سے کامل ایمان
89	مشق	60	مشق
90	آپ کی کرامتیں	61	آپ کی شجاعت
92	ماں کے پیٹ میں کیا ہے.....؟	62	حضرت علی کے نزدیک بہادر...؟
93	آپ کی خصوصیات	63	غزوہٴ احد میں شجاعت
94	نسل در نسل صحابی	64	آپ کی سخاوت
95	مشق	66	سارا مال راہِ خدا میں
95	منقبتِ صدیقِ اکبر	67	خرچ کرنے پر قرآن کی بشارت

117	زبان و قلب پر حق	97	امیر المؤمنین حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
117	آپ سے عداوت کا انجام	97	نام و نسب
118	اس امت کے محدث	98	قبولِ اسلام
119	دنیا کو ٹھکرا دیا	98	عمر سے اسلام کو عزت دے
121	مشق	99	آپ کے قبولِ اسلام کا واقعہ
122	آپ کی رائے سے قرآن کی موافقت	105	فاروق لقب کیسے ملا
125	وہ اللہ کا دشمن ہے جو...	106	اظہارِ اسلام کا جذبہ
126	سحری میں خصوصی رعایت	108	اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ
127	منافق کی گردن مار دی	109	اسلام کا سب سے پہلے اعلان
130	مشق	110	مشق
131	آپ کی خلافت	111	آپ کی ہجرت
134	ایک اعتراض اور اس کا جواب	112	غزوات میں شرکت
138	حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی حکمت	113	آپ کا حلیہ
138	جو خلافتِ شیعین کا منکر ہو...	114	فاروقِ اعظم اور احادیثِ کریمہ
139	کراماتِ حضرت عمر	115	عمر نبی ہوتا
139	ندائے فاروقی نے فتحِ دلدادی	115	شیاطین بھاگ جاتے ہیں
142	تیرے لب سے جو بات نکلی	116	حق عمر کے ساتھ
143	دریائے نیل جاری کر دیا	116	حضرت عمر کا کمالِ ایمان

177	حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ	146	شیر نے حفاظت کی
178	عثمان کے نکاح میں دے دیتا	147	ولی کی روحانی طاقت
178	ذوالنورین لقب کی وجہ	149	مشق
179	بدری صحابہ میں شمار	150	(عدالتِ فاروقی) حضرت عمر اور بادشاہ
180	آپ کی اولاد	158	انتباہ (ایک غلط فہمی کا ازالہ)
180	نام و نسب	160	گورنروں سے شرائط
181	قبولِ اسلام اور مصائب	162	راتوں میں گشت کرنا
182	دنیا چھوڑ سکتا ہوں پر ایمان نہیں	163	غریب لڑکی کو بہو بنا لیا
183	آپ کا حلیہ مبارک	164	ایک وہابی کی فریب کاری
184	ایسا جوڑا کبھی نہ دیکھا	166	بیت المال سے وظیفہ
185	انبیاء سے مشابہت	167	اضافے کی تجویز پر جلال
186	مشق	167	وسیلہ
187	حضرت عثمان غنی اور آیات قرآنی	169	آپ کی شہادت
187	اب کوئی عمل نقصان نہ پہنچائے گا	169	شہادت کی دعا
190	خرچ کرنے پر قرآن کی بشارت	172	دفن ہونے کو مل جائے دو گز زمیں
191	اے احد! ٹھہر جا	173	کفن میلا نہیں ہوتا
192	شہادت کا انتظار	175	مشق
193	درخت کے بدلے باغ دے دیا	176	منقبتِ فاروقِ اعظم

224	بحری بیڑے کے ذریعے حملہ	195	حضرت عثمان اور احادیث کریمہ
226	اور کوئی غیب کیا...	195	فتنوں کے وقت ہدایت پر
227	دیگر فتوحات اور مالِ غنیمت	196	شہادت کی غیبی خبر
229	مشق	196	جنت کی خوشخبری
230	آپ کی کرامتیں	198	فرشتے بھی حیا کرتے ہیں
230	غیب کی خبر دینا	200	آپ کی طرف سے بیعت فرمائی
233	ہائے! میرے لئے جہنم ہے	201	مسندِ خلافت مت چھوڑنا
234	آپ کی شہادت	202	دو بار جنت خریدی
239	محاصرہ میں سختی	203	مصری کو ابنِ عمر کے جوابات
241	جان دینا قبول ہے پر خونریزی نہیں	207	مشق
243	بلوایوں کا آپ کو شہید کر دینا	209	آپ کی خلافت
245	حضرت علی کی برہمی	212	خلافت پر رائے عامہ
247	قاتل کون تھا...؟	213	حضرت علی خلیفہ سوم کیوں نہ بنے...
247	شہادت کی تاریخ	215	ایک اعتراض اور اس کا جواب
248	منقبت حضرت عثمان غنی	220	صحابہ کا گستاخ بے دین ہے
249	مشق	221	آپ کا پہلا خطبہ
250	امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	222	حضور ﷺ سے برابری متصور نہیں
251	نام و نسب	224	آپ کے زمانے کی فتوحات

274	مدینہ میں حضور ﷺ کے خلیفہ	252	سرکار ﷺ کی پرورش میں
276	مؤمن بغض نہیں رکھ سکتا	252	آپ کا قبولِ اسلام
277	جس نے آپ کو برا کہا	253	کس عمر میں اسلام لائے
277	علی بھی اس کے مولیٰ	253	اسلام قبول کرنے کا سبب
278	شہرِ علم کا دروازہ	255	آپ کی ہجرت
279	علی کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے	256	انحوتِ رسول ﷺ
279	محبت کرنے والے بھی ہلاک	258	مشق
281	”ابو تراب“ کنیت کیسے ہوئی	259	آپ کی شجاعت
281	خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی	259	جنگِ بدر میں شجاعت
287	خلفائے راشدین کی ترتیب میں حکمت	260	جنگِ احد میں شجاعت
288	مشق	263	جنگِ خندق میں شجاعت
289	آپ کا علم	266	قلعہ خیبر کی فتح
289	صحابہ کرام کے نزدیک علمی مقام	269	جنگِ خیبر میں شجاعت
290	اگر علی نہ ہوتے تو...	270	حیدر کرار کی طاقت
291	آپ کے فیصلے	270	آپ کا حلیہ
291	پھر فیصلہ میں کبھی دشواری نہ ہوئی	271	یہودی کو لاجواب کر دیا
292	آقا اور غلام	273	مشق
293	حقیقی ماں کون...؟	274	حضرت علی اور احادیثِ کریمہ

308	خارجیوں کی سازش	294	ایک شخص کی وصیت
310	آپ کی شہادت	294	سترہ اونٹ
311	آپ کی وصیت	296	آٹھ روٹیاں
312	وصال پر ملال	298	حضرت علی کی کرا متیں
313	قاتل کا انجام	298	یہ تیرا شوہر نہیں، بیٹا ہے
314	آپ کا مزارِ فائز الانوار	301	دریا پیچھے ہٹ گیا
315	آپ کے اقوالِ زریں	303	چشمہ جاری کر دیا
317	منقبت حضرت علی المرتضیٰ	306	مشق
318	مشق	307	آپ کی خلافت

﴿.....ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال.....﴾

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

”ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے

رہو، وہ یہ ہیں: (۱) اللہ ﷻ سے زَوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو

کرنا (۳) اللہ ﷻ سے زَوَجَلَّ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل

کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان

سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی، پاک دامن، مومن عورتوں پر

زنا کی تہمت لگانا۔“

(صحیح البخاری، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المدینۃ العلمیہ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ
مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبقضله رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم! تبليغ قرآن وسنت
كى عالمگير غير سياسى تحريك ”دعوتِ اسلامى“ نيكى كى دعوت، احيائے سنت اور
اشاعتِ علم شريعت كو دنيا بھر ميں عام كرنے كا عزم مصمم ركھتى ہے، ان تمام امور
كو بحسن و خوبی سرانجام دينے كے ليے متعدد مجالس كا قيام عمل ميں لايّا گيا ہے جن
ميں سے ايك مجلس ”المدینة العلمیة“ بهی ہے جو دعوتِ اسلامى كے علماء و مقتدیان
كرام تكبرهم الله تعالى پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمى، تحقیقى اور اشاعتى كام كا بيڑا
اٹھایا ہے۔

اس كے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہيں:

- | | |
|--|---------------------|
| (۱) شعبہ كُتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالى عليه | (۲) شعبہ درسى كُتب |
| (۳) شعبہ اصلاحى كُتب | (۴) شعبہ تفتيش كُتب |
| (۵) شعبہ تراجم كُتب | (۶) شعبہ استخراج |

”المدینۃ العلمیہ“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجدِّ دین و ملت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، عالم شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان عَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتّٰی النّوْص سنبھل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلمیہ“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراءِ شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ...﴾

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں

انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک

کرتا ہے۔ (سورۃ عمران، الایۃ ۶۳، پ ۴)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں خبر دی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قلوب کو پاک کرنے والے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام کا کامل تزکیہ نفس فرمایا لہذا وہ نیکو کار، صالح، بلند اخلاق اور

اوصاف حمیدہ والے ہیں۔ انکی نیتیں صحیح اور ان کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ایمان کا معیار صحابہ کرام کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنِ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ

اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ

ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، الایۃ ۱۳۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَنَّانِ مذکورہ آیت کے تحت ”تفسیر نور العرفان“ میں فرماتے ہیں ”اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو، جو ان کے خلاف ہو کافر ہے، وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں۔“ (نور العرفان، البقرة، الاية ۱۳۷)

نیز تزکیہٴ نفوس فرمانے والے اور صحابہ کرام کو اخلاق کی بلند یوں پر پہنچانے والے آقَا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ“

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کسی کی تم پیروی کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۰۱۸، ۳/۳۵۵-)

یوں تو تمام صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہی ہدایت کے درخشندہ ستارے ہیں لیکن خلفائے راشدین اس معاملے میں تمام سے ممتاز و یگانہ ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں بھی انہیں ”خلفائے راشدین“ فرمایا گیا یعنی ”ہدایت یافتہ خلفاء“ نیز ہمیں ان کی اتباع کی خصوصی تاکید کی گئی، چنانچہ

حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ“ یعنی میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔

(مؤطا امام مالک، ابواب الحدود فی الزنا، باب الحد فی الشرب، تحت الحدیث: ۷۰۹، ۳/۱۰۸)

جو قومیں اسلاف کی سیرت کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہیں بناتی، وہ ذلت و پستی کے عمیق گھڑھے میں گر جاتی ہیں، بیابانوں کی تاریک راہیں ان کا مقدر بن جاتی ہیں، شاہرائے دستور کے بجائے گمراہیوں کی اندھیر وادیوں میں بھٹکتی پھرتی ہیں۔

آج مسلمان قوم نے صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کی سیرت کو پس پشت ڈال دیا، شاید یہی وجہ ہے کہ وہ انتہائی تیزی کے ساتھ بے عملی کے سیلاب میں بہتی چلی جا رہی ہے۔

اصلاح امت کے لئے کڑھنے والے علمائے ربانیین ”صحابہ کرام اور اولیائے عظام“ کی سیرت پر کتابیں لکھتے آئے ہیں تاکہ امت کا رشتہ اسلاف سے جوڑ کر اسے بے عملی، ذلت و رسوائی کی اندھیر وادیوں سے نکالا جاسکے۔

انہیں میں فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی رَحْمَةُ اللهِ التَّقْوَى بھی ہیں جنہوں نے مستند روایات پر مشتمل کتاب ”خلفائے راشدین“ لکھ کر امت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کی ”مجلس المدینۃ العلمیہ“ کے ”شعبہ درسی کتب“ نے کتاب ”خلفائے راشدین“ پر بہتر انداز میں کام کرنے کی سعی کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

اس کتاب میں ہمارے کام کا اسلوب:

(۱)..... اس سے پہلے مختلف اداروں سے چھپنے والی ”خلفائے راشدین“ میں کتابت اور پروف ریڈنگ کی اغلاط تھی، ہم نے اول تا آخر کئی بار اس کا مطالعہ کر کے حتیٰ الوسع اغلاط کو دور کر دیا ہے،

(۲)..... علاماتِ ترقیم (رموزِ اوقاف) کا بھی حتیٰ المقدور خیال رکھا گیا ہے۔

(۳)..... قرآنی آیات کی رائج الوقت خوبصورت رسم الخط میں پیسٹنگ کی ترکیب کی گئی ہے۔

(۴)..... آیات مبارکہ کے حوالے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے نیز احادیث مبارکہ اور حکایات وغیرہ کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

(۵)..... مصنف علیہ الرحمۃ کے ذکر کردہ حوالہ جات سے امتیاز کے لئے المدینۃ العلمیہ کی طرف سے کی گئی تخریج کو نیچے حاشیہ میں ڈالا گیا ہے۔

(۶)..... قارئین کے ذوق کو مزید بڑھانے کے لئے موقع مناسبت کے پیش نظر مین ہیڈنگ، سب ہیڈنگ، اور اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے نیز شہنشاہِ سخن استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی ”ذوقِ نعت“ سے مناقبِ خلفاء راشدین کے منتخب اشعار کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

امیر المؤمنین

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک باکمال اُستاد کہ جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہوتا ہے اپنے جس شاگرد میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پاتا ہے اسی خوبی میں اس کو باکمال بناتا ہے جس میں فقیہ بننے کی زیادہ صلاحیت پاتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے جس میں مقرر بننے کی صلاحیت واضح ہوتی ہے اسے کامیاب مقرر بناتا ہے اور جس میں مصنف بننے کی صلاحیت غالب ہوتی ہے اسے باکمال مصنف ہی بناتا ہے۔

تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جس صحابی میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پائی اسی وصفِ خاص میں اسے کامل بنایا لہذا اپنے پیارے صحابی حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ میں صدیق بننے کی صلاحیت کو واضح طور پر محسوس فرمایا تو اسی وصف میں ان کو ممتاز و کامل بنایا اور صدیق ہونا ایسا وصف ہے جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور اس وصفِ خاص کے سب سے زیادہ مستحق صرف ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی ذاتِ گرامی تھی اسی لیے وہ اس سے سرفراز فرمائے گئے۔

اصدق الصادقین سید المتقین

چشم و گوشِ وزارت پر لاکھوں سلام

آپ کی خلافت

خليفة کیسے مقرر ہوتے:

آقائے دو عالم نور مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد یہ

سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے...؟

حدیث شریف کی مشہور کتاب سنن بیہقی میں حضرت ابو سعید خدری

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملہ کو حل کرنے کے لئے صحابہ

کرام رَضَوْنَ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے مکان

میں جمع ہوئے۔ جن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ

اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ اور دوسرے بہت سے اجلہ صحابہ رَضَوْنَ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِمْ

اَجْمَعِیْنَ موجود تھے۔

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے اس

طرح خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا

عادل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ

کر دیا کرتے تھے لہذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی

ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی۔

ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا: حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مہاجرین میں سے تھے لہذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہو گا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے معاون و مددگار رہے اب اسی طرح خلیفہ رسول اللہ کے مددگار رہیں گے۔

یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے والی ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ سے بیعت کی اس کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین رَضُوا انَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بیعت کی۔

حضرت زبیر کا بیعت کرنا:

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ منبر پر رونق افروز

ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، فرمایا کہ ان کو بلا یا جائے۔

جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے۔

یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی۔^(۱)

حضرت علی کا بیعت کرنا:

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے فرمایا کہ علی بھی نہیں ہیں ان کو بھی بلا یا جائے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوطالب کے صاحبزادے! آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، سابعہ، ص ۵۲) (السنن الکبریٰ، کتاب قتال اہل البغی، باب الامۃ

من قریش، الحدیث: ۱۶۵۳۸، ۲۳۶/۸)

چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں مجھے اُمید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔

انہوں نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں یہ کہہ کر انہوں نے بھی بیعت کر لی۔^(۱)
(تاریخ الخلفاء)

..... ”مدارج النبوة“ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا: ”قَدَّمَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَلْيَدِي يُؤَخِّرَكَ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔^(۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان میں اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا اور آپ ہی کو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا امام بنایا۔

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، مباحثہ، ص ۵۲) (السنن الکبریٰ، کتاب قتال اہل البغی، باب الامۃ

من قریش، الحدیث: ۱۶۵۳۸، ۲۴۶/۸)

۲... (مدارج النبوة، باب دوم، ۲/۲۳، فارسی، برکات رضا)

..... یہاں تک کہ ابن زمرہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھیں مگر اتفاق سے اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آگے بڑھے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”لَا لَا يَأْتِي اللهُ وَالْمُسْلِمُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ“ یعنی نہیں، نہیں، اللہ اور مسلمان ابو بکر ہی سے راضی ہیں، وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۴۳)

بہر حال اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا گیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اور اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان حرف بحرف صحیح ہوا کہ میرے بعد خلافت کے بارے میں خدائے تعالیٰ اور مؤمنین ابو بکر کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے۔

اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اللہ کے پیارے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہیں ندی کا بہتا ہوا دارا رک سکتا ہے،

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، مباحثہ، ص ۴۳) (سنن ابی داؤد، کتاب السنن، باب استخلاف، الحدیث: ۴۲۶۰، ۴/۲۸۴)

درخت اپنی جگہ سے کھسک سکتا ہے بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔

آپ کی خلافت پر آیاتِ قرآنی

پہلی آیت مبارکہ:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کا استدلال علمائے کرام

کی ایک جماعت نے اس آیتِ کریمہ سے کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ
فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
أَعَزَّةٌ عَلَى الْكٰفِرِينَ ۗ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ
لَآئِمٍ ۗ﴾

یعنی اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو
عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں اور
اللہ ان کا پیارا ہے وہ لوگ مسلمانوں پر نرم ہوں گے اور کافروں پر سخت اللہ
کی راہ میں وہ لوگ جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

سے نہیں ڈریں گے۔^(۱) (پ ۶، ۱۲۷)

مفسرین کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کے اصحاب ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد جب کچھ عرب اسلام سے برگشتہ ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کے اصحاب ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا۔

..... اور حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے قتال فرمایا تو اس زمانہ میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ آیتِ کریمہ ﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ﴾

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔^(۲)

۱... (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۵۴، پ ۶)

۲... (الدر المنثور فی التفسیر المانور، المائدہ، تحت الایۃ ۵۴، ۳/۱۰۲)

دوسری آیت مبارکہ:

اور پارہ ۲۶، ع ۱۰ میں ہے ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سُدُّ عَوْنَ إِلَىٰ قَوْمِ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ﴾^۱
یعنی ان گنواروں سے فرماؤ جو کہ پیچھے رہ گئے کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔^(۱)

حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ فرمائی۔^(۲)
اور ایسا ہی طبرانی میں زہری سے مروی ہے۔

..... اسی لئے حضرت ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر حجت اور واضح دلیل ہے اس لیے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے مرتدوں سے قتال کی طرف دعوت دی۔

۱... (سورۃ الفتح، آیت ۱۶، پ ۲۶)

۲... (خزائن العرفان، سورۃ الفتح، الایۃ ۱۶، پ ۲۶)

..... اور حضرت شیخ ابو الحسن اشعری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَتَبْتُمْ فِيهِمْ كَمَا فِيكُمْ
 نے ابو عباس بن شرح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كُوِيَه فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابو بکر
 صديق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے اس لیے
 کہ تمام علمائے کرام کلاس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے
 بعد جن لوگوں نے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا یعنی اس کی فرضیت کے
 منکر ہو گئے تھے اور جو لوگ کہ مرتد ہو گئے تھے صرف حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ
 اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لوگوں کو ان سے قتال کی دعوت دی اور ان سے جنگ کی۔

لہذا یہ آیت کریمہ آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی اطاعت
 کو لوگوں پر فرض کرتی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ کے آخر میں واضح
 الفاظ کے ساتھ فرمادیا ہے کہ جو کوئی اس کو نہیں مانے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا
 ہوگا۔^(۱)

قصر پاک خلافت کے رکن رکین شاہِ قوسین کے نائب اولیں
 یارِ غار شہنشاہِ دنیا و دیں اصدقِ الصادقین سیدِ المتقیین
 چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

(۱)... (الصواعق المحرقة، الباب الاول، الفصل الثالث، ص ۱۸)



(۱) سوال: صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کیسے خلیفہ منتخب ہوئے ، تفصیل سے ذکر کیجئے...؟

(۲) سوال: حضرت زبیر بن عوام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا تعارف اور بیعت کا حال بیان کیجئے...؟

(۳) سوال: حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لئے خلافت کے استحقاق پر کونسی روایت پیش فرمائی...؟

(۴) سوال: مصنفِ عَلِيَّهِ الرَّحْمَةُ نے سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کے حق ہونے پر کونسی قرآنی آیات بطور دلیل پیش کی ہیں...؟

..... روحانی علاج ❁

❁..... هُوَ اللهُ الرَّحِيمُ۔ جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا، اِنْ شَاءَ اللهُ
عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
❁..... يَا هَلِكُ۔ 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِنْ شَاءَ اللهُ
عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مالدار ہو۔ (ہر روز کے اول و آخر ایک بار درود
شریف پڑھ لیجئے) (فیضانِ سنت، ج ۱، ص ۶۸ تا ۱۷۰، ملقطاً)

آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔

تمام لوگوں سے افضل:

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا“

یعنی سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو۔^(۱) مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔

..... اور ایک دوسری حدیث میں آقائے دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یوں ارشاد فرمایا ”أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا“ یعنی ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے

(۱) ... (حلیۃ الاولیاء، ذکر من تابعی المدینۃ النج، باب عطاء بن ابی رباح، الحدیث: ۵، ۴۳۱، ۳/۳۷۳)

بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں۔“ (۱)

حضرت عمر کے نزدیک مقام:

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا:

حضور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”أَفْضَلُ النَّاسِ“ یعنی لوگوں میں سب سے افضل ہیں اگر کسی نے اس کے خلاف

کہا تو وہ مفتری اور کذاب ہے اس کو وہ سزا دی جائے گی جو انفر پر دازوں کے لیے

شریعت نے مقرر کی ہے۔ (۲)

حضرت علی کے نزدیک مقام شیخین:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ“

یعنی اس اُمت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب

سے بہتر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ان سے تو اتر کے ساتھ

۱... (کنز العمال، کتاب الفضائل، ابو بکر صدیق، الحدیث: ۳۲۵۳۵، ۶/۲۳۸، الجزء ۱۱)

۲... (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۲۲۲، ۶/۲۲۳، الجزء ۱۲) (جمع

الجوامع، مسند عمر بن خطاب، الحدیث: ۱۰۵۸، ۱۱/۲۱۹)

مروی ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۱) (۱)

افضلیت میں حضرت علی کا موقف:

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا: رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بعد لوگوں میں کون سب سے افضل ہے۔ ”قال ابوبکر“ حضرت ابوبکر (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) سب سے افضل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ان کے بعد...؟

”قال عُمَر“ فرمایا کہ ان کے بعد حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سب سے افضل ہیں۔

حضرت محمد بن حنفیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ”حَشِيَّتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ“ یعنی میں ڈرا کہ اب اس کے بعد آپ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام لیں گے تو میں نے کہا کہ اس کے بعد آپ سب سے افضل ہیں۔

”قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ“ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

(۱) ... (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصديق، فصل في انه افضل الصحابة وخيرهم، ص ۳۵)

نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔^(۱)

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۵)

یعنی ازراہ انکساری فرمایا کہ میں ایک معمولی مسلمان ہوں۔

صحابہ کرام کے نزدیک مقام:

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

فرماتے ہیں کہ رسول خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیات میں ہم

لوگ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے

تھے۔ یعنی وہی سب سے افضل و بہتر قرار دیئے جاتے تھے پھر حضرت

عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو پھر

حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد ہم صحابہ کرام کو ان کے حال پر چھوڑ

دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔^(۲)

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۵)

۱... (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب ابي بكر رضي الله عنه، الفصل، الاول،

الحديث ۶۰۲۳، ۲/۴۱۵)

۲... (صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان، الحديث: ۳۶۹۷،

۲/۵۳۰)

مسئلہ افضلیت میں ائمہ کا موقف:

اور حضرت ابو منصور بغدادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امتِ مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ رسولِ خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پھر حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان کے بعد حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور پھر عشرہ مبشرہ رَضَوْنَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ کے باقی حضرات سب سے افضل ہیں ان کے بعد باقی اصحابِ بدر پھر باقی اصحابِ اُحد اور ان کے بعد بیعت الرضوان کے صحابہ پھر دیگر اصحابِ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

امیر المؤمنین ہیں آپ ، امام المسلمین ہیں آپ
 نبی نے جنتی جن کو کہا صدیق اکبر ہیں
 سبھی اصحاب سے بڑھ کر مقرب ذات ہے ان کی
 رفیقِ سرور ارض و سما صدیق اکبر ہیں
 عمر سے بھی وہ افضل ہیں وہ عثمان سے بھی اعلیٰ ہیں
 یقیناً پیشوائے مرتضیٰ صدیق اکبر ہیں

... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق، فصل فی افضل الصحابة الخ، ص ۴۴)

مشق

(۱) سوال: صدیق اکبر کے انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کے بعد افضل

البشر ہونے پر کونسی احادیث دلالت کرتی ہیں...؟

(۲) سوال: حضرت فاروق اعظم و علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے

نزدیک مقام صدیق اکبر کیا ہے...؟

(۳) سوال: صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اپنے درمیان کس کو افضل

سمجھتے تھے...؟

(۴) سوال: مسئلہ افضلیت میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا موقف مع

حوالہ بیان کیجئے نیز ائمہ کبار رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کا اس کے متعلق کیا نظریہ ہے...؟

تعریف اور سعادت.....

حضرت سیدنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

(متوفی ۲۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول عَزَّوَجَلَّ و

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی

ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔“

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الاية: ۷۱، ج ۴، ص ۳۸۸)

صدیق اکبر اور قرآنی آیات

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تعریف و توصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں یہاں تک کہ بہت سے بزرگوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہم ان میں سے چند آیاتِ کریمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(پہلی آیت) سب سے پہلے متقی:

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ

أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾

یہ آیت مبارکہ جو بیسیویں پارے کے پہلے رکوع کی ہے۔ اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہی لوگ متقی ہیں۔^(۱)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ایسے ہی مروی ہے۔

... (الزمر، آیت ۳۳، پ ۲۴)

یعنی ﴿الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد رسول خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہیں اور ﴿صَدَقَ﴾ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور کی تصدیق کی۔^(۱)

ایسا ہی تفسیر مدارک میں بھی ہے۔ اور اسی کو حضرت امام رازی عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ نے ترجیح دی ہے اور تفسیر روح البیان نے بھی۔

لہذا ان مفسرین کرام کے بیان سے ثابت ہوا کہ خدائے عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بھی متقی فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ اس امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار ہیں۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ فرماتے ہیں۔

اصدق الصادقین سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

۱... (تفسیر النسفی، ص ۱۰۳۸، الزمخشری تحت الایة ۳۳، التفسیر الکبیر الزمخشری تحت الایة ۳۳،

(دوسری آیت) غار میں جاں نثاری:

اور پارہ ۱۰، ع ۱۱ میں ہے: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۗ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۱)

تمام مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اب اس آیت کریمہ کا مطلب ملاحظہ فرمائیں۔

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ

أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾

یعنی اے مسلمانو! اگر تم لوگ میرے رسول کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں یعنی حضور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور

... (سورۃ التوید، پ ۱۰، آیت نمبر ۴۰)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے۔

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ جب رسول اپنے پیار

غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُودِهِمْ تَرَوْهَا﴾ تو اللہ

نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنا سکینہ اتارا۔ یعنی ان کے دل کو اطمینان عطا فرمایا اور ایسی فوجوں سے ان کی مدد فرمائی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا۔ اور وہ ملائکہ تھے جنہوں نے کفار کے رخ پھیر دیئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کو دیکھ ہی نہ سکے۔

﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ﴾ اور کافروں کی بات

نیچے کر دی۔ یعنی ان کی دعوت کفر و شرک کو پست کر دیا۔

﴿وَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

ثانی ائمین ہجرت پہ لاکھوں سلام

غار میں جاں اس پہ دے چکے:

اس آیت کریمہ میں جو آقائے دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ یعنی غم مت کرو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنا غم نہیں تھا بلکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غم تھا۔

آپ فرماتے تھے ”اِنْ اُقْتِلَ فَاَنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ“

یعنی اگر میں قتل کر دیا گیا تو صرف ایک فرد ہلاک ہو گا اور اے اللہ کے رسول! اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قتل کر دیئے گئے تو پوری امت ہلاک ہو جائے گی۔^(۱)

مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ کے لئے
تمہاری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارہ ہے زندگی کے لئے

(۱) ... (اللباب فی علوم الكتاب، التوبة، تحت الاية ۴۰، ۱۰/۹۵)

آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے:

بہر حال یہ آیتِ کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں بالکل واضح ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے پر نص قطعی ہے کہ خدائے عزوجل نے ﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ﴾ فرمایا...

اسی لیے حضرت حسین بن فضل رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا کہ ”مَنْ قَالَ

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ كَافِرٌ لَا تَنكَارِهِ نَصُّ الْقُرْآنِ“

یعنی جو شخص کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابی نہیں تھے وہ ”نص قرآنی“ کا انکار کرنے کے سبب کافر ہے۔^(۱)

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غرر کی ہے
ہاں! تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

۱... (اللباب فی علوم الكتاب، التوبة، تحت الاية ۴۰، ۱۰/۹۵)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں

اضل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(تیسری آیت) سب سے زیادہ مکرم:

اور تیسویں پارے سورۃ والیل کی آیت کریمہ ہے ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا

الْأَتَقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَلَّى ۝﴾

یعنی اور جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا وہ شخص جو سب سے بڑا پرہیزگار

ہے جو کہ اپنا مال دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک ستھرا ہونے کے لئے، نہ کہ

دکھانے اور سنانے یا ان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کیلئے خرچ کرتا ہے۔^(۱)

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں نازل

ہوئی ہے۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ

الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار کو

حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں

کیا...؟ شاید بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان پر کوئی احسان ہو گا جو انہوں نے اتنی گراں

... (سورۃ البیل، آیت ۱۷، ۱۸، پ ۳۰)

قیمت دے کر خرید اور آزاد کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ہی ان پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔^(۱)

اس آیت کریمہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ﴿اتَّقَى﴾ یعنی سب سے بڑا پرہیزگار فرمایا گیا...

اور پ ۲۶ ع ۱۴ کی آیت مبارکہ ہے ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَى﴾ یعنی بے شک اللہ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ مکرم اور عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔^(۲)

تو ان دونوں آیات کریمہ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور عزت والے ہیں۔

... ۱ (خزائن العرفان، سورة البقر، تحت الآية ۱۹، پ ۳۰)

... ۲ (پ ۲۶، سورة الحجرات، الآية ۱۳)

مشق

(۱) سوال: اس امت کے سب سے پہلے متقی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

عنه ہیں، مصنف علیہ الرحمة نے اسے کس آیت مبارکہ سے ثابت کیا ہے...؟

(۲) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کفر ہے، دلیل سے

ثابت کیجئے...؟

(۳) سوال: حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرنے پر صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی...؟

(۴) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ معزز و مکرم ہونا کس طرح ثابت ہوتا ہے...؟

صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور احادیث کریمہ

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فضیلت اور ان کی عظمت کے
اظہار میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ

(۱) سب سے زیادہ نفع:

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نے فرمایا:

”مَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ“ یعنی کسی شخص

کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ کہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا
ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۵) (۱)

(۲) یار غار بھی تو۔۔۔!

اور یہ حدیث شریف بھی ترمذی میں ہے کہ آقائے دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا: ”أَنْتَ صَاحِبِي

(۱) ... (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، الفصل الثاني، الحديث: ۶۰۲۶، ۲/۴۱۶)

فِي الْغَارِ وَصَاحِبِ عَلَى الْحَوْضِ“ یعنی غارِ ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوضِ کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔^(۱)

(۳) جہنم سے آزادی کا پروانہ:

اور ترمذی شریف میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ میرے والدِ گرامی حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ“ یعنی تجھے اللہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ اسی روز سے میرے والدِ محترم کا نام عتیق پڑ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۵) ^(۲)

تو ہے آزاد ستر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر کلہما، الحدیث: ۳۶۹۰، ۳۷۸/۵)

۲... (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر کلہما، الحدیث: ۳۶۹۹، ۳۸۲/۵)

(۴) سب سے پہلے داخل جنت:

اور ابو داؤد شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”أَهَا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي“ یعنی اے ابو بکر سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔^(۱)

(۵) آپ کی نیکیاں:

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کسی شخص کی نیکیاں اتنی بھی ہیں جتنی کہ آسمان پر ستارے ہیں...؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، عمر کی نیکیاں اتنی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے پوچھا: اور ابو بکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے...؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر کی ساری عمر کی نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۰)^(۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱... (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، الحدیث: ۴۲۵۲، ۲/۲۸۰)

۲... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، الباب ۵، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۰۶۸، ۳/۳۳۹)

(۶) آپ کی محبت واجب:

اور حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَشُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَيَّ كُلِّ أُمَّتِي“ یعنی ابو بکر سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۴۰) (۱)

(۷) کیا میرے دوست کو چھوڑ دو گے:

اور حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آئے اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ باتیں ہو گئیں، پھر میں نے نام ہو کر ان سے معذرت طلب کی لیکن انہوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے تین بار ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے۔

۱... (الرياض النضر، ۱/۱۲۹) (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصديق، الاحاديث الواردة في فضله، ص ۴۴)

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں آگئے۔ ان کو دیکھتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزانو بیٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم! میں ان سے زیادہ قصور وار ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ”اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لَیْسَکُمْ فَکَلْتُمْ کَذِبْتَ وَقَالَ اَبُو بَکْرٍ صَدَقْتَ وَوَاَسَانِیْ بِنَفْسِہِ وَمَالِہِ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْنَ لِیْ صَاحِبِیْ“ یعنی جب اللہ نے مجھے تمہاری جانب معبوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری عنخواری و مدد کی تو کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے...؟ اور اس جملہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے دو بار فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۷۳) (۱)

(۸) میرے یار کا مرتبہ تم کیا جانو۔؟

اور حضرت مقدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ

۱... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذاً خلیلاً، الحدیث: ۳۶۶۱)

۲/۵۱۹) (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، الاحادیث الواردة فی فضلہ، ص ۴۱)

سخت کلامی کی مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کی قرابت داری کا خیال کرتے ہوئے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ نہیں کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پورا ماجرا سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم مجلس میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”أَلَا تَدْعُونَ لِي صَاحِبِي مَا شَأْنُكُمْ وَ شَأْنَهُ، فَوَاللَّهِ مَا مَنَعَكُمْ رَجُلًا أَعْلَىٰ بَابِ بَيْتِهِ ظُلْمَةً إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ فَإِنَّ عَلِيَّ بَابَهُ النُّورُ فَوَاللَّهِ لَقَدْ قُلْتُمْ كَذِبًا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ وَأَمْسَكْتُمُ الْأَمْوَالَ وَ جَادَلْتُمُنِي بِمَا لِي وَ خَذَلْتُمُونِي وَ وَاسَانِي وَ اتَّبَعْنِي“

یعنی اے لوگو!... سن لو! میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو تمہاری حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ خدا کی قسم! تم لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابو بکر کے دروازہ پر نور کی بارش ہو رہی ہے خدائے ذوالجلال کی قسم! تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے میری تصدیق کی تم لوگوں نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ابو بکر نے میرے لیے اپنا مال خرچ کیا اور تم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابو بکر نے میری غمخواری کی

اور میری اتباع کی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۷۳) (۱)

(۹) ایک دن اور رات کی نیکی:

اور مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶ میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن رات میں جو عمل اور بہترین کام کیے ہیں کاش کہ میری پوری زندگی کا عمل ان کی ایک رات دن کے عمل کے برابر ہوتا۔

ان کی ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی رات غار ثور پر پہنچے (جو تقریباً ڈھائی کلو میٹر بلند ہے) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ”وَاللَّهِ لَا تَسُدُّ خَلْفَهُ حَتَّىٰ اَدْخَلَ قَبْلَكَ“ یعنی قسم خدا کی! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤ تاکہ اگر کوئی موزی چیز سانپ وغیرہ ہو تو اس سے تکلیف مجھی کو پہنچے اور آپ محفوظ رہیں۔

۱... (تاریخ مدینة دمشق، حرف العين، ۳۰/۱۱۰) (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، الاحادیث الواردة

فی فضله، ص ۴۱)

پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو خوب صاف کیا اور جب غار کے اندر ان کو کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو انہوں نے اپنی لنگی میں سے کپڑا اچھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں پر انہوں نے اپنی ایڑیاں لگا دیں اس کے بعد رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ اب آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اندر تشریف لائیے۔

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔

ابھی حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ آرام ہی فرما رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاؤں میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے کاٹ لیا مگر آپ نے حرکت نہیں کی اور اسی طرح بیٹھے رہے اس لیے کہ کہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چہرہ اقدس پر گرے۔

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی آنکھ کھل گئی اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے دریافت فرمایا: ابو بکر کیا ہوا...؟ ”قَالَ لِدُعْتِ فِدَاكَ اَبِيَّ وَ اُمَّسِي“ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر قربان ہوں مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا تو فوراً ان کی تکلیف جاتی رہی مگر عرصہ دراز کے بعد سانپ کا وہی زہر پھر لوٹ آیا جو کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے وصال کا سبب بنا یعنی اسی زہر کی وجہ سے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وفات ہوئی۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ایک دن کا بہترین عمل یہ ہے کہ جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے یعنی اس کی فریضت کے منکر ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اوٹ کی رسی جو لوگوں پر واجب ہوگی اس کے دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے ان سے عرض کیا: ”يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ“ یعنی لوگوں کے ساتھ اُلفت سے پیش آئیں اور نرمی سے کام لیجئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ تم ایامِ جاہلیت میں تو بڑے سخت اور غضبناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر کمزور اور پست ہمت ہو گئے؟ ”إِنَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ أَيْنُقْضُ وَأَنَا حَيٌّ“۔ یعنی وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور دین اسلام کامل ہو چکا ہے تو

کیا میری زندگی میں وہ کمزور و ناقص ہو جائے گا...؟ مطلب یہ ہے کہ میں دین اسلام کو اپنی زندگی میں کمزور و ناقص ہر گز نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کر رہے ہیں میں ان سے جہاد ضرور کروں گا۔^(۱)

یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقہ کرنے والا
ایڑی تو رکھ دی سانپ کے بل پر زہر کا اثر سہ لیا دل پر
منزل صدق و عشق کا رہبر یہ سب کچھ ہے خاطر دلبر

یہ چند حدیثیں ہم نے آپ کے سامنے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں پیش کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسی قسم کے مضمون کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں وارد ہوئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ مقرب، سب سے زیادہ پیارے اور سب سے زیادہ فضیلت و عظمت والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے سب سے پہلے مستحق وہی ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا وعن سائر المسلمین

۱... (جامع الاصول فی احادیث الرسول، کتاب الفضائل، الباب الرابع، الفرع الثاني فی فضائل الرجال

علی الانفراد الحدیث: ۶۲۲۶، ۸/۴۵۸)



(۱) سوال: ابتدائی دو احادیث مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنه کے کن اوصاف کا بیان ہے...؟

(۲) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام 'صديق' کب اور کیسے مشہور

ہوا...؟

(۳) سوال: ”اے ابو بکر! سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم

جنت میں داخل ہو گے“ اس حدیث کے اصل الفاظ مع حوالہ بیان کیجئے...؟

(۴) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کی شان بیان کیجئے نیز امت کو

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کس قسم کا برتاؤ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے...؟

(۵) سوال: ساتویں اور آٹھویں حدیث مبارکہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے کن اوصاف کا ذکر ہے...؟

(۶) سوال: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دن اور رات کی نیکی کی

عظمت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی بیان کیجئے...؟

آپ کا نام و نسب

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام عبد اللہ ہے اور ابو بکر سے جو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مشہور ہیں تو یہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کنیت ہے اور صدیق و عتیق آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا لقب ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ ہے جن کی کنیت أم الخیر ہے۔^(۱) (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ واقعہ فیل کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے^(۲)

سبھی علمائے اُمت کے، امام و پیشوا ہیں آپ
بِلا تَحْکِ بِرِئَاسَةِ اَصْفِيَا صَدِيْقِ اَكْبَرِ هِيْنَ
خَدَائِعِ پَاكِ كِي رَحْمَتِ سَيِّ اِنْسَانُوْنَ مِيْنَ هِرَاكِ سَيِّ
فُرُوْزُوْنَ تَرِ بَعْدِ اَزْ كُلِّ اَنْبِيَا صَدِيْقِ اَكْبَرِ هِيْنَ

۱... (اسد الغابۃ، باب العین، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق، ۳/۳۱۵) (سیرت حلبیہ، ۱/۳۹۰)

۲... (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل الصحابة، ص ۵۸۷) (الاصابة، حرف العین المہملۃ، ۴/۱۳۵)

عہد طفلی میں بت شکنی:

زمانہ جاہلیت میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت پرستی نہیں کی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس کے خلاف رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف جب چند برس کی ہوئی تو اسی زمانہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت شکنی فرمائی جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والبرکات اپنے رسالہ مبارکہ ”تنزیہ المکانۃ الحیدریہ“ ص ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ وہ بھی بعد میں صحابی ہوئے) زمانہ جاہلیت میں انہیں بت خانہ لے گئے اور بتوں کو دکھا کر ان سے کہا: ”هٰذِهِ اِلٰهَتُكَ السَّمُ الْعُلَى فَاَسْجُدْ لَهَا“ یعنی یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو، وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مہرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور بتوں اور بت پرستوں کا عجز ظاہر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: ”اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعَمْنِیْ“ میں بھوکا ہوں مجھے کھانے دے۔ وہ کچھ نہ بولا فرمایا ”اِنِّیْ عَارٍ فَاكْسِنِیْ“ یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا، وہ کچھ نہ بولا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں“ فَاَسْأَلُ

كُنْتَ الْهَاقِمَ مَنَعَ نَفْسِكَ“ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا، وہ اب بھی نزابت بنا رہا۔ آخر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بقوت صدیقی اس کو پتھر مارا تو وہ خدائے مگر کہاں منہ کے بل گر پڑا۔ اسی وقت آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد ماجد واپس آرہے تھے، یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ ”اے میرے بچے تم نے یہ کیا کیا...؟“ فرمایا: کہ ”وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں“ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس (کہ وہ بھی صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے۔

”يَا مَمَّةُ اللَّهُ عَلَى التَّحْقِيقِ أَبْشِرِي بِالْوَلَدِ الْعَتِيقِ اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ
الصَّدِيقِ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبِ وَرَفِيقِ“

یعنی اے اللہ کی سچی باندی! تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا یار و رفیق ہے۔

رواہ القاضی ابو الحسنین احمد بن محمد الزبیدی بسندہ

فی معالی القرش الی عوالی العرش

آپ عہدِ جاہلیت میں:

زمانہ جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے، مروت و احسان کا مجسمہ تھے، قوم میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے، گم شدہ کی تلاش آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیوہ رہا اور مہمانوں کی آپ خوب میزبانی فرماتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا وہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ایامِ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں عزت و بزرگی حاصل رہی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ جاہلیت میں ”خون بہا“ اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اس زمانہ کا بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

کبھی شراب نہ پی:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہدِ جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔ ایک بار صحابہ کرام کے مجمع میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق، فصل فی مولدہ الخ، ص ۳۱) (تاریخ مدینہ دمشق، حرف

العین، الرقم: ۳۳۹۸، ۳۰/۳۳۵)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے زمانہ جاہلیت میں شراب پی ہے؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: خدا کی پناہ! میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے کہا: کیوں؟ فرمایا: ”كُنْتُ أَصْوَنُ عِرْضِي وَأَحْفَظُ مُرْوَتِي“ یعنی میں اپنی عزت و آبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا اسلئے جو شخص شراب پیتا ہے اسکی عزت و ناموس اور مروت جاتی رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو پہنچی تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے دو بار فرمایا: ابو بکر نے سچ کہا، ابو بکر نے سچ کہا۔^(۱) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

آپ کا حلیہ

ایک شخص نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے عرض کیا کہ آپ ہم سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سراپا اور حلیہ بیان فرمائیں تو حضرت صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، بدن اکہرا تھا، دونوں رخسار اندر کودے ہوئے تھے، پیٹ اتنا بڑا تھا کہ آپ کی لنگی اکثر نیچے کھسک جایا کرتی تھی۔ پیشانی پر ہمیشہ پسینہ رہتا تھا، چہرہ پر زیادہ گوشت نہیں تھا، ہمیشہ نظریں نیچے رکھتے تھے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں یعنی گھائیاں کھلی

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، فصل فی مولده، ص ۳۰) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل

الصحابیة، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۵۹۳، ۲۲۰/۶، الجزء ۱۲)

رہتی تھیں، حنا اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کے بال سیاہ و سفید ملے ہوئے کھچڑی نہیں تھے۔ آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کھچڑی بالوں پر حنا یعنی مہندی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔^(۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ جو بیان کیا گیا کہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ اس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے متعلق سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اس سے نیل اور حنا ملے ہوئے کو مطلقاً جائز

سمجھ لینا محض غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و

الرضوان کے رسالہ مبارکہ ”حک العیب فی حرمة تسويد الشيب“ کا

مطالعہ کریں۔

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصديق، فصل في صفته، ص ۲۵) (الطبقات الكبرى، ومن بني تميم - الخ،

ذکر صفة ابی بکر، ۳/۱۴۰) (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب بجرۃ النبی ﷺ،

الحدیث: ۳۹۱۹، ۵۹۹/۲)

مشق

- (۱) سوال: صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام، کنیت، لقب اور حسب و نسب بیان کیجئے، نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نسب کتنے واسطوں سے سرکارِ مَسَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے نسب سے شرف پاتا ہے...؟
- (۲) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پیدائش کب ہوئی نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والدین کا نام بیان کیجئے...؟
- (۳) سوال: عہدِ طفلی میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بت شکنی کا واقعہ مفصل بیان کیجئے نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ نے اسے سکر کیا کہا...؟
- (۴) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کبھی شراب نہ پی، پوچھنے پر اسکا سبب کیا بیان کیا...؟
- (۵) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حلیہ تفصیلی بیان کیجئے نیز سیاہ خضاب کے متعلق مصنف علیہ الرحمہ کا موقف کیا ہے...؟

آپ کا قبولِ اسلام

سب سے پہلے قبولِ اسلام:

بہت سے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے...؟ تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ثبوت میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں ہیں اور ان میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔^(۱)

..... اور ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرَّجَالِ أَبُو بَكْرٍ“ یعنی سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔^(۲)

..... اور ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحابی رسول حضرت

۱... (العجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۶۲، ۱۲/۷۱)

۲... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۳۳)

ابو آروی دوسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: ”أَوَّلُ مَنْ
 آسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ“ یعنی سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ ہیں۔^(۱)

یہاں تک کہ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب دریافت
 کیا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی
 (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ”وَاللَّهِ لَقَدْ آمَنَ
 أَبُو بَكْرٍ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَانَ بَحِيرَاءِ الرَّاهِبِ“ یعنی قسم ہے
 خدائے عزوجل کی! کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیری راہب ہی کے
 زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاکچے تھے جب کہ حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔^(۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۲۳)

بلا تردد اسلام قبول کرنا:

اور محمد بن اسحاق رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن
 عبد الرحمن رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے بیان کیا کہ رسول خدا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۱... (الطبقات الكبرى، ومن بنی تمیم۔ الخ، ذکر صفة ابی بکر، ۱۲۸/۳)

۲... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصديق، فصل في اسلامه، ص ۲۶) (حلیۃ الاولیاء، ۴۸۷، بیومن بن
 مہران، ۹۵/۴)

نے بیان فرمایا کہ جب میں نے کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو اس کو تردد ہوا علاوہ ابو بکر کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کر لیا۔^(۱)

..... امام بیہقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سابق الاسلام ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبوت و رسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے اس لیے جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔^(۲)

..... بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے قبل ہی سے

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دوست تھے اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سچائی و دیانت داری پر یقین کامل رکھتے تھے تو جب سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ اس لیے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ

۱... (تاریخ مدینة دمشق، عبد اللہ و یقال عتیق، ۳۰/۴۲)

۲... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۷۷)

غلط بات کہتا ہے تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اسی بنیاد پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بلاتامل مسلمان ہو گئے۔^(۱)

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اس لیے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

تطبیق اقوال:

ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

... ۱ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر اول من اسلم، ۲/۳۶۵)

اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لائے۔^(۱)

آپ کا کمالِ ایمان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سارے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے زیادہ کامل تھا۔ جس کا ثبوت بہت سے واقعات سے ملتا ہے۔

..... حدیبیہ میں جن شرطوں پر صلح ہوئی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کے مسلمانوں یا کافروں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ چلا جائے تو وہ واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا بھی صلح نامہ پر طرفین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے مکہ معظمہ سے گرتے پڑتے اور اپنی بیڑیاں گھیٹتے ہوئے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کے درمیان آگئے۔

سہیل بن عمرو ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ تھا اور کفارِ مکہ کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے کے لیے حدیبیہ آیا ہوا تھا جب اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہا کہ ابو جندل کو آپ میری طرف واپس کر دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں لہذا یہ معاہدہ

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۲۶) (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب

مناقب علی بن ابی طالب، ۵/۲۱۱)

تمہارے اور ہمارے دستخط ہو جانے کے بعد ہی نافذ ہوگا۔ اس نے کہا: تو جائیں ہم آپ سے صلح نہیں کریں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے سہیل! ابو جندل کو میرے پاس رہنے کی تم اپنی طرف سے اجازت دے دو اس نے کہا میں اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دے سکتا۔

جب حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اب میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فریاد کی اور کہا: اے مسلمانو! دیکھو میں کافروں کی طرف لوٹا جا رہا ہوں حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور آپ لوگوں کے پاس آ گیا ہوں اور حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر کافروں کی مار کے جو نشانات تھے، آپ مسلمانوں کو وہ نشانات دکھا دیکھا کر رونے لگے تو مسلمانوں کو بڑا جوش پیدا ہوا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور عرض کیا: ”کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟“

ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں؟“ یعنی ہاں میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ”کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں؟ یعنی بے شک ہم حق پر ہیں اور کفار باطل پر ہیں۔ اس جواب پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تو

پھر ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے عمر! بے شک میں اللہ کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہوں، میں اس کی نافرمانی کبھی نہیں کر سکتا اور میرا مددگار وہی ہے۔

پھر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: کیا آپ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے مگر ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے“ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ ”ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسی سال کے لیے نہیں فرمایا تھا۔“

پھر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس گئے اور ان سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی تو حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”الذَّمَّ عَسْرَہ“ یعنی ان کی رکاب تھامے رہو اور ان کے دامن سے لگے رہو بے شک وہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں اور اللہ ان کا معاون اور مددگار ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اس جواب سے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

حدیبیہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جس طرح صلح فرمائی اس سے مسلمانوں کی ناگواری اور رنج و غم کا یہ عالم رہا کہ تکمیل معاہدہ کے بعد تین بار حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اٹھو قربانی کرو اور سر منڈا کر احرام

کھول دو مگر کوئی اٹھنے کو تیار نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش میں آکر حضور سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایسی گفتگو کی کہ جس پر وہ زندگی بھر افسوس کرتے رہے اور معافی کے لیے بہت سی نیکیاں کرتے رہے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جواب دیا وہ ایمان افروز جواب بتا رہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ پر بالکل مطمئن تھے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب حق ہے۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا۔^(۱)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت و نبوت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل و اکمل تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوش کو بھی ٹھنڈا کر دیا۔

معراج کی بلا تامل تصدیق:

شبِ معراج کی صبح بہت سے مشرکین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے دوست محمد صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہہ

۱... (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، الحدیث: ۲۴۳۱، ۲/۲۲۶)

رہے ہیں کہ انہیں رات کو بیت المقدس اور آسمان وغیرہ کی سیر کرائی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں...؟ ان لوگوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”إِنِّي لَأُضِدُّ قَهْ بِأَبْعَدَ مِنْ ذَلِك“ یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس اور حیرت انگیز خبر دیں گے تو بے شک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا۔^(۱)

میں قتل کر دیتا:

غزوہ بدر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار مکہ کے ساتھ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جنگ بدر میں کئی بار میری زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے صرف نظر کی اور آپ کو قتل نہیں کیا۔ اس کے جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”لَوْ أَهْدَفْتُ لِي لَمْ أَنْصَرِفْ عَنْكَ“ یعنی اے عبدالرحمن! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں صرف نظر نہ کرتا بلکہ تم کو قتل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا۔^(۲)

ان واقعات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر

۱... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، ذکر الاختلاف في امر الخلافة، الحديث: ۴۵۱/۵، ۲۵/۴)

۲... (المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، باب هذا ما حفظ ابو بکر۔، الحديث: ۵۴، ۴۹۴/۸)

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَايْمَانِ سَارِے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل تھا بلکہ درجہ کمال کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔^(۱)

سب سے کامل ایمان:

یہاں تک کہ امام بیہقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے 'شعب الایمان' میں حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ پوری زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور حضرت ابو بکر صدیق کا ایمان اگر وزن کیا جائے تو حضرت صدیق اکبر کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۴۰) (۲)

۱... نوٹ: مذکورہ واقعہ ہمیں کتب احادیث میں غزوہ بدر کے متعلق نہیں ملا بلکہ ابن ابی شیبہ،

کنز العمال، جامع الاحادیث وغیرہ میں یہ واقعہ غزوہ احد کے متعلق نقل ہے۔

۲... (تاریخ الخلفاء ص ۴۰) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۰۹،

۲۲۲/۲، الجزء ۱۲)



(۱) سوال: اوّلًا اسلام کون لایا.....؟ اس کے متعلق کس کا کیا موقف ہے، تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائیں.....؟

(۲) سوال: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اسلام پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا تردد ایمان لے آئے، اس کا سبب بیان کیجئے.....؟

(۳) سوال: اوّلًا اسلام لانے کے متعلق جو مختلف اقوال ہیں، ہمارے امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکثرہ سے ان کے درمیان کس طرح کی تطبیق منقول ہے.....؟

(۴) سوال: صلح حدیبیہ کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیجئے نیز یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال ایمان پر کس طرح دلالت کرتا ہے.....؟

(۵) سوال: واقعہ معراج سننے پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جواب دیا.....؟

(۶) سوال: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے کس موقع پر کہا کہ میں تمہیں قتل کر دیتا.....؟

(۷) سوال: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی شان بیان کیجئے.....؟

آپ کی شجاعت

سب سے زیادہ بہادر کون:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔

علامہ بزار رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ لَبِنِي مُسَدِّمِیْنِ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے...؟ ان لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے جوڑے سے لڑتا ہوں پھر کیسے میں سب سے بہادر ہوا۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے، آپ ہی بتائیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لیے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کر دے ”قَوْلَهُ مَا دَأَبْنَا مِمَّا أَحَدًا إِلَّا أَبُو بَكْرٍ“ یعنی تو خدا کی قسم: اس کام کے

لئے سوائے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے کوئی آگے نہیں بڑھا آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس پر ٹوٹ پڑے اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ۲۵)

حضرت علی کے نزدیک بہادر:

اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: تو قسم خدا کی! اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے علاوہ کوئی حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قریب نہیں گیا۔ آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انہیں دھکے دے دے کر

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، شجاعندہ، ص ۲۸) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصديق، الحديث: ۳۵۶۸۵، ۲۳۲/۶، الجزء: ۱۲)

ہٹایا اور فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لیے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔^(۱)

(تاریخ الخلفاء، ۲۵)

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غزوہ احد میں شجاعت:

اور علامہ بیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ ”لَمَّا كَانَ يَوْمٌ أُحِدِ انْصَرَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ فَاءَ“ یعنی جنگ احد کے دن سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ کر ان

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، شجاعتنہ، ص ۲۸) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصديق،

الحدیث: ۳۵۶۸۵، ۲۳۲/۶، الجزء: ۱۲)

کی حفاظت کی۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

ان شواہد سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سارے صحابہ رَضُوا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ میں سب سے زیادہ شجاع
اور بہادر بھی تھے۔

آپ کی سخاوت

حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور
سخاوت کرنے کے بارے میں بھی سارے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ پر فوقیت رکھتے
تھے۔

حدیث شریف کی دو مشہور کتابوں ترمذی اور ابو داؤد میں ہے حضرت عمر
فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور
حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر
حضرت ابو بکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہو گا تو وہ آج کا دن ہو گا،
میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، شجاعندہ، ص ۲۸) (مسند البزار، مسند ابی بکر، ما روت عائشہ عن
ابی بکر، الحدیث: ۶۳، ۱۳۲/۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ”مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ“ یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا...؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ“ یعنی اے ابو بکر! اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ ”فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ“ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان کے لیے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل و عیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں۔

پردانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”قُلْتُ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا“ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔^(۱) (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

سارا مال راہِ خدا میں:

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مشرف ہوئے، اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے حکم پر خرچ کر دیا۔^(۲)

..... حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔^(۳)

۱... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، الحدیث: ۶۰۳۰، ۲/۴۱۶) (سنن

الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر کتیبما، الحدیث: ۳۶۹۵، ۵/۳۸۰)

۲... (فیض القدیر شرح جامع صغیر، حرف الراء، الحدیث: ۴۴۱۲، ۴/۲۲)

۳... (تاریخ مدینة دمشق، عبد اللہ و یقال عتیق، ۳۰/۶۸)

خرچ کرنے پر قرآن کی بشارت:

حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ والرحمة والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے راہِ خدا عزوجل میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ

أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

یعنی جو لوگ اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپا کر اور علانیہ تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے۔ (پ ۳، ۶۷) (۱)

ابو بکر کے احسان کا بدلہ:

ترمذی شریف میں ہے رسول خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی میرے ساتھ احسان کیا تھا میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا علاوہ

... (خزانة العرفان، سورة البقرة، تحت الآية ۲۷۴، پ ۳)

ابو بکر کے احسان کے، انہوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن ان کو خدائے تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔

”وَمَا نَفَعْنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ“ یعنی اور ہرگز

کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے۔^(۱) (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۵)

شاعر نے اس جذبہ جاں نثاری کو یوں نظم کیا ہے:

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
 لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
 بولے حضور، چاہیے فکرِ عیال بھی کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
 اے تجھ سے دیدہ مہ و انجمِ فروغِ گمیر اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
 پروانے کو چرخ تو بلبل کو پھول بس
 صدیق کے لیے ہے خدا کا سول بس

... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر، الحدیث: ۲۰۲۶، ۱۶/۲)

مشق

(۱) سوال: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سب سے

زیادہ شجاع کون تھا، تفصیل کے ساتھ ذکر کیجئے.....؟

(۲) سوال: 'عَتِيقُ مِّنَ النَّارِ' کی خوشخبری پانے والے صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ اُحد میں کس طرح شجاعت کے جوہر دکھائے.....؟

(۳) سوال: ”میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی سبقت نہیں لے

جاسکتا“ یہ کس کا قول ہے نیز انھوں نے یہ کب فرمایا.....؟

(۴) سوال: ایمان لانے کے وقت سے ہجرت کے وقت تک آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے روپے راہِ خدا میں خرچ کئے نیز اس موقع پر کونسی آیت مبارکہ

نازل ہوئی.....؟

روحانی علاج.....

..... هُوَ اللّٰهُ الرَّحِيْمُ - جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا، اِن شَاءَ اللّٰهُ

عَزَّوَجَلَّ شَيْطَانِ كَ شَرِّ سَعْيٍ هَبْ غَاوِرَاسْ كَا اِيْمَانٍ پَر خَاتَمَ هُوْكَا -

..... يَا مَلِكُ - 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِن شَاءَ اللّٰهُ

عَزَّوَجَلَّ غُرْبَتِ سَعِ نَجَاتِ پَا كَر مَالِدَارِ هُو - (ہر روز کے اول و آخر ایک بار درود

شریف پڑھ لیجئے) (فیضانِ سنت، ج ۱، ص ۱۶۸ تا ۱۷۰ ملقطاً)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

یہ اک جان کیا ہے...:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہت چاہتے تھے اور ان سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ شروع زمانہ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حتی الامکان اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کافروں سے اذیت نہ پہنچے۔

جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا اور علی الاعلان کی جائے۔ پہلے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمایا اور سب لوگوں کو ساتھ لے کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی روز اسلام لائے۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عظمت و شرافت مکہ معظمہ میں مسلم تھی اس کے باوجود آپ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ اور کان و ناک سب لہو لہان ہو گئے اور خون سے بھر گئے اور ہر طرح سے آپ کو بہت مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قبیلہ بنو تمیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ مشرکین کی اس مار کے بعد آپ زندہ بچ سکیں گے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قبیلہ کے لوگ مسجد کعبہ میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کہ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

شام تک آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا کیا حال ہے...؟ لوگوں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بہت ملامت کی کہ انہی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہی کا نام لیا۔ اور سب سے پہلے ان کا نام کیوں نہ لیں کہ ان کے خون کے ایک قطرہ میں سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی محبت موجزن تھی۔ کچھ

لوگ بددلی کے سبب اور بعض لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب آپ کی جان بچ جائے گی۔ جاتے ہوئے لوگ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا (کہ بعد میں وہ بھی مسلمان ہوئیں) ان سے کہہ گئے کہ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے کے لیے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وہی ایک صدا تھی کہ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا کیا حال ہے اور ان پر کیا گزری؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بہن ام جمیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس جا کر دریافت کرو کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے صاحبزادے کی اس بے تابانہ درخواست کو پوری کرنے کے لیے دوڑی ہوئی ام جمیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس گئیں اور سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ انہوں نے ٹال دیا، کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا: اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حالت دیکھ کر برداشت

نہ کر سکیں بے تحاشا رونے لگیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بخیر و عافیت ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں...؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

فرمایا: قسم ہے خدا ذوالجلال کی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کر لوں گا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ کھاپی لیں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کر لوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے لوگوں کی آمد و رفت کے بند ہو جانے کا انتظار کیا تاکہ ایسا نہ ہو کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر پھر اذیت پہنچا دے۔

جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ محترمہ لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے عاشق صادق سے لپٹ کر روئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔^(۱) (تاریخ الخلفاء وغیرہ)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آقائے دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غایت درجہ محبت تھی اور کیوں نہ ہو۔

محمد ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا
اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
لشکرِ اسامہ کو نہیں لوٹا سکتا:

اور حضرت صدر الافاضل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ تَحْرِيرِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ اسامہ کی تنفیذ کی جس کو

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر الصديق، فصل في شجاعته الخ، ص ۳۸)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عہدِ مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا اور مدینہ طیبہ کے قریب مقام ذی حشب ہی میں تھا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس عالم سے پردہ فرمایا۔ یہ خبر سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے مجتمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ پر زور دیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیں اس وقت اس لشکر کا روانہ کرنا کسی طرح مصلحت نہیں۔ مدینہ کے گرد تو عرب کے طوائف کثیرہ مرتد ہو گئے اور لشکر شام کو بھیج دیا جائے؟ اسلام کے لیے یہ نازک ترین وقت تھا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات سے کفار کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی۔ منافقین سمجھتے تھے کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔ ضعیف الایمان دین سے پھر گئے۔ مسلمان ایک ایسے صدمہ میں شکستہ دل اور بے تاب و توائل ہو رہے ہیں جس کا مثل دنیا کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ کھانا پینا برا معلوم ہوتا ہے۔ زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے۔ اس وقت حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشین کو نظم قائم کرنا، دین کا سنبھالنا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا، ارتداد کے سیلاب کو روکنا کس قدر دشوار تھا۔ باوجود اس کے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا اور مرضی مبارک کے خلاف جرأت کرنا صدیق سرِ اِپا صدق کا رابطہٴ نیاز مندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے۔ اس پر صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا اصرار کہ لشکر واپس بلا لیا جائے اور خود حضرت اَسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا لوٹ کر آنا اور حضرت صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کرنا کہ قبائل عرب آمادہٴ جنگ اور درپے تخریبِ اسلام ہیں اور کارِ آزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاور مردانِ جنگ سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لیے اور مشکلات تھیں۔

صحابہ کرام رَضُوا اَنْ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْتَمَعُوا نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی جگہ دوسرا ہوتا تو ہر گز مستقل نہ رہتا اور مصائب و افکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت اسے مہبوت کر ڈالتی۔ مگر اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پائے ثبات کو ذرہ بھر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں بالکل فرق نہ آیا۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اگر پرند میری بوٹیاں نوچ کر کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر حضور نور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مرضی مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا گوارا نہیں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسی حالت میں آپ

نے لشکر کو روانہ فرمادیا۔

اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت و لیاقت اور کمالِ دلیری و جواں مردی کے علاوہ ان کے توکل صادق کا بھی پتا چلتا ہے۔ اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت و جانشینی کی اعلیٰ قابلیت و اہلیت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

اب یہ لشکر روانہ ہوا اور جو قبائل مرتد ہونے کے لیے تیار تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کا شیرازہ ضرور درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی سطوت و شوکت باقی نہ رہے گی۔ انہوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گیا۔ اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہدِ مبارک میں اسلام کے لیے ایسا زبردست نظم فرمادیا ہے جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہو سکتا اور وہ ایسے غم و اندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے سامنے اقوامِ عالم کو سرنگوں کرنے کے لیے ایک مشہور و زبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں۔ لہذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ یہ لشکر کس شان سے واپس ہوتا ہے۔

فضلِ الہی سے یہ لشکر ظفر پیکر فتح یاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت و شکست ہوئی۔ جب یہ فاتح لشکر واپس آیا۔ اس وقت وہ تمام قبائل جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر سچائی کے ساتھ قائم ہو گئے۔

بڑے بڑے جلیل القدر صائب الرائے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہوئے۔^(۱) (سوانح کربلا)

آج عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا:

بیہقی و ابن عساکر میں ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ مقرر نہ ہوئے ہوتے تو روئے زمین پر خدائے تعالیٰ کی عبادت باقی نہ رہ جاتی۔ اسی طرح قسم کے ساتھ آپ نے تین بار فرمایا۔ لوگوں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں...؟ آپ

۱... (سوانح کربلا، ص ۴۵، مکتبۃ المدینۃ) (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، القسم الثانی، الباب الاول فی مناقب خلیفۃ رسول اللہ ابی بکر الصدیق۔۔ الفصل التاسع فی خصائصہ ذکر شدۃ باسہ ثبات قلبہ۔ الخ، ۱/ ۱۳۹، ۱۳۸، الجزء ۱، ملخصاً)

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ رسول خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر لشکر مقرر کر کے شام کی طرف روانہ فرمایا تھا اور وہ ابھی ذی حشب کے مقام پر تھے کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا وصال ہو گیا۔ اس خبر کو سن کر اطراف مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے۔

صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں آئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لشکر کو واپس بلا لیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَوْ جَزَّتِ الْكِلَابُ بِأَرْجُلِ أَرْوَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَدَدْتُ جَيْشِي وَأَوْجَهَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے روانہ فرمایا تھا اور نہ میں اس پر چم کو سرنگوں کروں گا جس کو میرے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے لہرایا تھا۔

پس حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلہ دہشت زدہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ سلطنت روم کی حد میں پہنچ گئے۔ طرفین میں جنگ ہوئی مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس ہوا تو اس

طرح اسلام کا بول بالا ہو گیا۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۵۱)

محبوبِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو جو بے انتہا اور غایت درجہ محبت تھی۔ اسی محبت کا یہ اثر ہے کہ نازک وقت میں صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے زور ڈالنے کے باوجود حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لشکر کو واپس بلانا اور پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لہرائے ہوئے جھنڈے کو سرنگوں کرنا آپ نے گوارا نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور اسلام کا پھر سے بول بالا ہو گیا۔ اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی محبت نے اسلام کو زندہ جاوید بنا دیا۔

۱... (تاریخ الخلفاء، ابو بکر صدیق، فصل فیما وقع فی خلافتہ، ص ۵۶) (تاریخ مدینہ دمشق، عبد اللہ و یقال عتیق، ۳۰/۳۱۶)

مشق

(۱) سوال: ”ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے“ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے والوں نے یہ کس موقع پر اور کیوں کہا نیز اس واقع سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول کیسے ثابت ہوتا ہے.....؟

(۲) سوال: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لشکرِ اسامہ کو واپس لوٹانے کا کیوں مطالبہ کر رہے تھے نیز صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کیا ارشاد فرمایا.....؟

(۳) سوال: ”آج عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا“ یہ کس کا قول ہے نیز اس حکایت سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کیسے ظاہر ہوتی ہے.....؟

﴿.....علم سیکھنے سے آتا ہے.....﴾

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

”علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ نور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عز و جل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عز و جل سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔“ (المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

مانعینِ زکوٰۃ

منکرین سے جنگ کروں گا:

رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال فرمانے پر بعض لوگ تو اسلام کے سارے احکام کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور زکوٰۃ کی فرضیت چونکہ نص قطعی سے ثابت ہے تو اس کے منکر ہو کر وہ بھی مرتد ہو گئے۔ اسی لیے شارحین حدیث و فقہائے کرام مانعینِ زکوٰۃ کو بھی مرتدین میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ اور بعض دوسرے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُمْ نے ان سے کہا کہ اس وقت منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنا مناسب نہیں۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے فرمایا: خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر وہ لوگ ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے اور اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر اعراب کی طرف نکل پڑے اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو حضرت خالد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کو

آپ امیر لشکر بنا کر واپس آگئے انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ فتح عطا فرمائی۔ اب صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی رائے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ حق ہے۔^(۱)

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر اس وقت مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی نہ کی جاتی اور انہیں چھوٹ دے دی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے بھی منکر ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار کر دیتے اور کچھ لوگ بعض دوسری ضروری چیزوں کا انکار کر دیتے تو اسلام اپنی شان و شوکت کے ساتھ باقی نہ رہتا بلکہ کھیل بن جاتا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

بدمذہبوں کا رد:

مانعین زکوٰۃ اور ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد کے نتیجے میں حضرت صدر الافاضل رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ تحریر فرماتے ہیں ”یہاں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہیے کہ ہر حالت میں حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت

۱... (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔ النج، الحدیث: ۳۲)

(۳۲) (الریاض النضرۃ، ۱/۱۴۷) (تاریخ مدینۃ دمشق، باب ذکر بعث النبی ﷺ، ۵۳/۲)

ضروری ہے اور جو قوم ناحق کی مخالفت میں سستی کرے گی وہ جلد تباہ ہو جائے گی۔
 آج کل بعض سادہ لوح باطل فرقوں کے رد کرنے کو بھی منع کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ اس وقت آپس کی جنگ موقوف کرو۔ انہیں حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ
 تَعَالَى عَنْهُ کے طریق عمل سے سبق لینا چاہیے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایسے
 نازک وقت میں بھی باطل کی سرکھنی میں توقف نہ فرمایا۔ جو فرقے اسلام کو نقصان
 پہنچانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں ان سے غفلت برتنا یقیناً اسلام کی نقصان رسانی
 ہے۔^(۱) (سوانح کربلا)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف کلمہ اور نماز مسلمان ہونے کے
 لیے کافی نہیں بلکہ اسلام کی ساری باتوں کو ماننا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص
 اسلام کے سارے احکام پر ایمان رکھتا ہو لیکن ضروریات دین میں سے کسی ایک
 بات کا انکار کرتا ہو تو وہ کافر و مرتد ہے جیسے کہ مانعین زکوٰۃ ایک بات کا انکار کر کے
 کافر و مرتد ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذلک

اور مسیلہ کے ساتھی و مانعین زکوٰۃ کے کافر و مرتد ہونے سے یہ بھی
 ثابت ہوا کہ "عرب میں کافر و مرتد نہ ہوں گے" یہ کہنا غلط ہے۔

... (سوانح کربلا، ص ۲۶، مکتبۃ المدینہ)

پیش کش: الْمَدِينَةُ الْعِلْمِيَّة (دعوتِ اسلامی)

غلط الزام:

رافضی لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باغِ فدک کو غصب کر لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے اور جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لَا نُورَثُ مَا تَرَ كُنَاهُ صَدَقَةٌ“ یعنی ہم گروہِ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔^(۱) (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۵۵۰)

..... اور مسلم شریف جلد دوم ص ۹۱ پر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد ازواجِ مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ”أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَ كُنَاهُ صَدَقَةٌ“ یعنی کیا

۱... (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث: ۳۰۹۳، ۳۳۸/۲) (صحیح

مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب قول النبی ﷺ لَا نُورَثُ، الحدیث: ۵۸، ۱، ص ۹۶۶)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔^(۱)

..... اور بخاری جلد دوم ص ۵۷۵ و مسلم جلد دوم ص ۹۰ میں حضرت

مالک بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ موجود تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سب کو قسم دے کر فرمایا:

کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا فرمایا ہے۔^(۲)

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ترکہ خیر

اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہو اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

عَنْہُمْ وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت

عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا لہذا ماننا

۱... (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیب، باب قول النبی ﷺ لَانُوْرُ، الحدیث: ۱۷۵۸، ص ۹۶۶)

۲... (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث: ۳۰۹۳، ۲/۳۳۹)

پڑے گا کہ نبی ﷺ کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغِ فدک نہیں دیا، ناکہ بغض و عداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے اور یہ آیت کریمہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾^(۱) یا اس کے علاوہ قرآن مجید و حدیث شریف میں جہاں بھی کہیں انبیائے کرام علیہم السلام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے علم شریعت و نبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم و دینار۔

علالت اور وفات

واقدی اور حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے نقل کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷ جمادی الاخریٰ پیر کے روز غسل فرمایا اس روز سردی بہت زیادہ تھی جو اثر کر گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار آگیا اور پندرہ دن تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل رہے۔ اس درمیان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے بھی گھر سے باہر تشریف نہیں لاسکے۔ آخر کار بظاہر اسی بخار کے سبب ۶۳ سال کی عمر میں ۲ سال ۲ ماہ سے کچھ زائد امورِ خلافت انجام دینے

... (سورۃ النمل، الایۃ ۱۶، ۱۷)

کے بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وفات ہوئی اور آقائے دو

عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مبارک پہلو میں مدفون ہوئے۔^(۱)

”انا لله وانا اليه راجعون“

..... فضائل قرآن کریم ❦

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

”یہ قرآن مجید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بے شک یہ قرآن مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مبین، نفع بخش شفاء، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ میں نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے بلکہ ”الف“ ایک حرف ”لام“ ایک حرف اور ”میم“ ایک حرف ہے۔“

(المستدرک، الحدیث: ۲۰۸، ج ۲، ص ۲۵۶)

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، عبداللہ ویفال، ۳۰/۴۰۹) (۱۱ الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی

الصحابة، ص ۵۸۷، ملقطاً)

مشق

- (۱) سوال: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ گو قبائل سے کیوں جہاد فرمایا نیز یہ کس نظریہ اہلسنت کی تائید کرتا ہے.....؟
- (۲) سوال: کیا موجودہ دور میں بھی بد مذہبوں کا رد ضروری ہے.....؟
- (۳) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغِ فدک پر کیا موقف تھا، دلائل سے ثابت کیجئے.....؟
- (۴) سوال: انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی میراث کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عَلَیْهِمْ أَجْمَعِينَ کا موقف دلائل کے ساتھ ثابت کیجئے.....؟
- (۵) سوال: انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی میراث کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موقف بیان کیجئے.....؟
- (۶) سوال: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾..... مذکورہ آیت مبارکہ بظاہر اہل سنت کے موقف کے خلاف ہے..... اس کا کیا جواب ہے.....؟
- (۷) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال کب اور کیسے ہوا نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کتنا عرصہ رہی.....؟

آپ کی کرامتیں

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئیں ہیں جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اصحابِ صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرما کر خود رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہی کے یہاں کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سُن کر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کو بہت برا بھلا کہا کہ اس نے مجھ کو مطلع کیوں نہیں کیا؟ پھر کھانا منگوا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ ”اَيُّمَ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللِّقْمَةِ اِلَّا رِبَا مَسْنُ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا“ یعنی خدا کی قسم! ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچ رہا۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آتا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اٹھا کر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے گئے صبح تک کھانا بارگاہ رسالت میں رہا۔

مسلمانوں اور کافروں کی درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہو گئی تھی تو اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت کافی آدمی تھے۔ پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔^(۱) (بخاری، جلد اول، ص ۶، ۵)

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے بھی کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھانا پھر بھی برتن میں کھانے

... ۱ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب فی علامة النبوة فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۸۱، ۲/۴۹۵)

کا کم نہ ہونا یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے۔

ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔۔؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ مال تھا آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا ہے۔ میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمن و محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ لہذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اباجان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ سے لڑکی (ام کلثوم) ہی پیدا ہوئیں۔^(۱) (مؤطا امام محمد، باب الحلی، ص ۳۳۸)

اس حدیث شریف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں

... ۱ (مؤطا امام محمد، الحدیث: ۸۰۸، ۱/۲۸۶)

ثابت ہوئیں۔ پہلی کرامت یہ کہ وفات سے پہلے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وصیت کے وقت یہ فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔ دوسری کرامت یہ ثابت ہوئی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یقین کے ساتھ جانتے تھے اسی لیے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے فرمایا کہ حبیبہ بنت خاریجہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری بہن ہے اور ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بے شک حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔

آپ کی خصوصیات

حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ میں بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن میں سے چند خصوصیات کو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

چار اہم خصوصیات:

ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه حضرت امام شعبی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خدائے عزوجل نے ایسی چار خصلتوں سے مختص فرمایا جن سے کسی کو سرفراز نہیں فرمایا۔ (اول) آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی دوسرے کا نام صدیق نہیں۔ (دوئم)

آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں رہے۔ (سوم)
 آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت میں رفیق سفر رہے۔ (چہارم)
 سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ صحابہ کرام رضی
 اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھائیں اور دوسرے لوگ آپ کے مقتدی بنیں۔^(۱)

نسل در نسل صحابی:

ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 صحابی، آپ کے والد صحابی، آپ کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی اور ان
 کے صاحبزادے ابو عتیق محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی یعنی آپ کی چار نسل صحابی
 ہیں۔^(۲)

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل ہم سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی سچی غلامی عطا فرمائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر
 چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱... (تاریخ مدینة دمشق، عبد اللہ وبقال عتیق، ۳۰/۲۶۶)

۲... (المعجم الکبیر، نسبة ابی بکر الصدیق واسمه، الحدیث: ۱، ۱/۵۲)



(۱) سوال: کھانے میں برکت والی کرامت مع حوالہ بیان کیجئے.....؟

سوال: پیٹ میں بچی کی خبر دینے والی صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

کرامت کس عقیدہ اہلسنت کی مؤید ہے.....؟

(۲) سوال: علومِ خمسہ کون سے ہیں نیز اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه

کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے.....؟

(۳) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی چار خصوصیات بیان کیجئے نیز

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر والوں میں سے کس کس کو صحابیت کا شرف حاصل

ہوا.....؟

منقبت در شان صدیق اکبر

برادرِ اعلیٰ حضرت، اُستَاذِ رَمَن، حضرت مولانا حسن رضا خان عَلِيهِ رَحْمَةُ

اللِّسَان اپنے مجموعہ کلام ”ذوقِ نعت“ میں أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ، محبوبِ حبیب

خدا، صاحبِ صدق و صفا، حضرت سَيِّدُنَا أَبُو بَكْرٍ صَدِيقِ بْنِ ابُو قَافِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

کی شانِ صداقت نشان میں یوں رَطَّبَ اللِّسَان ہیں:

☆ بیاں ہو کس رُباں سے مرتبہ صدیقِ اکبر کا

ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صدیقِ اکبر کا

- ☆ یٰ اٰہٰی ! رَحْمَ فَرْمَا ! خَادِمِ صَدِیقِ اَكْبَرِ هُوں
 تری رحمت کے صدقے ، واسطہ صدیقِ اکبر کا
 ☆ رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
 یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ ، صدیقِ اکبر کا
 ☆ گدا صدیقِ اکبر کا ، خدا سے فضل پاتا ہے
 خدا کے فضل سے ہوں میں گدا ، صدیقِ اکبر کا
 ☆ ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دین
 سہارا لیں ضعیف و اَقْوِیَا صدیقِ اکبر کا
 ☆ ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخل بیعت
 بنا فخر سلاسل سلیلہ صدیقِ اکبر کا
 ☆ مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
 بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیقِ اکبر کا
 ☆ علی ہیں اُس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
 جو دُشمنِ عقل کا دُشمن ہوا صدیقِ اکبر کا
 ☆ لٹایا راہِ حق میں گھر کئی ہاں اس محبت سے
 کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیقِ اکبر کا

امیر المؤمنین

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

حقیقت میں کمال و خوبی والا وہ شخص ہے جو دوسروں کو بھی کمال و خوبی والا بنادے تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حقیقت میں کمال و خوبی والے ہیں۔ جنہوں نے بے شمار لوگوں کو کمال و خوبی والا بنا دیا اور ان کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے گا کہ قیامت تک اپنے جاں نثاروں کو کمال و خوبی والا بناتے رہیں گے۔

اور پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جن لوگوں کو کمال و خوبی والا بنا دیا ان میں سے ایک مشہور و معروف امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں جو کہ افضل البشر بعد الانبياء حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد تمام صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ میں سب سے افضل ہیں۔

نام و نسب

آپ کا نام عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہے۔ کنیت ابو حفص اور لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور ماں کا نام حنتمہ ہے، جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی

یعنی ابو جہل کی بہن ہیں۔^(۱)

آٹھویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔^(۲)

قبول اسلام :

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں اسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس وقت اسلام قبول فرمایا جب کہ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں ایمان لایاچکی تھیں اور بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ نے انتالیس مرد اور تیس عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔^(۳) (تاریخ الخلفاء)

عمر سے اسلام کو عزت دے:

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُعا فرماتے تھے۔

يَا اَللّٰهُ الْعَالَمِيْنَ! عَمْرٍ بِنِ خَطَابٍ وَاوْرَابُو جَهْلٍ بِنِ هِشَامٍ مِيْنِ جَوْحَجَّةٍ يُّبَارِا هُو

۱... (سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۰۹)

۲... (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۱۶/۲۲)

۳... (تاریخ الخلفاء، ص ۸۶) (اسد الغابہ، ۴/۱۵۷)

اس سے تو اسلام کو عزت عطا فرما۔^(۱)

اور حاکم کی روایت میں حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس طرح دعا فرمائی ”اللَّهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً“

یعنی یا اللہ! خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت

و قوت عطا فرما۔^(۲)

تو اللہ کے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی یہ دُعا بارگاہِ الہی میں مقبول

ہو گئی اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اسلام سے مشرف ہو گئے۔

آپ کے قبولِ اسلام کا واقعہ:

دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتے ہوئے دیکھ کر ایک روز کفار مکہ جمع

ہوئے اور سب نے یہ طے کیا کہ محمد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو قتل کر دیا جائے۔

(معاذ اللہ رب العالمین) مگر سوال پیدا ہوا کہ کون قتل کرے...؟ مجمع میں

اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر جو محمد کو قتل کر دے صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ اس

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۱/۵/۳۸۳)

۲... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب عن لبس الديباج۔ الخ، الحدیث: ۴۵۴۱)

اعلان پر پورا مجمع تو خاموش رہا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ان کو قتل کروں گا۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم ہی ان کو قتل کر سکتے ہو۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور تلوار لٹکائے ہوئے چل دیئے۔

اسی خیال میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے دوسروں کا نام لکھا ہے۔

بہر حال انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس قتل

کے بعد تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے۔ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ اس بات کو سن کر وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ

تم نے بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ تو لاؤ میں پہلے تجھی کو نپٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ کہا کہ ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اپنی تلوار سنبھالی۔

عنقریب دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کہا کہ تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تیری بہن فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ

سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے انتہا غصہ پیدا ہوا۔ وہ وہیں سے پلٹ پڑے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔

وہاں حضرت خُباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دروازہ بند کیے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ ان کی آواز سن کر حضرت خُباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ گھر کے ایک حصہ میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ اور یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی نے ٹال دیا اور کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیے ہو۔ بہنوئی نے کہا: ہاں باپ دادا کا دین باطل ہے اور دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ بے تحاشا ٹوٹ پڑے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور زمین پر بیچ کر خوب مارا۔ ان کی بہن چھڑانے کے لیے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایک گھونسا اتنی زور سے مارا کہ وہ خون سے تربتر ہو گئیں۔

آخر وہ بھی حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں کہ اے عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ کان کھول کر سن لو کہ تم مار مار کر ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو یہ ہو سکتا ہے لیکن ہمارے دل سے ایمان نکال لو یہ ہر گز نہیں ہو سکتا اور آپ کی بہن نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تجھ سے جو ہو سکے تو کر لے۔ بہن کے جواب اور ان کو خون سے

ترتر و کیچہ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ بغیر غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب لے کر پڑھی، اس میں سورہ طہ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت اس آیت کریمہ پر پہنچے۔

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾

﴿۱۳﴾ یعنی بے شک میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا کہ اے عمر! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات کی شب میں، سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ العالمین! عمر اور ابو جہل میں جو تجھے محبوب و پیارا ہو اس سے اسلام کو

۱... (سورہ طہ، الاية ۱۳)

قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی دُعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی۔

رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس وقت صفا پہاڑی کے قریب حضرت ارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کو ساتھ لے کر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت ارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دروازہ پر حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ حفاظت اور نگرانی کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ عمر آرہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس وقت ان کا قتل کرنا بہت آسان ہے۔

اسی درمیان میں آقائے دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر ان حالات کے بارے میں وحی نازل ہو چکی تھی سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مکان سے باہر تشریف لا کر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا دامن اور ان کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا ”اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک کہ تم پر ذلت و رسوائی مسلط نہ ہو جائے۔“

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ“، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہوں۔^(۱)

اس طرح اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دُعا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مقبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَةُ الرِّضْوَانُ فرماتے ہیں۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا

دُہن بن کے نکلی دُعاے محمد

اور فرماتے ہیں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑھی ناز سے جب دُعاے محمد

چلے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قتل کرنے کے لیے (معاذ اللہ) مگر خود ہی قاتل بنی اور وہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہو گئے۔

۱... (اتحاف الخیرة المہرۃ، کتاب المناقب، فضاء عمر بن خطاب، ۲۲۱/۹)

شد غلامے کہ آپ جو آرد

آپ جو آمد و غلام بہرہ

اس واقعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ دیکھئے اسلام قبول کرنے والے کے ہاتھ میں شمشیر ہے اور اسلام پھیلانے والے کا ہاتھ شمشیر سے خالی ہے۔

فاروق کا لقب:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا تو میرے اسلام قبول کرنے کی خوشی میں اسوقت جتنے مسلمان حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں موجود تھے انہوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ اس کو مکہ کے سب لوگوں نے سنا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں؟ یعنی بے شک ہم حق پر ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا: پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں ہے؟ اس کے بعد ہم سب مسلمان اس گھر سے دو صفیں بن کر نکلے، ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسری صف میں، میں تھا اور اسی طرح ہم سب صفوں کی شکل میں مسجد حرام میں

داخل ہوئے۔ کفارِ قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ دیکھا تو انکو بے انتہا ملال ہوا۔

اس روز سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ اس لیے کہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔^(۱)

فارقِ حق و باطل امامِ الہدیٰ
تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

اظہارِ اسلام کا جذبہ:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہو گیا تو اس کے بعد اپنے ماموں ابو جہل بن ہشام کے پاس پہنچا۔ ابو جہل خاندانِ قریش میں بہت بااثر سمجھا جاتا تھا اور اس کو بھی رئیسِ قریش کی حیثیت حاصل تھی۔

میں نے اس کے دروازہ کی کٹڑی کھٹکھٹائی۔ اس نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ میں نے کہا میں عمر ہوں اور میں تمہارا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا: عمر! ایسا کبھی مت کرنا مگر میرے ڈر کے سبب باہر نہیں نکلا بلکہ اندر سے

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۰) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة،

الحديث: ۳۵۷۳، ۲۳۷/۶، حصہ ۱۲)

دروازہ بند کر لیا۔ میں نے کہا: یہ کیا طریقہ ہے...؟ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ دروازہ کھولا۔ میں اسی طرح دیر تک باہر کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے قریش کے ایک دوسرے سردار اور بااثر شخص کے پاس پہنچا۔ میں نے اس کو پکارا۔ وہ نکلا تو جو بات میں نے اپنے ماموں ابو جہل سے کہی تھی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ وہی بات اس سے بھی کہی۔ تو اس نے بھی کہا کہ ایسا مت کرنا۔ پھر میرے خوف سے گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا: یہ کیا معاملہ ہے کہ مسلمان مارے جاتے ہیں اور میں نہیں مارا جاتا۔ کوئی مجھ سے کچھ تعارض نہیں کرتا۔ میری یہ بات سن کر ایک شخص نے کہا کہ تم اپنا اسلام اور اپنا دین اس طرح ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں! میں اسی طرح ظاہر کروں گا۔ اس نے کہا: وہ دیکھو پتھر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں فلاں شخص ایسا ہے کہ اگر اس سے تم کچھ راز کی بات کہو تو وہ فوراً اعلان کر دے گا۔ اس سے اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کر دو ہر جگہ خبر ہو جائے گی۔ ایک ایک آدمی کے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ میں وہاں پہنچا اور اس سے اپنے اسلام قبول کرنے کا ظاہر کیا۔ اس نے کہا: کیا واقعی تم مسلمان ہو چکے ہو...؟ میں نے کہا: ہاں بے شک میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی اس نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ اے لوگو! عمر بن خطاب ہمارے دین سے نکل گیا۔ یہ سنتے ہی ادھر ادھر جو مشرکین بیٹھے ہوئے تھے مجھ پر ٹوٹ پڑے۔

پھر دیر تک مار پیٹ ہوتی رہی۔ شور و غل کی آواز میرے ماموں ابو جہل نے سنی۔ اس نے پوچھا: کیا معاملہ ہے...؟ لوگوں نے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا ہے۔ میرا ماموں ابو جہل ایک پتھر پر چڑھا اور لوگوں سے کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی۔ یہ سنتے ہی جو لوگ مجھ سے اُلجھ رہے تھے۔ الگ ہو گئے مگر یہ بات مجھے بہت ناگوار ہوئی کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ ہو اور مجھ کو پناہ دے دی جائے۔

میں ابو جہل کے پاس پھر پہنچا اور کہا: ”جَوَازُكَ رَدَّ عَلَيَّكَ“ یعنی تیری پناہ میں تجھے واپس کرتا ہوں۔ مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں۔ پھر کچھ دنوں تک مار پیٹ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔^(۱)
(تاریخ الخلفاء)

اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی۔ ان کی ہجرت نصرت الہی تھی اور ان کی خلافت رحمتِ خداوندی تھی۔ ہم میں سے کسی کی یہ ہمت و طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف کے

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۸۹) (تاریخ مدینة دمشق، عمر بن خطاب، ۳۲/۲۴)

پاس نماز پڑھ سکیں مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے مشرکین سے اس قدر جنگ وجدال کیا کہ انہوں نے عاجز آ کر مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دیا تو ہم بیت اللہ شریف کے پاس اطمینان سے علانیہ نماز پڑھنے لگے۔^(۱)

اسلام کا سب سے پہلے اعلان:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے اپنا اسلام علی الاعلان ظاہر کیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔^(۲)

..... اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ یعنی اس سے پہلے لوگ اپنا اسلام قبول کرنا ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ان کے ایمان لانے کے بعد لوگوں کو اسلام کی طرف کھلم کھلا بلا جانے لگا اور ہم بیت اللہ شریف کے پاس مجلسیں قائم کرنے، اس کا علانیہ طواف کرنے، کافروں سے بدلہ لینے اور ان کا جواب دینے کے قابل ہو گئے۔^(۳)

۱... (اسد الغابۃ، عمر بن خطاب، ۱۶۳/۴)

۲... (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۸۹۰، ۱۳/۱۱)

۳... (الطبقات الکبریٰ، اسلام عمر، ۲۰۴/۳)



(۱) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل نسب نامہ بیان کیجئے

نیز آپ کا نسب کتنے واسطوں سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے شرف پاتا ہے.....؟

(۲) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس سال ایمان لائے، نیز آپ

کی ایمان یاوری کے لئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دعا فرمائی.....؟

(۳) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ مفصل

ذکر کیجئے.....؟

(۴) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”فاروق“ کا لقب کس نے،

کب اور کیوں دیا.....؟

(۵) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے اسلام کو

کیا کیا فوائد حاصل ہوئے، مذکورہ باب کے تحت بترتیب ذکر کیجئے.....؟

آپ کی ہجرت

علی الاعلان ہجرت:

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ہجرت بھی بے مثال ہے۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے علاوہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے علانیہ ہجرت کی ہو۔

جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہجرت کی نیت سے نکلے تو آپ نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے۔ وہاں بہت سے اشراف قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اطمینان سے کعبہ شریف کا طواف کیا۔ پھر بہت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔

پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: ”شَاهَتِ الْوُجُوهُ“ یعنی تم لوگوں کے چہرے بد شکل ہو جائیں، بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا: ”مَنْ أَرَادَ أَنْ تَشْكَلَهُ أُمُّهُ وَيَتَمَّ وَلَدَهُ وَتَرْمَلَ زَوْجَتَهُ فَلْيَلْقِنِي وَرَاءَ هَذَا الْوَادِي“

یعنی جو شخص کہ اپنی ماں کو بے اولاد، اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اس وادی کے اس طرف آ کر میرا مقابلہ کرے۔

آپ کے اس طرح لکارنے کے باوجود ان اشراف قریش میں سے کسی مائی کے لال کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا پیچھا کرتا۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۷۹)

حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے ہجرت کر کے حضرت مصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آئے۔ پھر حضرت ابن اُمّ مکتوم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیس سواروں کے ساتھ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول خدا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ارادہ کیا ہے...؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ پیچھے تشریف لائیں گے۔

تو آپ کے بعد سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی تھے۔ (تاریخ الخلفاء)^(۲)

غزوات میں شرکت

حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۱) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة،

الحدیث: ۳۵۷۹۱، ۶/۲۵۷، الجزء ۱۲)

۲... (اسد الغابۃ، ۲/۱۶۴) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۰)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہ بہادر ہیں کہ غزوہ احد میں جب کہ جنگ کا نقشہ بدل گیا اور مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہو گئی تو اس حالت میں بھی آپ ثابت قدم رہے۔ (تاریخ الخلفاء) (۱)

آپ کا حلیہ

حضرت زِرِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کارنگ گندمی تھا۔ آپ کے سر کے بال خود پہننے کی وجہ سے گر گئے تھے۔ قد آپ کا لمبا تھا۔ مجمع میں آپ کا سردوسرے لوگوں کے سروں سے اونچا معلوم ہوتا تھا۔ دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

اور علامہ واقدی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کارنگ جو لوگ گندمی بتلاتے ہیں انہوں نے قحط کے زمانہ میں آپ کو دیکھا ہوگا۔ اس لیے کہ اس زمانے میں زیتون کا تیل استعمال کرنے کے سبب رنگ آپ کا گندمی ہو گیا تھا۔ (۲)

..... اور ابن سعد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے روایت کی ہے کہ حضرت

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۱)

۲... (تاریخ مدینة دمشق، عمر بن خطاب، ۱۸/۴۴)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے باپ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آخری عمر میں سر کے بال جھڑ گئے تھے اور بڑھاپے کے آثار ظاہر تھے۔^(۱)

..... اور ابنِ رجا رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے ابنِ عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل القامت اور موٹے بدن کے آدمی تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا۔ جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کودھنسے ہوئے تھے۔ مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا اور ان کے اطراف میں سرخی تھی۔^(۲)

فاروقِ اعظم اور احادیثِ کریمہ

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں

وارد ہیں۔ چنانچہ

۱... (الطبقات الکبریٰ، ذکر بجرۃ عمر بن خطاب، ۳/۲۴۷)

۲... (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳) (سیر اعلام النبلاء، عمر بن خطاب، ۲/۵۰۹)

(۱) عمر نبی ہوتا:

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ“، یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۵۸) (۱)

سبحان اللہ! یہ ہے مرتبہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَا كِه اِگْر نَبِي اَكْر م صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَاتَم النَّبِيِّينَ نِه هُوْتِه تُو اُوْآپ نَبِي هُوْتِه۔ اِس حَدِيْث شَرِيْف مِيْن حَضْرَت عَمْر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كِي فَضِيْلَت كَا عَظِيْم الشَّان بِيَان هِي۔

(۲) شیاطین بھاگ جاتے ہیں:

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سِه رُوَايَت هِي كِه رَسُوْلِ خُدَا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِه فرمایا: ”اِيْنِي لَا نُنْظَرُ اِلَى شَيْطَانِيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَتَرُوْا مِنْ عَمْرٍو لِيْعْنِي مِيْن بِلَا شَبِه نِگَا و نُبُوْت سِه دِكْه رِهَاهُوْن كِه جِن كِه شَيْطَان جَبْهِي اُوْر اِنْسَان كِه شَيْطَان جَبْهِي دُونُوْن مِيْرِه عَمْر كِه خُوْف سِه بَهَاگْتِه هِيْن۔ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۸) (۲)

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۶، ۵/۳۸۵)

۲... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الفصل الثانی، الحدیث: ۶۰۳۹،

یہ رعب و دبدبہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا کہ چاہے جن کا شیطان ہو یا انسان کا دونوں ان کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔

(۳) حق عمر کے ساتھ:

مدارج النبوة جلد دوم، ص ۴۲۶ میں ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ”عمر با من ست و من با عمر م و حق با عمر ست ہر جا کہ باشد“
یعنی عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

(۴) حضرت عمر کا کمالِ ایمان:

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو خواب دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور مجھ کو دکھائے جا رہے ہیں۔ وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے۔ جن میں سے کچھ لوگوں کے کرتے ایسے تھے جو صرف سینے تک تھے اور بعض لوگوں کے کرتے اس سے نیچے تھے۔ پھر عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتے تھے۔

لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اس خواب

کی تعبیر کیا ہے؟ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دین۔ (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۷) (۱)

اس حدیث شریف میں اس بات کا واضح بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دینداری اور تقویٰ شعاری میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

(۵) زبان و قلب پر حق:

ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عَمْرٍو وَ قَلْبِهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۷) (۲)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں۔ ان کے قلب اور زبان پر باطل کبھی جاری نہیں ہوتا۔

(۶) آپ سے عداوت کا انجام:

طبرانی اوسط میں حضرت ابو سعید خذری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے

(۱) ... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، الحدیث: ۳۶۹۱، ۲/۵۲۸)

(۲) ... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۲، ۵/۳۸۳)

کہ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ أَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي“ یعنی جس شخص نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور خدائے تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر و مباہات کی ہے۔ جتنے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ دنیا میں مبعوث ہوئے، ہر نبی کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اور اگر کوئی محدث میری امت میں ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ کرام رَضُوا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! محدث کون ہوتا ہے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔^(۱) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (تاریخ الخلفاء، ص ۸۱)

وہ عمر جسکے اعدا پہ شیدا ستر
اس خداداد دست حضرت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)

(۷) اس امت کے محدث:

..... اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

(۱) ... (المعجم الاوسط، من اسمہ بجمہ الحدیث: ۶۴۲۶، ۱۰۲/۵)

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَے فرمایا: ”وَلَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمْرٌ“

یعنی تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوئے ہیں۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔ (۱) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

(۸) دنیا کو ٹھکرا دیا:

حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس دنیا نہیں آئی اور نہ انہوں نے اسکی خواہش و تمنا فرمائی مگر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس دنیا بہت آئی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ ٹھکرا دیا۔ (۲)

بے شک حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس دُنیا آئی کہ ان کے زمانہ خلافت میں بہت ممالک فتح ہوئے اور بے شمار شہروں پر قبضہ ہوا جہاں سے بے انتہا مالِ غنیمت حاصل ہوا مگر آپ فقیرانہ زندگی ہی گزارتے تھے۔ آپ ہی کے زمانہ خلافت میں شہر مدائن فتح ہوا اور وہاں سے اس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ اس سے پہلے کسی شہر کے فتح ہونے پر نہیں حاصل ہوا تھا۔ شہر مدائن کے مالِ غنیمت

۱... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر، الحدیث: ۳/۳۴۰، ۶۰۳۵)

۲... (تاریخ الخلفاء ص ۹۵) (تاریخ مدینة دمشق، عمر بن خطاب، ۲۴/۲۸۷)

کاندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شہر کے فتح کرنے والے لشکر کے سپاہی ساٹھ ہزار تھے۔ بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کو بارہ ہزار درہم نقد ملا تھا اور یہ مال کسریٰ بادشاہ کے اس فرش کے علاوہ تھا جو سونے چاندی اور جواہرات سے بنا ہوا تھا۔ جس کو مخصوص درباروں میں کسریٰ بادشاہ کے لیے بچھایا جاتا تھا۔ یہ فرش لشکر کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اس فرش کی قیمت کاندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ایک باشت مربع ٹکڑے کی قیمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس ہزار کی رقم ملی تھی۔ تو اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دنیا آتی تھی مگر آپ ہمیشہ اسے ٹھکراتے رہے۔

..... حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا کہ لوگوں کو ان کی تنخواہیں اور اس کے ساتھ عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کر دو۔ انہوں نے آپ کو لکھا کہ میں نے ایسا ہی کیا لیکن اس کے باوجود ابھی مال بہت زیادہ موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تحریر فرمایا کہ کل مال، مالِ غنیمت ہے جو خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے لہذا وہ سب مال انہیں پر تقسیم کر دو۔ وہ مال عمر یا اس کی اولاد کا نہیں۔^(۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۱۱۴)

مشق

(۱) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس شان سے ہجرت فرمائی

نیز اس موقع پر کفار قریش کو آپ نے کیا فرمایا.....؟

(۲) سوال: مدینہ منورہ کس ترتیب سے صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہجرت

کر کے پہنچے.....؟

(۳) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک کہ بیان فرمائیں نیز جو

لوگ آپ کا رنگ گندمی بتاتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے.....؟

(۴) سوال: فضائل کے باب کی ابتدائی پانچ احادیث میں فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کن کن فضائل وخصائل کو بیان کیا گیا ہے.....؟

(۵) سوال: ”وہ عمر جسکے اعدا پہ شیدا ستر“ یہ کس کا شعر ہے، نیز اسکی

تائید میں کوئی ایک روایت پیش فرمائیں.....؟

(۶) سوال: محدث کون ہوتا ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس

حوالے سے کیا بشارت دی گئی.....؟

(۷) سوال: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شان میں کیا

فرمایا.....؟

آپ کی رائے سے قرآن کی موافقت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔

رائے کے موافق نزول آیات:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔^(۱)

..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کسی معاملہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے دوسری۔ تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔^(۲)

..... اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی معاملہ میں جو کچھ مشورہ دیتے تھے، قرآن شریف کی

(۱) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحديث: ۳۵۸۶۸، ۶/۲۶۹، الجزء ۱۲)

(۲) (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص... الخ، الحديث: ۳۷۰۲، ۵/۳۸۳)

آیتیں اسی کے مطابق نازل ہوتی تھیں۔^(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے رب نے ان سے اکیس باتوں میں موافقت فرمائی ہے۔^(۲) ان میں سے چند باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ اقدس صَلَّی

اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کی

خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور حضور کی خدمت میں ازواج

مطہرات بھی ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔ حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس عرض کے بعد امہات المؤمنین کے

پردہ کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ یعنی

اور جب تم امہات المؤمنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے

باہر سے مانگو۔^(۳) (پ ۲۲، ۴۶..... تاریخ الخلفاء)

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۶)

۲... (ہمیں کتب احادیث و شروحات میں یہ قول ان الفاظ سے ملا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین اور بعض روایات کے مطابق چار باتوں میں میری موافقت فرمائی البتہ ۲۱ باتوں میں موافقت ائمہ کرام نے گنوائی ہے۔)

۳... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، فصل فی موافقات عمر، ص ۹۶)

..... ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ ابوسفیان کے آنے کی خبر پا کر رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ سے ابو جہل کفارِ قریش کا ایک بھاری لشکر لے کر قافلہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا۔ ابوسفیان تو راستہ سے ہٹ کر اپنے قافلہ کے ساتھ سمندر کے ساحل کی طرف چل پڑے۔ تو ابو جہل سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا اب مکہ معظمہ واپس چلو مگر اس نے انکار کر دیا اور حضور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے جنگ کرنے کے ارادہ سے بدر کی طرف چل پڑا۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے، نہ ہماری تعداد زیادہ ہے نہ ہمارے پاس کافی سامانِ اسلحہ ہے مگر اس وقت حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے ہی کا مشورہ دیا تو آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ

الْمُؤْمِنِينَ لَكَرِهُونَ﴾

یعنی اے محبوب! تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر

ناخوش تھا۔ (تاریخ الخلفاء) (۱)

وہ اللہ کا دشمن ہے جو۔۔؟

حضرت عبدالرحمن بن ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور آپ سے کہنے لگا کہ جبریل (علیہ السلام) فرشتہ جس کا تذکرہ تمہارے نبی (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾

یعنی جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ (۲)

تو جن الفاظ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کو جواب دیا بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۷، بزیادة) (الصواعق المحرقة، الباب الخامس، الفصل السادس، ص ۱۰۰، بزیادة)

۲... (سورة البقرة، الآية ۹۸، ۱)

ہوئی۔^(۱) (پ ۱، ع ۱۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۸۴)

آیت مبارکہ کے آخری جملہ ﴿فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾ سے

معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی کرنا خدا کے تعالیٰ سے دشمنی کرنا ہے۔

سحری میں خصوصی رعایت:

پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور ہم بستری کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک تک باقی رہا، یہاں تک کہ رمضان شریف کی رات میں نماز عشاء کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم بستری ہو گئی جس پر وہ بہت نادام اور شرمندہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿أَجِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾^(۲)

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے

۱... (تاریخ الخلفاء، ص ۹۸) (تفسیر بغوی، البقرة، الآية ۹۷، ۱/۶۱) (الرياض النضرة، الفصل

السادس، ذکر اختصاصه بموافقة التنزیل، ۱/۲۹۵)

۲... (سورة البقرة، پ ۲، الآية ۱۸۷)

پاس جانا (یعنی ان سے ہم بستری کرنا) تمہارے لیے حلال ہو گیا۔^(۱) (پ ۲، ع ۷)

منافق کی گردن مار دی:

بشر نامی ایک منافق تھا۔ اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا: چلو سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے فیصلہ کرالیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حق فیصلہ کریں گے کبھی کسی کی طرفداری اور رعایت نہ فرمائیں گے۔ جس سے اس کا مطلب حاصل نہ ہو سکے گا اس لیے اس نے مدعی ایمان ہونے کے باوجود کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی کو تیج بنائیں گے۔ یہودی جس کا معاملہ تھا وہ خوب جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اور جو رشوت خور ہوتا ہے اس سے صحیح فیصلہ کی امید رکھنا غلط ہے اس لیے کعب کے ہم مذہب ہونے کے باوجود یہودی نے اس کو تیج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو منافق کو فیصلہ کے لیے سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے یہاں مجبوراً آنا پڑا۔

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جو حق فیصلہ کیا وہ اتفاق سے یہودی کے موافق اور منافق کے مخالف ہوا۔ منافق حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فیصلہ سننے کے بعد پچھر یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اور اس کا معاملہ

... (تفسیر البغوی، سورة البقرة، الآية ۱۸۷، ۱۱۲/۱)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طے فرما چکے ہیں۔ لیکن یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلہ کو نہیں مانتا آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے فرمایا: ٹھہرو میں ابھی آکر فیصلہ کیے دیتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق مدعی ایمان کو قتل کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو نہ مانے اس کے متعلق میرا یہی فیصلہ ہے تو بیان واقعہ کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿الْم تَرٰ اِلٰی الدِّیْنِ یَرْعَمُوْہٗ اَنْہُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ وَمَا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحٰکَمُوْا اِلٰی الطُّغُوْتِ وَقَدْ اٰمُرُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ ۗ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُضِلَّہُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا﴾ (پ ۵، ۶ع)

یعنی کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُتر اور اس پر جو تم سے پہلے اُتر پھر چاہتے ہیں کہ اپنا بیخ شیطان کو بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے ہرگز نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔^(۱) (تفسیر جلالین و صاوی)

پھر کسی نے سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع کی کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

...۱ (صاوی مع جلالین، ۲/۴۰۰)

در بار میں فیصلہ کے لیے حاضر ہوا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے عمر سے ایسی امید نہیں کہ وہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کر سکے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پھر مندرجہ ذیل آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۸۴)

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا﴾

یعنی تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کر لیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ اور دل سے مان لیں۔^(۱) (پ ۵، ع ۶)

ان واقعات سے خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عزت و عظمت کا پتا چلتا ہے کہ ان کی باتوں کے موافق وحی الہی اور قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوتی تھیں۔ مزید تفصیل جاننے کے لیے تاریخ الخلفاء وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

۱. . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، موافقہ، ص ۹۸) (الدر المنثور فی تفسیر المائوں، سورۃ النساء، الایۃ ۵۸۵/۲، ۶۵)

مشق

- (۱) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق کن تین باتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی موافقت فرمائی.....؟
- (۲) سوال: یہودی کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا نیز اس موقع پر آپ کی موافقت میں کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی مع حوالہ تحریر کیجئے.....؟
- (۳) سوال: سورۃ البقرۃ کی اس آیت مبارکہ ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾ کا شانِ نزول مع حوالہ بیان کیجئے.....؟
- (۴) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق کی گردن کیوں ماری نیز آپ کی تائید میں اس موقع پر کون سی آیت قرآنی نازل ہوئی.....؟

آپ کی خلافت

خليفة کیسے مقرر ہوئے:

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کا واقعہ علامہ واقدی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کی روایت کے مطابق یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طبیعت علالت کے سبب بہت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلا یا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان سے فرمایا کہ عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے...؟

انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں تو وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جتنا کہ آپ ان کے بارے میں خیال فرماتے ہیں۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلا کر ان سے بھی حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ مجھ سے زیادہ آپ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ تو بتلاؤ۔

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا مثل کوئی نہیں۔ پھر آپ نے سعید بن زید، اُسید بن حضیر اور دیگر انصار و مہاجرین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ حضرات سے بھی مشورہ لیا اور ان کی رائیں معلوم کیں۔ حضرت اُسید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ

خوب جانتا ہے کہ آپ کے بعد حضرت عمر (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) سب سے افضل ہیں۔ وہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور اللہ جس سے ناخوش ہوتا ہے اس سے وہ بھی ناخوش رہتے ہیں اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے اور کارِ خلافت کے لیے ان سے زیادہ مستعد اور قوی شخص کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر کچھ اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا کہ حضرت عمر (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کی سخت مزاجی سے آپ واقف ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ ان کو خلیفہ مقرر کریں گے تو خدائے تعالیٰ کے یہاں کیا جواب دیں گے...؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے مجھ کو خوف زدہ کر دیا مگر میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا کہ يَا اَللّٰهُ الْعَالَمِيْنَ! میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے اور اے اعتراض کرنے والے! یہ جو کچھ میں نے کہا ہے تم دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دینا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلا کر فرمایا: لکھئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ وصیت نامہ ہے جو ابو بکر بن ابوقحافہ نے اپنے آخری زمانہ میں دُنیا سے رخصت ہوتے وقت اور عہدِ آخرت کے شروع میں عالمِ بالا میں داخل ہوتے وقت لکھایا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ ایک کافر بھی ایمان لے آتا ہے۔ ایک فاسق و فاجر بھی یقین کی روشنی حاصل کر لیتا ہے اور ایک جھوٹا بھی سچ بولتا ہے۔

مسلمانو! اپنے بعد میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔ ان کے احکام کو سننا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ میں نے حتی الامکان خدا اور رسول، دین اور اپنے نفس کے بارے میں کوئی تقصیر و غلطی نہیں کی ہے۔ اور جہاں تک ہو سکا تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ (یعنی حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میرے خیال کے مطابق ہوگا اور اگر انہوں نے عدل و انصاف کو چھوڑ دیا اور بدل گئے تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہوگا اور اے مسلمانو! میں نے تمہارے لیے نیکی اور بھلائی ہی کا قصد کیا ہے۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾^(۱) یعنی اور ظالم عنقریب جانیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

پھر آپ نے اس وصیت نامہ کو سر بھہر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مہربند ہو گیا تو آپ نے اسے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حوالے کر دیا جسے لے کر وہ گئے لوگوں نے راضی خوشی سے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

... (سورۃ الشعراء، الاية ۲۲، پ ۱۹)

کو تنہائی میں بلا کر کچھ وصیتیں فرمائیں۔

اور جب وہ چلے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بارگاہِ الہی میں دُعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور عرض کیا: یا اللہ العالمین! یہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے میری نیت مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے۔ تو اس بات سے خوب واقف ہے کہ میں نے فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے ایسا کام کیا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں اپنی رائے کے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہے میں نے اس کو ان کا والی بنایا ہے اور وہ ان میں سب سے قوی اور نیکی پر حریص ہے۔

اور یا اللہ العالمین! میں تیرے حکم سے تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ خداوند! تو ہی اپنے بندوں کا مالک و مختار ہے اور ان کی باگ دوڑ تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔ یا اللہ العالمین! ان لوگوں میں درستگی اور صلاحیت پیدا کرنا اور عمر (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کو خلفائے راشدین میں سے کرنا اور ان کے ساتھ ان کی رعیت کو اچھی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔^(۱)

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

رافضی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جو اپنی زندگی میں خلیفہ منتخب کیا تو حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مخالفت کی اس لیے

۱... (السنن الکبریٰ، کتاب قتال اہل البغی، باب الاستخلاف، الحدیث: ۱۶۵۷۶، ۸/۲۵۷) (الطبقات

الکبریٰ، باب ذکر وصیة ابي بکر، ۳/۱۴۸)

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں کسی کو خلیفہ نہیں بنایا حالانکہ وہ اچھائی اور بُرائی کو خوب جانتے تھے اور اپنی اُمت پر پوری پوری شفقت و رافت رکھتے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے اُمت پر کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی زندگی میں خلیفہ نامزد کر دیا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔

اس اعتراض کے تین جواب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث

دہلوی علیہ الرحمة والبرصوان نے تحریر فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ظاہری زندگی میں اُمت پر خلیفہ نہ بنانا کھلا ہوا جھوٹ اور بہتان ہے اس لیے کہ رافضی سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا لہذا اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنت نبوی کی پیروی میں خلیفہ منتخب کر دیا تو اس میں مخالفت کہاں سے لازم آگئی۔

اور اگر جواب کی بنیاد مذہبِ اہلسنت پر رکھیں تو اہلسنت کے محققین اس

بات کے قائل ہیں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز اور حج میں اپنا نائب و خلیفہ بنایا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رمز شناس، آپ کے کاموں کی باریکیوں سے آگاہ اور آپ کے اشاروں کو اچھی طرح سمجھتے تھے ان

کے لیے اتنا ہی اشارہ کافی تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے صرف اس نقطہ نظر سے خلافت نامہ لکھوایا کہ عرب و عجم کے نو مسلم بغیر تصریح و تنصیص کے اس سے واقف نہ ہو سکیں گے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس وجہ سے خلیفہ نہیں مقرر فرمایا کہ آپ وحی الہی سے پورے یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی خلیفہ ہوں گے، صحابہ رَضُوا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ انہی پر اتفاق کریں گے اور کوئی دوسرا اس میں دخل اندازی نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ احادیثِ کریمہ جو اہلسنت کی صحیح کتابوں میں موجود ہیں اس بات پر واضح طریقے سے دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”يَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ“

یعنی اللہ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔^(۱) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
..... اور حدیث شریف میں ہے ”فَإِنَّهُ خَلِيفَةٌ مِنْ بَعْدِي“ یعنی میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے۔^(۲) (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)

اور جب حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یقین کامل تھا کہ خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی ہوں گے تو خلافت نامہ لکھنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ چنانچہ

۱... (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر، الحدیث: ۲۳۸۷، ص ۱۳۰۱)

۲... (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۲۶۰، ۴/۳۰، الجزء ۱۳)

مسلم شریف میں ہے کہ مرضِ وفات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ان کے صاحبزادے کو بلا یا تاکہ خلافت نامہ لکھیں۔ پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے، لکھنے کی حاجت کیا ہے...؟ تو آپ نے ارادہ ترک فرما دیا بخلاف حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے کہ آپ کے پاس وحی نہیں آتی تھی اور نہ آپ کو اس بات کا قطعی علم تھا کہ میرے بعد لوگ بلاشبہ عمر بن خطاب کو خلیفہ بنائیں گے اور اپنی عقل سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کو اچھا سمجھتے تھے اس لیے ان پر ضروری تھا کہ جس چیز میں امت کی بھلائی دیکھیں اس پر عمل کریں۔

بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی عقل نے صحیح کام کیا کہ اسلام کی شوکت، انتظامِ امورِ سلطنت اور کافروں کی ذلت جس قدر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھوں ہوئی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اور تیسرا جواب یہ ہے کہ خلیفہ نہ بنانا اور چیز ہے اور خلیفہ بنانے سے منع کرنا اور چیز ہے۔ مخالفت جب لازم آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ بنانے سے روکتے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ بنا دیتے اور اگر خلیفہ بنانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنا ہے تو لازم آئے گا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ (تحفہ اثناعشریہ) (۱)

حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی حکمت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ بنا کر نہایت عقلمندی اور دانشمندی سے کام لیا اس لیے کہ وہ جانتے تھے اسلام اپنی خوبیوں کی بنا پر روز بروز پھیلتا ہی جائے گا۔ بڑی بڑی سلطنتیں زیر نگین ہوں گی اور بڑے بڑے ممالک فتح ہوں گے، جہاں سے بہت مال غنیمت آئے گا۔ لوگ خوشحال و مالدار ہو جائیں گے اور مالداری کے بعد اکثر دنیا داری آجاتی ہے دینداری کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے اب میرے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شخص کو خلیفہ ہونا ضروری ہے جو دین کے معاملہ میں بہت سخت ہیں اور شریعت کے معاملہ میں کسی کی پروا نہیں کرتے ہیں۔

جو خلافتِ شیخین کا منکر ہو.....؟

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ

... (تحفہ اثناعشریہ مترجمہ، ص ۵۲۸، ۵۲۷)

خلافت کے مستحق اور حق دار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو اس نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطا کار ٹھہرانے کے ساتھ تمام انصار و مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی خطا کار ٹھہرایا۔^(۱) العیاذ باللہ تعالیٰ

(تاریخ الخلفاء، ص ۸۳)

کراماتِ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی کرامتیں بھی ظاہر ہوئیں ہیں۔ جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر آپ کے سامنے کیا جاتا ہے۔

ندائے فاروقی نے فتحِ دلدادی:

علامہ ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلائل میں حضرت عمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے، یکایک آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر تین بار یہ فرمایا: یسا ساریۃ الجبیل! یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ یسا ساریۃ الجبیل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ یسا ساریۃ الجبیل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اس

۱... (حلیۃ الاولیاء، سفیان ثوری، الرقم ۹۴۶۹، ۳۳/۷) (تاریخ الخلفاء، ص ۸۳، عمر بن خطاب، احوال

الصحابۃ والسلف فیہ، ۹۶)

طرح حضرت ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو پکار کر پہاڑ کی طرف جانے کا حکم دیا اور اس کے بعد پھر خطبہ شروع فرمادیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بعد نماز حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے دریافت کیا کہ آپ تو خطبہ فرما رہے تھے پھر یکایک بلند آواز سے کہنے لگے: يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ! تو یہ کیا معاملہ تھا...؟

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی! میں ایسا کہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ”رَأَيْتُهُمْ يُقَاتِلُونَ عِنْدَ جَبَلٍ يُؤْتُونَ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ فَلَمَّ أَمَلِكُ أَنْ قُلْتُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ“

یعنی میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور کفار ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا: اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد حضرت ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قاصد ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم لوگ جمعہ کے دن کفار سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم شکست کھا جاتے کہ عین جمعہ کی نماز کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی۔

يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ! اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس آواز کو سن کر ہم پہاڑ کی طرف چلے گئے تو خدائے تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی، ہم نے

انہیں قتل کر ڈالا۔ اس طرح ہم کو فتح حاصل ہو گئی۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۸۶)

حضرت ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نہاوند میں لڑائی کر رہے تھے جو ایران میں صوبہ آذر بائجان کے پہاڑی شہروں میں سے ہے اور مدینہ طیبہ سے اتنی دور ہے کہ اُس زمانہ میں وہاں سے چل کر ایک ماہ کے اندر نہاوند نہیں پہنچ سکتے تھے۔ جیسا کہ حاشیہ اشعۃ المعات جلد چہارم، ص ۶۰۱ میں ہے کہ ”نہاوند در (ایران) صوبہ آذر بائجان از بلاد جبال ست کہ از مدینہ بیک ماہ آنجان تو ان رسید۔۔۔“

تو جب نہاوند مدینہ طیبہ سے اتنی دور ہے کہ اس زمانہ میں آدمی وہاں سے چل کر ایک ماہ میں نہاوند نہیں پہنچ سکتا تھا مگر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مسجد نبوی میں خطبہ فرماتے ہوئے حضرت ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو نہاوند میں لڑتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ دشمن مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں اور پہاڑ قریب میں ہے، پھر آپ نے انہیں آواز دے کر پہاڑ کی طرف جانے کا حکم فرمایا اور بغیر کسی مشین کی مدد کے اپنی آواز کو وہاں تک پہنچا دیا۔ یہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔

۱. . . . (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحديث: ۳۵۷۸۳، ۳۵۷۸۴، ۳۵۷۸۵، ۲۵۶/۶)

الجزء ۱۲) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، کرامتہ، ص ۹۹)

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بردر گوشہ دامنِ اوست

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کرامت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے جو حدیث کی مشہور و معتمد کتاب مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۴۶ پر بھی لکھی ہوئی ہے۔

تیرے لب سے جو بات نکلی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے...؟ اس نے کہا: جمرہ یعنی چنگاری۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے باپ کا نام دریافت فرمایا تو اس نے کہا: شہاب یعنی شعلہ۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: تمہارے قبیلہ کا نام کیا ہے...؟ اس نے کہا: حرقہ یعنی آگ۔ اور جب آپ نے اس کے رہنے کی جگہ دریافت کی تو اس نے حُرہ بتایا یعنی گرمی۔ آپ نے پوچھا کہ حرہ کہاں ہے...؟ اس نے کہا: ذاتِ نطی (شعلہ والی) جگہ میں۔ ان سارے جوابات کو سننے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”أَذْرِيكَ أَهْلًاكَ فَقَدْ احْتَرَقُوا“ یعنی اپنے اہل و عیال کی خبر لو کہ وہ سب جل کر مر گئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس ہوا تو دیکھا واقعی اس کے گھر کو آگ لگ

گئی تھی اور سب لوگ جل کر مر گئے تھے۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۸۶)
 جو جذب کے عالم میں نکلے لب مؤمن سے
 وہ بات حقیقت میں تقدیر الہی ہے

دریائے نیل جاری کر دیا:

حضرت ابوالشیخ کتاب العصمت میں حضرت قیس بن حجاج رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ خلافت میں مصر کو فتح کیا تو اہل عجم ایک مقررہ دن پر حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس آئے اور کہا: ”يَا أَيُّهَا الْأَمِيرُ إِنَّ لِنَيْلِنَا هَذَا سُنَّةَ لَا يَجْرِي إِلَّا بِهَا“، یعنی اے حاکم! ہمارے اس دریائے نیل کے لیے ایک پُرانا طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جس کے بغیر وہ جاری نہیں رہتا ہے بلکہ خشک ہو جاتا ہے اور ہماری کھیتی کا دار و مدار اسی دریائے نیل کے پانی ہی پر ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ دریائے نیل کے جاری رہنے کا وہ پُرانا طریقہ کیا ہے...؟

ان لوگوں نے کہا کہ جب اس مہینہ کے چاند کی گیارہویں تاریخ آتی ہے تو

۱... (مؤطا امام مالک بروایہ یحییٰ اللہی، کتاب السنن، باب ما یکرہ من الاسماء، الحدیث: ۱۸۷۰)

(۲/۵۳) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، کرامتہ، ص ۱۰۰)

ہم لوگ ایک کنواری جوان لڑکی کو منتخب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کرتے ہیں پھر اسے بہترین قسم کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اس کے بعد لڑکی کو دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”إِنَّ هَذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا فِي الْإِسْلَامِ“ یعنی اسلام میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام باتیں لغو اور بے سرو پا ہیں۔ اسلام اس قسم کی تمام باطل باتوں کو مٹانے آیا ہے۔ وہ لڑکی کو دریائے نیل میں ڈالنے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتے۔ آپ کے اس جواب کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے کچھ دنوں کے بعد واقعی دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ وطن چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ معاملہ دیکھا تو ایک خط لکھ کر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو سارے حالات سے مطلع کیا۔

آپ نے خط پڑھنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو تحریر فرمایا کہ تم نے مصریوں کو بہت عمدہ جواب دیا۔ بے شک اسلام اس قسم کی تمام لغو اور بے ہودہ باتوں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ روانہ کر رہا ہوں تم اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب وہ رقعہ حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو پہنچا تو آپ نے اسے کھول کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا ”مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ“

إِلَى نَيْلِ مِصْرَ، أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قِبَلِكِ فَلَا تَجْرِي وَإِنْ كَسَانَ
اللَّهُ يُجْرِيكَ فَاسْئَلِ اللَّهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ أَنْ يُجْرِيكَ“

یعنی اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے دریائے نیل
کو معلوم ہو کہ اگر تو بذاتِ خود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے
عزوجل تجھ کو جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحدِ قہار سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری
فرمادے۔

حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے امیر المؤمنین حضرت عمر
فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اس رُقعہ کو رات کے وقت دریائے نیل میں ڈال
دیا۔ مصر والے جب صبح کو نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اُس کو اس طرح جاری فرمادیا ہے کہ سولہ ہاتھ پانی اور چڑھا ہوا ہے۔ پھر دریائے
نیل اس طرح کبھی نہیں سوکھا اور مصر والوں کی یہ جاہلانہ رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو
گئی۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۸۷)

یہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ نے
دریائے نیل کے نام خط لکھا اور خدائے عزوجل سے دُعا کی۔ تو وہ دریائے نیل جو ہر سال
ایک کنواری لڑکی کی جان لیے بغیر جاری نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے

... (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۳۳۶/۳۳) (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۰)

خط سے ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ آپ بحر و بردونوں پر حکومت فرماتے تھے۔ ایک شاعر نے بہت خوب کہا ہے۔

یاد اوگر مونس جانت بود
ہر دو عالم زیر فرمانت بود

شیر نے حفاظت کی:

خلافتِ فاروقی کا زمانہ تھا ایک عجیب شخصِ مدینہ طیبہ میں آیا جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو تلاش کر رہا تھا۔ کسی نے بتایا کہ کہیں آبادی کے باہر سورہے ہوں گے۔ وہ شخص آبادی کے باہر نکل کر آپ کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اس حالت میں پایا کہ وہ زمین پر سر کے نیچے زرہ رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ اس نے دل میں سوچا۔ ساری دنیا میں اس شخص کی وجہ سے فتنہ برپا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت ایران اور دوسرے ملکوں میں اسلامی فوجوں نے تہلکہ مچا رکھا تھا لہذا اس کو قتل کر دینا ہی مناسب ہے اور آسان بھی ہے اس لیے کہ آبادی کے باہر سوتے ہوئے شخص کو مار ڈالنا کوئی مشکل بات نہیں۔

یہ سوچ کر اس نے نیام سے تلوار نکالی اور آپ کی ذاتِ بابرکات پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ غیب سے دو شیر نمودار ہوئے اور اس عجیب کی طرف بڑھے۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ چیخ پڑا۔ اس کی آواز سے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

جاگ اُٹھے۔ آپ کے بیدار ہونے پر اس نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور پھر مسلمان ہو گیا۔^(۱)

یہ بھی آپ کی ایک کرامت ہے کہ شیر جو انسان کے جان لیوا ہیں وہ آپ کی حفاظت کے لیے نمودار ہو گئے اور کیوں نہ ہو کہ ”مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ“ یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

ولی کی روحانی طاقت:

حضرت علامہ امام رازی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سوره كهف کی آیت کریمہ

﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيَاتِنَا عَجَبًا ﴾

﴿ کی تفسیر میں بخاری شریف کی حدیث ”اِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي

يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي

يَمْشِي بِهَا... الخ“^(۲)

نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں ”اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلٰی

الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُوْلُ اللهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصْرًا فَاِذَا صَارَ

۱... (ازالة الخفاء عن خلافة، مقصد دوم، الفصل الرابع، ۱۰۹/۴)

۲... (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ۵۴۵/۴)

نُورٌ جَلالِ اللَّهِ سَمَعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ التَّوَرِيدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي السَّهْلِ وَالصَّعْبِ وَالْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ“
 یعنی جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام رفیع تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ”كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا“ فرمایا ہے تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کی نظر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔^(۱)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
 یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

..... روحانی علاج ❖

❖..... هُوَ اللَّهُ الرَّحِيمُ - جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا اِن شاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اُس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
 ❖..... يَا مَلِكُ - 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِن شاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مالدار ہو۔ (ہر روز کے اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے) (فیضان سنت، ج ۱، ص ۱۶۸ تا ۱۷۰ ملغقطاً)

۱... (التفسیر الکبیر، سورة الکہف، تحت الایة ۹ تا ۱۲، ۴/۲۳۶)



(۱) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کیسے مقرر ہوئے، مفصل

ذکر کیجئے.....؟

(۲) سوال: حضرت عمر کو خلیفہ بنانے پر وارد ہونے والے اعتراض و

جواب کو مفصل ذکر کیجئے نیز آپ کو خلیفہ بنانے کی حکمت بھی بیان کیجئے.....؟

(۳) سوال: شیخین کی خلافت کا منکر کن آفتوں کا سزاوار ہے.....؟

(۴) سوال: حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کس عقیدہ

اہلسنت کی اور کس طرح مؤید ہے، نیز گھر جلنے والی حکایت سے کیا سبق حاصل ہوتا

ہے.....؟

(۵) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا نیل کے نام کیوں اور

کس طرح کا خط لکھا.....؟

(۶) سوال: مذکورہ روایت میں عجمی کے ایمان لانے کا ذکر ہے، اس کا کیا

سبب بنا.....؟

عدالتِ فاروقی

حضرت عمر اور بادشاہ جملہ بن الایم:

اوس و خزرج کے بعض قبیلوں نے ملکِ شام میں ایک چشمہ پر جس کا نام غسان تھا ڈیرہ ڈالا اور اس علاقہ کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لینے کے بعد ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر دی اور ملوکِ غسانہ کے معزز نام سے مشہور ہو گئے۔ ملوکِ غسان میں سب سے پہلا بادشاہ جفہہ ہوا ہے اور سب سے آخری بادشاہ جملہ بن الایم، وہ پہلے بت پرست تھے، پھر رومی بادشاہوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ قریش مکہ کے بعد سب سے زیادہ جن کو اسلام کی قوت توڑ دینے اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی فکر تھی وہ ملوکِ غسان تھے، عرب کے دوسرے قبیلے اگرچہ مقابلہ کے لیے آمادہ ہوئے تھے لیکن ان کے پاس باقاعدہ لشکر نہ تھا اور نہ کسی قسم کا اہم ساز و سامان تھا مگر غسانیوں کی سلطنت نہایت باقاعدہ اور منظم تھی اور ان کا لشکر بھی آراستہ تھا، اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک زبردست بادشاہ قیصر روم سے ان کے تعلقات تھے جو ہر وقت ان کی امداد پر آمادہ اور مستعد تھا۔

ملکِ غسان مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ اسی دوران میں سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسدی

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس کے نام حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا خط لے کر ایسے وقت میں پہنچے جب کہ قیصر روم کسریٰ کے مقابلہ سے فارغ ہو کر شکرانہ ادا کرنے کے لیے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور غسان کا بادشاہ اس کی دعوت کے انتظام میں مشغول تھا، اسی سبب سے کئی روز تک حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قاصد حضرت شجاع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو وہاں ٹھہرنا پڑا اور کئی روز تک رسائی نہ ہو سکی، آخر کسی طرح ایک روز حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قاصد ملک غسان کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے جو نامہ مبارک اس کو دیا اس کا مضمون یہ تھا،

”إِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَحَدَّهَ يَنْفِي لَكَ مُلْكَكَ“

میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لیے باقی رہے گا۔

شاہِ غسان سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا خط پڑھ کر بھڑک اٹھا اور غصہ سے کہا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے میں خود مدینہ پر حملہ کروں گا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور قاصد سے کہا کہ جا کر یہی بات محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر جب میں نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے غسان کے بادشاہ کی پوری کیفیت بیان کی

تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بَادَ مَلِکُہ“ یعنی اس کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔^(۱)

سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک حارث غسانی کے نام تھا۔^(۲) اور ابن ہشام وغیرہ دوسرے مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت شجاع رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک جبکہ بن الایم کے یہاں لے کر گئے تھے۔^(۳)

الغرض حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام مبارک بھیجنے کا یہ اثر ہوا کہ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی وہ بھڑک اٹھی اور ملک غسان اپنی پوری قوت کے ساتھ آمادہ جنگ ہوا یہاں تک کہ غسانیوں ہی کی عداوت کے نتیجے میں موت کا سخت ترین معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا کہ بہت سے سپاہی اور کئی ایک چیدہ و برگزیدہ سپہ سالار اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

مدینہ طیبہ پر غسانی بادشاہ کے حملہ کی خبر جب قاصد کے ذریعہ پہنچی تو مسلمان بہت تشویش اور فکر میں ہوئے کہ اگرچہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کے مطابق ملک غسان خائب و خاسر

۱... (مدارج النبوة، قسم سوم، باب ششم، ۲/۲۲۸)

۲... (السیرۃ الحلبيہ، باب بیان کتبہ، رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ، ۳/۳۵۷)

۳... (السیرۃ النبویة لابن ہشام، خروج رسول اللہ الی الملوک، الجزء ۴، ص ۵۱۱)

ہوگا اور اس کا ملک تباہ و برباد ہوگا لیکن مدینہ شریف پر اس کے حملہ سے نہ معلوم کتنی جانیں ضائع ہوں گی، کتنی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور نہ معلوم کتنے بچے یتیم ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حملہ سے مدینہ طیبہ کو محفوظ رکھا۔

عسائی بادشاہ جس کے مدینہ شریف پر حملہ کرنے کی خبر گرم تھی وہ حارث تھا یا جملہ بن الایمہ...؟ اس میں اختلاف ہے۔ طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عسائی بادشاہ جبلیہ بن الایمہ تھا۔

الغرض جملہ بن الایمہ نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی مگر اس کے باوجود وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف تھا۔ اس کے کانوں تک اسلام کی اچھائیاں پہنچتی رہتی تھیں۔ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سچائی کی دلیلوں اور نشانیوں کا بھی اسے علم ہوتا رہتا تھا، انصار حضرات کا مسلمان ہو کر سرکارِ اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنے یہاں ٹھہرانا اور ان کی حفاظت و حمایت کے لیے جان و مال کو قربان کر دینا بھی آہستہ آہستہ اس کے اندر اسلام کی محبت پیدا کر رہا تھا اس لیے کہ انصار اور جبلیہ دونوں ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بالآخر اسلام کی محبت اس کے دل میں بڑھتی گئی یہاں تک کہ حضرت عمر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کے زمانہ میں وہ محبت اس قدر بڑھ گئی کہ **د** نے خود حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لکھا کہ میں اسلام میں داخل ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، آپ نے نہایت خوشی سے تحریر فرمایا کہ تم بلا کھٹک چلے آؤ ”وَلَنْكَمَا لَنَا وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْنَا“ یعنی ہر حال میں تم ہماری طرح ہو جاؤ گے۔

جبلہ بادشاہ اپنے قبیلہ ’عک‘ اور عسنان کے پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ جب مدینہ منورہ صرف دو منزل رہ گیا تو اس نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں اطلاع بھیجی کہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور اپنے لشکر کے دو سو سواروں کو حکم دیا کہ زربفت و حریر کی سرخ و زرد دریاں پہنیں اور گھوڑوں پر دیباچ کی جھولیں ڈال کر ان کے گلے میں سونے کے طوق پہنائیں اور اپنا تاج سر پر رکھا پھر پوری شان دکھلانے کے لیے اپنے خاندان کی بہترین اور مایہ ناز قرطاریہ تاج میں لگائیں۔ ماریہ تمام عسنانی بادشاہوں کی دادی تھی، اس کے پاس دو بالیاں تھیں جن میں دو موتی کبوتر کے انڈے کے برابر لگے ہوئے تھے، یہ بالیاں اپنی خوبصورتی اور بیش قیمت موتیوں کی وجہ سے بے مثل سمجھی جاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا کے بادشاہوں کے خزانوں میں ایسے موتی اور ایسی بالیاں نہیں تھیں، ملوکِ عسنان کو ان پر فخر تھا اور وہ ان کو بیش قیمت اور نادر ہونے کے علاوہ اپنی صاحبِ اقبالِ دادی کی یادگار سمجھ کر ان بالیوں کا نہایت احترام کرتے تھے اور اسی

وجہ سے جہلم نے یہ دکھلانے کو کہ اپنی اس شاہانہ حیثیت اور حالتِ آزادی و خود مختاری کو چھوڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہو کر امیر المؤمنین کی پیروی کو گوارا کرتا ہوں، ان بیش قیمت بالیوں کو بھی اپنے تاج میں لگالیا تھا، اس طرح بڑی شان و شوکت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کو تیار ہوا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مسلمانوں کو جہلم کے استقبال کرنے اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اتارنے کا حکم دیا مدینہ منورہ میں خوشی اور مسرت کا جوش پھیلا ہوا تھا، بچے اور بوڑھے سبھی اس جلوس کے نظارہ کو دیکھنے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے، مسلمانوں کے لیے حقیقت میں اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کون سی بات ہو سکتی تھی کہ مذہبِ اسلام جس کے پھیلانے کی خدمت ان کے سپرد ہوئی تھی، اس کے اندر اس طرح راضی اور خوشی سے بڑے بڑے بادشاہ داخل ہو، مگر اس وقت یہ خوشی اس وجہ سے اور دو بالا ہو رہی تھی کہ وہی غسان کا بادشاہ جس کے حملہ کا چرچا مدینہ طیبہ میں گھر گھر تھا اور جس کے ڈر سے سب سہم رہے تھے، آج وہی بادشاہ اس طرح سر تسلیم خم کیے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہا ہے یہ سب خدائے تعالیٰ کی قدرت اور اسلام کی ایک کرامت تھی اور اسی وجہ سے سب چھوٹے بڑے اس جلوس کو دیکھنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

الغرض بڑی شان و شوکت اور نہایت تعظیم و تکریم سے استقبالیہ جماعت کے جھرمٹ میں شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مہمان داری کے مراسم میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور مدینہ طیبہ میں ان نئے مہمانوں کی آمد سے خوب چہل پہل رہی... اتفاق سے زمانہ حج قریب تھا حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہر سال حج کے لیے مکہ معظمہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس سال جب وہ حج کے لیے نکلے تو جبلہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا، وہاں بد قسمتی سے یہ بات پیش آگئی کہ طواف کی حالت میں جبلہ کی لنگی پر جو بوجہ شانِ بادشاہی زمین پر گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی، قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں پڑ گیا، جس کے سبب لنگی کھل گئی۔ جبلہ کو غصہ آیا اور اس نے اتنی زور سے منہ پر گھونسا مارا کہ اس کی ناک ٹیڑھی ہو گئی۔

یہ مقدمہ خلیفہ کی عدالت میں پہنچا۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بغیر کسی رعایت کے حق فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ سے فرمایا کہ یا تو تم کسی طرح مدعی کو راضی کر لو ورنہ بدلہ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ جو اپنے کو بڑی شان والا سمجھتا تھا، یہ خلاف امید فیصلہ اسے سخت ناگوار گزر اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خوب جانتے تھے کہ جبلہ کو یہ فیصلہ ناگوار گزرے گا، مگر آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور بادشاہ کا لحاظ کیے بغیر حق فیصلہ سنا دیا۔ اس نے کہا: ایک معمولی آدمی کے عوض مجھ

سے بدلہ لیا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بادشاہ اور رعیت کو اسلام نے اپنے احکام میں برابر کر دیا ہے، کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو تقویٰ اور پرہیزگار کے سبب ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ﴾^(۱) (پ ۲۶، ۱۳۶)

جبلہ نے کہا کہ میں تو یہ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا کہ میں پہلے سے زیادہ معزز اور محترم ہو کر رہوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلامی قانون کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازم ہے۔ اس کے خلاف کچھ ہر گز نہیں ہو سکتا، تم کو اپنی عزت قائم رکھنی ہے تو اس کو کسی طرح راضی کر لو ورنہ عام مجمع میں بدلہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔ جبلہ نے کہا: تو میں پھر عیسائی ہو جاؤں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو اب اس صورت میں تیرا قتل ضروری ہو گا، اس لیے کہ جو مرتد ہو جاتا ہے اسلام میں اس کی سزا یہی ہے، جبلہ نے کہا: اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنے کے لیے آپ مجھے ایک رات کی مہلت دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہ درخواست منظور فرمائی اور اسے ایک رات کی مہلت دے دی تو جبلہ اسی رات کو اپنے لشکر کے ساتھ پوشیدہ طور پر مکہ معظمہ سے بھاگ گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر

۱... (سورۃ العنکبوت، الایة ۱۳، پ ۲۶)

نصرانی بن گیا۔^(۱) العیاذ باللہ تعالیٰ

یہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بے مثال عدالت کہ آپ نے ایک معمولی آدمی کے مقابلہ میں ایسی شان و شوکت والے بادشاہ کی کوئی پروا نہ کی، اسے مدعی کے راضی کرنے یا بدلہ دینے پر مجبور کیا اور اس بات کا خیال بالکل نہ فرمایا کہ ایسے جلیل القدر بادشاہ پر اس فیصلہ کا رد عمل کیا ہو گا لہذا ماننا پڑے گا کہ خلفائے راشدین نے اپنی اسی قسم کی خوبیوں سے اسلام کی جڑوں کو مضبوط فرمایا اور اسے خوب روشن و تابناک بنایا، رَضَوْنَا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

انتباہ:

بعض لوگ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے عدل و انصاف کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے ابو شحمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے شراب پی اور پھر اسی نشہ کی حالت میں زنا کیا۔ ان باتوں پر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کو کوڑے لگوائے یہاں تک کہ اسی تکلیف سے بیمار ہو کر ان کا انتقال ہو گیا، تو حضرت ابو شحمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی جانب زنا اور شراب نوشی کی نسبت غلط مشہور ہو گیا ہے۔ معتمد کتاب مجمع البحار میں ہے کہ زنا کی نسبت صحیح نہیں البتہ انہوں نے

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، ذکر من اسمہ سری، ۵۷/۳۱۸) (اللباب فی علوم الكتاب، المائدة، تحت

الایة ۵۳، ۴/۳۸۹)

نبیذ پی تھی اور نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں کہ جس میں کھجور بھگوئی گئی ہو اور اس کی مٹھاس پانی میں اتر آئی ہو، ”عمدة الرعاية حاشیہ شرح وقایہ“ جلد اول مجیدی، صفحہ ۸۷ میں ہے ”هو الماء الذی تنبذ فیہ تمرات فتخرج حلاوتها“

اور نبیذ دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا، ایسی نبیذ حلال و پاک ہے اور حضرت سیدنا امام اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نزدیک اس سے وضو بنانا بھی جائز ہے، بشرطیکہ رقت و سیلان باقی ہو۔ (شرح وقایہ صفحہ مذکور) اور ایک نبیذ وہ ہوتی ہے جس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ حرام و نجس ہوتی ہے، حضرت ابو شحمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبیذ پی یہ سمجھ کر کہ یہ حلال ہے نشہ والی نہیں مگر وہ نشہ والی ثابت ہوئی تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کی گرفت فرمائی اور ازراہ عدل و انصاف انہیں سزا دی۔^(۱)

ترجمانِ نبی ، میزبانِ نبی

جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

۳... (فتاویٰ فیض رسول بحوالہ مجمع البحار حصہ دوم، ص ۷۱۰)

گورنروں سے شرائط

حضرت خزیمہ بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب کسی شخص کو کہیں کا والی مقرر فرماتے تو اس سے چند شرطیں لکھوا لیتے تھے، اول یہ کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا، دوسرے یہ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کھانا نہیں کھائے گا، تیسرے یہ کہ وہ باریک کپڑا نہیں پہنے گا، چوتھے یہ کہ حاجت والوں کے لیے اپنے دروازہ کو بند نہیں کرے گا اور دربان نہیں رکھے گا۔

پھر جو شخص ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا تھا اس کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے تھے۔ حاکم مصر عیاض بن غنم کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ریشم پہنتا ہے اور دربان رکھتا ہے تو آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حکم دیا کہ عیاض بن غنم کو جس حالت میں بھی پاؤ گرفتار کر کے لے آؤ۔ جب عیاض خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان کو کبل کا کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جاؤ ان بکریوں کو چراؤ تم انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو یعنی عیاض بن غنم کو گورنر سے ایک چرواہا بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پوری مملکت اسلامیہ کے حکام اور گورنر

آپ کی ہیبت سے کانپتے رہتے تھے۔^(۱)

..... آپ فرمایا کرتے تھے کہ کاروبارِ خلافت اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس میں اتنی شدت نہ کی جائے جو جبر نہ بن جائے اور نہ اتنی نرمی برتی جائے کہ جو سستی سے تعبیر ہو۔

..... امام شعبی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ طریقہ تھا کہ جب آپ کسی حاکم کو کسی صوبہ پر مقرر فرماتے تو اس کے تمام مال و اثاثے کی فہرست لکھوا کر اپنے پاس محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے تمام عمال کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے اپنے موجودہ مال و اثاثے کی ایک ایک فہرست بنا کر ان کو بھیج دیں۔

انہی عمال میں حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے اثاثوں کی فہرست بنا کر بھیجی تو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کے سارے مال کے دو حصے کیے، جن میں سے ایک حصہ ان کے لیے چھوڑ دیا اور ایک حصہ بیت المال میں جمع کر دیا۔^(۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۹۶)

۱... (تاریخ مدینة دمشق، عیاض بن غنم، ۲۸۲/۲)

۲... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، اخبارہ و قضایا، ص ۱۱۲) (کنز العمال، کتاب الجہاد، باب فی احکام الجہاد، الحدیث: ۱۱۲۱۶، ۲/۲۰۵، الجزء ۴)

راتوں میں گشت کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رعایا کی خبر گیری کے لیے بدوی کالباس پہن کر مدینہ طیبہ کے اطراف میں راتوں کو گشت کرتے تھے۔ ایک بار حسبِ معمول آپ گشت فرما رہے تھے کہ انہوں نے سنا ایک عورت کچھ اشعار پڑھ رہی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ.....

” رات بہت ہو گئی اور ستارے چمک رہے ہیں مگر مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے ساتھ کوئی کھیلنے والا نہیں ہے۔ تو میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر مجھے اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو اس چار پائی کی چولیس ہلتیں لیکن میں اپنے نفس کے ساتھ اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں جس کا کاتب کبھی نہیں تھکتا۔“

اشعار کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تیرا کیا معاملہ ہے کہ اس قسم کے اشعار پڑھ رہی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے، اس کی ملاقات کے شوق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں، صبح ہوتے ہی آپ نے اس کے شوہر کو بلانے کے لیے قاصد روانہ فرمایا اور چونکہ آپ کی زوجہ محترمہ وفات پا چکی تھیں اس لیے آپ نے اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کتنے زمانے

تک شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے...؟ اس سوال کو سن کر حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتا تو حضرت حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ تین مہینہ یا زیادہ سے زیادہ چار، تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حکم جاری فرمادیا کہ

”لَا يَحْبَسُ الْجَيْوُشُ فَوْقَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ“ یعنی چار مہینے سے زیادہ

کسی سپاہی کو جنگ میں نہ روکا جائے۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

غریب لڑکی کو بہو بنالیا:

ایک رات آپ گشت فرما رہے تھے کہ ایک مکان سے آواز آئی۔ بیٹی! دودھ میں پانی ملا دے، دوسری آواز آئی جو لڑکی کی تھی، ماں! امیر المؤمنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حکم تجھ کو یاد نہیں رہا جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ دودھ میں کوئی شخص پانی نہ ملائے، ماں نے کہا: امیر المؤمنین یہاں دیکھنے نہیں آئیں گے، پانی ملا دے، لڑکی نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتی کہ خلیفہ کے سامنے اطاعت کا اقرار اور پیٹھ پیچھے ان کی نافرمانی... اس وقت حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ حضرت

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، اخبارہ وقضایاہ، ص ۱۱۲) (المصنّف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق

، باب حق المرأة علی زوجها، الحدیث ۱۲۶۴۳، ۱۱۸/۷)

سالم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے فرمایا کہ اس گھر کو یاد رکھو اور صبح کے وقت حالات معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ حضرت سالم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دربار خلافت میں رپورٹ پیش کی کہ لڑکی بہت نیک، جواں اور بیوہ ہے، کوئی مردان کا سر پرست نہیں ہے، ماں بے سہارا ہے۔ آپ نے اسی وقت اپنے سب لڑکوں کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے جو چاہے اس لڑکی سے نکاح کر لے، تو حضرت عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تیار ہو گئے، آپ نے اس بیوہ لڑکی کو بلا کر حضرت عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عقد کر کے اپنی بہو بنا لیا۔^(۱) (عشرہ مشبرہ)

ایک وہابی کی فریب کاری:

اس واقعہ کو ایک غیر مقلد مولوی نے ایک جلسہ میں بیان کرنے کے بعد ان لفظوں میں تبصرہ کیا کہ دیکھو! امیر المؤمنین حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اتنے اعلیٰ خاندان کے ہوتے ہوئے اپنے صاحبزادے کی شادی ایک گوالن سے کر دی۔ لہذا حنفیوں کا ”کفو“ والا مسئلہ غلط ہے، اتفاق سے اس جلسہ کی تقریریں سننے کے لیے ایک سنی حنفی مولوی بھی گئے تھے، غیر مقلد کی اس تقریر سے متاثر ہو کر انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ واقعی ”کفو“ کا مسئلہ غلط معلوم ہوتا ہے، یہ بات

۱... (عمون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ عشرۃ، حکایۃ بنت بائعۃ اللین، ص ۲۸)

انہوں نے ایک سنی حنفی مفتی سے بیان کی، تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ غیر مقلد نے فریب سے کام لیا جسے آپ بھانپ نہ سکے، حنفیوں کے یہاں لڑکے کی طرف سے کفو ہونے کا اعتبار نہیں وہ چھوٹی سے چھوٹی برادری اور بہت کم درجہ کی لڑکی سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ ”کفو“ ہونے کا اعتبار صرف لڑکی کی طرف سے ہے کہ بالغ ہونے کے باوجود اپنے ولی کی رضا کے بغیر وہ غیر کفو سے نکاح نہیں کر سکتی جیسا کہ فقہ حنفی کی عام کتابوں میں مذکور ہے، تو مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ واقعی میں غیر مقلد کے فریب میں آ گیا تھا، اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اسی لیے بد مذہبوں کی تقریر سننے سے منع فرمایا گیا ہے کہ جب آپ دس سال علم دین حاصل کرنے کے باوجود اس کے فریب میں آ گئے تو عوام کا کیا حال ہو گا کسی مولوی کی تقریر کا سننا بھی دین کا حاصل کرنا ہے اور حدیث شریف میں ہے...

”انظروا عمن تأخذون دينكم“ یعنی دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے

حاصل کر رہے ہو۔^(۱) (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ص ۷۷)

لہذا کسی بد مذہب کی تقریر سننا حرام و ناجائز ہے، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم پر کسی بد مذہب کی تقریر کا اثر نہیں ہو سکتا وہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں،

۱... (صحیح مسلم، المقدمة، باب بیان ان الاسناد من الدین، ص ۱۱) (مشکاۃ المصابیح، کتاب

العلم، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۷۳، ۱/۷۰)

جب دس سال کے پڑھے ہوئے مولوی پر بد مذہب کی تقریر کا اثر پڑ گیا تو دوسرے لوگوں کی کیا حقیقت ہے، بس دُعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے اور بد مذہبوں کی تقریر سے دور رہنے کی توفیق رفیق بخشے، آمین،

بیت المال سے وظیفہ:

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دن رات خلافت کے کام انجام دیتے تھے مگر بیت المال سے کوئی خاص وظیفہ نہیں لیتے تھے، جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو کچھ دنوں کے بعد آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے تجارت کیا کرتا تھا اور اب تم لوگوں نے مجھ کو خلافت کے کام میں مشغول کر دیا ہے تو اب گزارہ کی صورت کیا ہوگی...؟ لوگوں نے مختلف مقدمات تجویز کیں، حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ متوسط طریقہ پر جو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر والوں کے لیے اور آپ کے لیے کافی ہو جائے وہی مقرر فرمائیں۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور قبول کر لیا۔ اس طرح بیت المال سے متوسط مقدار آپ کے لیے مقرر ہو گئی۔^(۱)

۱... (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحديث: ۳۵۷۷۷/۶، ۲۵۴، الجزء ۱۲)

اضافے کی تجویز پر جلال:

پھر ایک مجلس جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے یہ طے پایا کہ خلیفۃ المسلمین کے وظیفہ میں اضافہ کرنا چاہیے کہ گزر میں تنگی ہوتی ہے، مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے کہتا۔ تو ان لوگوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اور تاکید کر دی کہ ہم لوگوں کا نام نہ بتائیے گا۔ جب ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ کا چہرہ غصہ سے متمم اٹھا۔ آپ نے لوگوں کے نام دریافت کیے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پہلے آپ کی رائے معلوم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے ان کے نام معلوم ہو جاتے تو میں ان کو سخت سزا دیتا یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی رائے کے باوجود وظیفہ کے اضافہ کو منظور نہیں فرمایا بلکہ ان پر اور ناراضگی ظاہر فرمائی۔^(۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنا وعن سائر المسلمین

وسیلہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بار زبردست قحط پڑا۔

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۲۴/۲۹۰، مقبولاً)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بارش طلب کرنے کے لیے حضرت عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ نماز استسقاء ادا فرمائی، حضرت ابن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بلند کر کے اس طرح بارگاہِ الہی میں دعا کی...

”اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ أَنْ تُذْهِبَ عَنَّا الْمَحْلَ وَأَنْ تَسْقِيَنَا الْغَيْثَ“

یعنی یا اللہ العالمین! ہم تیرے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چچا کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ قحط اور خشک سالی کو ختم فرمادے اور ہم پر رحمت والی بارش نازل فرما۔ یہ دُعا مانگ کر ابھی آپ واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور کئی روز تک مسلسل ہوتی رہی۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے نسبت رکھنے والوں کو اپنی کسی حاجت کے لیے وسیلہ بنانا شرک نہیں ہے بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا طریقہ اور ان کی سنت ہے اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ“ یعنی میری

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، خلافتہ، ۱۰۴) (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی

ﷺ، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، الحدیث: ۳۷۱۰، ۲/۵۳۷)

اور خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔^(۱) (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰)

آپ کی شہادت

شہادت کی دعا:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ الہی میں

دعا کی...

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ

رَسُولِكَ“ یعنی یا اللہ العالمین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔^(۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۹۰)

آپ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت مغیرہ

بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجوسی غلام ابو لؤلؤہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱... (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الحدیث: ۱۶۵، ۱/۵۳)

۲... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، خلافتہ، ص ۱۰۵) (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینة، باب کراهية النبي عن ان تعري المدينة، الحدیث: ۱۸۹۰، ۲/۲۲۲)

شکایت کی کہ اس کے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ روزانہ اس سے چادر درہم وصول کرتے ہیں آپ اس میں کمی کر دیتے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ تم لوہار اور بڑھئی کا کام خوب اچھی طرح جانتے ہو اور نقاشی بھی بہت عمدہ کرتے ہو تو چادر درہم یومیہ تمہارے اوپر زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سن کر وہ غصہ سے تلملاتا ہوا واپس چلا گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے پھر بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کر دوں جو ہوا سے چلے، اس نے تیور بدل کر کہا کہ ہاں! میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لیے ایسی چکی تیار کر دوں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے مگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی،

ابو لؤلؤہ غلام نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا۔ ایک خنجر پر دھار لگائی اور اس کو زہر میں بجا کر اپنے پاس رکھ لیا، حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فجر کی نماز کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور ان کا طریقہ تھا کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو، یہ سن کر ابو لؤلؤہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بالکل قریب صف میں آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیے جس سے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ گر پڑے، اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے بعد میں چھ افراد کا انتقال ہو گیا، اس وقت جب کہ وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا ایک عراقی نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور جب وہ اس کپڑے میں الجھ گیا تو اس نے اسی وقت خود کشی کر لی۔

چونکہ اب سورج نکلا ہی چاہتا تھا اس لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مکان پر لائے پہلے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو نبیذ پلائی گئی جو زخموں کے راستے باہر نکل گئی پھر دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں سے باہر نکل گیا۔ کسی شخص نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے فرزند عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس شخص کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں غارت کرے، تم مجھے ایسا غلط مشورہ دے رہے ہو، جسے اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے کا بھی سلیقہ نہ ہو کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر دوں...؟ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی انتخابِ خلیفہ کے لیے ایک کمیٹی بنادی اور فرمایا کہ ان ہی

میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔^(۱)

دفن ہونے کو مل جائے دو گز زمیں:

اس کے بعد آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا کہ بتاؤ ہم پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کر کے بتایا کہ چھبیس ہزار قرض ہے، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ یہ رقم ہمارے مال سے ادا کر دینا اور اگر اس سے پورا نہ ہو تو بنو عدی سے مانگنا اور اگر ان سے بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لینا، پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: جاؤ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے کہو کہ عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس گئے اور اپنے باپ کی خواہش کو ظاہر کیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی تھی مگر میں آج اپنی ذات پر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب آپ کو یہ خبر ملی تو آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

۱... (صحیح ابن حبان، کتاب، ذکر رضی المصطفیٰ ﷺ عن عمر بن خطاب، الحدیث: ۲۸۲۱،

.....۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ، بدھ کے دن آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ زخمی ہوئے اور

تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن امورِ خلافت کو انجام دے کر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔^(۱)

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جان شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

خفن میلا نہیں ہوتا:

حضرت عروہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور لوگوں نے اس کی تعمیر ۸۷ھ میں شروع کی تو (بنیاد کھودتے وقت) ایک قدم (گٹھنے تک) ظاہر ہوا، تو سب لوگ گھبرا گئے اور لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا

۱... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان، الحدیث: ۳۷۰۰، ۲/۵۳۱) (اسد الغابہ، عمر بن خطاب، ۳/۱۹۰)

قدم مبارک ہے اور وہاں کوئی جاننے والا نہیں ملا تو حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ”لَا وَاللَّهِ! مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عَمْرٍ“ یعنی خدا کی قسم! یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قدم شریف نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔^(۱)

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۸۶)

خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً ۶۴ برس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک بدستور سابق رہا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی ہوگی۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ! اللہ! موت کو کس نے میجا کر دیا
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ
و اصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین

۱... (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبور النبی وآلہ وسلم۔ الخ، الحدیث: ۱۳۹۰، ۳۶۹/۱)



(۱) سوال: جبکہ بن اییم کون تھا نیز اسکے اسلام لانے اور مرتد ہونے کا واقعہ مفصل بیان فرمائیے.....؟

(۲) سوال: حضرت ابو شحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں اور ان کے متعلق کیا غلط مشہور ہے، نیز نبیذکی اقسام مع احکام بیان فرمائیے.....؟

(۳) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گورنروں کو کن شرائط کی پاسداری کا حکم فرماتے تھے.....؟

(۴) سوال: مذکورہ روایت کے مطابق شوہر اپنی زوجہ سے کتنے عرصہ دوری اپنائے سکتا ہے نیز اس حکم کا سبب کیا بنا.....؟

(۵) سوال: دودھ میں پانی ملانے کی تجویز پر لڑکی نے کیا جواب دیا نیز اسے ایمانداری پر کیا انعام ملا.....؟

(۶) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کتنا وظیفہ مقرر ہوا تھا، اور قوم نے اس میں اضافے کی تجویز کیوں دی اور اس کے لئے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتخاب کیوں کیا، نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کیا ارشاد فرمایا.....؟

(۷) سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارانِ رحمت کے لئے کس طرح دعا فرمائی نیز یہ روایت کس عقیدۃ الہلسنت کی تائید کرتی ہے.....؟

(۸) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کس ماہ و سن اور کتنی عمر میں

ہوئی نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کا واقعہ مفصل بیان فرمائیے.....؟

(۹) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو شہید کرنے والا کون تھا اور اس کا کیا

انجام ہوا.....؟

(۱۰) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی قبر کے کھلنے کا واقعہ مفصل بیان

کیجئے نیز یہ روایت کس عقیدۃ اہلسنت کی مؤید ہے.....؟

منقبت در فاروق اعظم

- ☆ نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
- ☆ ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا
- ☆ غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سر انگن سے
- ☆ خروف و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا
- ☆ شیاطین مضحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے!
- ☆ نکل جائے نہ کیوں رفاض بد بطوار کا دم سا
- ☆ منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
- ☆ الہی روز و ماہ و سن ان ہیں گزرے محرم سا
- ☆ ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
- ☆ ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا
- ☆ ترا رشتہ بنا شیرازہ جمعیت خاطر!
- ☆ پڑا تھا دفتر دین کتاب اللہ برہم سا

(ذوق نعت)

امیر المؤمنین

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام اس دنیا میں مبعوث فرمائے گئے۔ یا کچھ کم و بیش دو لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام عَلَيَّيُنَا وَعَلَيْهِ السَّلَام نے اپنے قدم میمنت لزوم سے اس دنیا کو سرفراز فرمایا، وہ لوگ صاحبِ اولاد بھی ہوئے، لڑکے والے ہوئے اور لڑکی والے بھی ہوئے تو جن لوگوں کے ساتھ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام نے اپنی صاحبزادیوں کو منسوب فرمایا وہ یقیناً عزت و عظمت والے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کا داماد ہونا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے جو خوش نصیب انسانوں ہی کو نصیب ہوا ہے۔ مگر اس سلسلے میں جو خصوصیت اور جو انفرادیت حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں کہ حضرت آدم عَلَيْهِمُ السَّلَام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں ہیں لیکن حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نکاح میں صرف نبی نہیں بلکہ نبی الانبیاء اور سید الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔

عثمان کے نکاح میں دے دیتا:

اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں تک روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے تھے کہ اگر میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں ان سب کا نکاح اے عثمان! تم سے کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔^(۱) (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۴)

ذوالنورین لقب کی وجہ:

اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ عبد اللہ جعفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ذوالنورین کیوں ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں

... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، فصل فی الاحادیث الواردة الخ، ص ۱۲۱)

نہیں آئیں، اسی لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔^(۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عَلَيَّهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(حدائق بخشش)

بدری صحابہ میں شمار:

سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے قبل اعلان نبوت اپنی

صحابہ راوی حضرت رقیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا نکاح آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کیا

تھا جو غزوہ بدر کے موقع پر بیمار تھیں اور انہی کی تیمار داری کے سبب حضرت

عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس جنگ میں شرکت نہیں فرما سکے اور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اجازت سے مدینہ طیبہ ہی میں رہ گئے تھے مگر چونکہ حضور صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بدر کے مالِ غنیمت سے

حصہ عطا فرمایا تھا اس لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بدریوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

۱... (السنن الكبرى، كتاب النكاح، باب تسمية ازواج النبي ﷺ - الحج، الحديث: ۱۳۴۲،

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے فتح پانے کی خوشخبری لے کر جس وقت

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ پہنچے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ ان کے انتقال فرما جانے کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا تو ان کا بھی ۹ ہجری میں وصال ہو گیا۔

غرض یہ کہ اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین

ہوئے۔^(۱)

آپ کی اولاد:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ

عنها کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے جن کا نام عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ وہ

اپنی ماں کے بعد چھ برس کی عمر پا کر انتقال کر گئے اور حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔^(۲)

نام و نسب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ”عثمان“ کنیت ابو عمر اور لقب ”ذوالنورین“ ہے۔

۱... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۸)

۲... (المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب ذکر اولادہ الکرام، ۳/۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے، عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، یعنی پانچویں پشت میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی نانی ام حکیم جو حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی وہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں، اس رشتہ سے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ حضور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پیدائش عام الفیل کے چھ سال بعد ہوئی۔^(۱) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

قبولِ اسلام اور مصائب:

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان حضرات میں سے ہیں جن کو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قدیم الاسلام ہیں یعنی ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔

..... ابن اسحاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کہتے ہیں کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے

... (اسد الغابۃ، عثمان بن عفان، ۳/۲۰۶) (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۸)

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد اسلام قبول کیا۔^(۱)

دنیا چھوڑ سکتا ہوں پر ایمان نہیں:

ابن سعد رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مُحَمَّد بن ابراہیم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو ان کا پورا خاندان بھڑک اٹھا یہاں تک کہ آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا چچا حکم بن ابی العاص اس قدر ناراض اور برہم ہوا کہ آپ کو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر ایک دوسرا نیا مذہب اختیار کر لیا ہے، جب تک کہ تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اسی طرح باندھ کر رکھیں گے۔

یہ سُن کر آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”وَاللَّهِ لَا آدَعُهُ أَبَدًا وَلَا أَفَارِقُهُ“ یعنی خدائے ذوالجلال کی قسم! مذہب اسلام کو میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور نہ کبھی اس دولت سے دست بردار ہو سکتا ہوں، میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو یہ ہو سکتا ہے مگر دل سے دین اسلام نکل جائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، حکم بن ابی العاص نے جب اس طرح آپ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کا استقلال دیکھا

۱... (تاریخ مدینة دمشق، عثمان بن عفان، ۳۶/۳۹)

تو مجبور ہو کر آپ کو رہا کر دیا۔^(۱) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

آپ کا حلیہ مبارک:

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حلیہ اور سراپا ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ چند طریقوں سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ درمیانے قد کے خوبصورت شخص تھے، رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی بھی شامل تھی، چہرے پر چچک کے داغ تھے۔ جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ کندھے کافی پھیلے ہوئے تھے، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھسنی تھی، سر کے بال گھنگریالے تھے، دانت بہت خوبصورت تھے اور سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے، کنپٹیوں کے بال کانوں کے نیچے تک تھے اور پیلے رنگ کا خضاب کیا کرتے تھے۔... (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹، ۲۶/)

.....! اور ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ عبد اللہ بن حزم مازنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا ”فَمَا زَايْتُ قَطُّ ذَكَرًا وَلَا اُنْثَى اَحْسَنَ وَجْهًا مِنْهُ“ یعنی تو میں نے عورتوں اور مردوں میں سے کسی کو ان سے زیادہ حسین اور خوبصورت

... ۱ (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۲۶)

نہیں پایا۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

ایسا جوڑا کبھی نہ دیکھا:

اور ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ حضرت أسامہ بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے گوشت کا ایک بڑا پیالا دے کر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس بھیجا، جب میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت بی بی رقیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، میں کبھی حضرت بی بی رقیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی صورت دیکھتا تھا،

جب میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر سے واپس ہو کر رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تو رسول مقبول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اسامہ! عثمان (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کے گھر کے اندر تم گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جی ہاں! میں گھر کے اندر گیا تھا، حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے ان میاں بیوی سے حسین و خوبصورت کسی میاں بیوی کو دیکھا ہے؟ میں نے

... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۱۷/۳۹)

عرض کیا: یا رسول اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کبھی نہیں دیکھا۔^(۱) (تاریخ الخلفاء)

یہ واقعہ غالباً آیتِ حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

انبیاء سے مشابہت:

اور ابن عدی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے

روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ تمہارے شوہر عثمان غنی تمہارے دادا حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام اور تمہارے باپ محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) سے شکل و صورت میں بہت مشابہ ہیں۔^(۲)

(تاریخ الخلفاء)

۱... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، الحديث: ۳۶۲۵۲، ۴/۲۹، الجزء ۱۳)

۲... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، الحديث: ۳۶۲۲۰، ۴/۲۲، الجزء ۱۳)



(۱) سوال: حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو 'ذو النورین' کا لقب

کیسے ملا نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ان شہزادیوں سے کیا اولاد بھی ہوئی.....؟

(۲) سوال: کیا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ غزوہ بدر میں شریک تھے، اگر نہیں

تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بدری صحابہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے.....؟

(۳) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام و نسب بیان کیجئے نیز ایک لحاظ سے

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو سرکارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا بھانجا ہونے کا اعزاز حاصل

ہوتا ہے، بتائیے کس طرح.....؟

(۴) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حلیہ تفصیل کے ساتھ بیان

کیجئے.....؟

﴿..... علم سیکھنے سے آتا ہے.....﴾

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

”علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ

جو عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے

ہیں جو علم والے ہیں۔“ (المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور آیاتِ قرآنی

اب کوئی عمل نقصان نہ پہنچائیگا:

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حق میں بھی قرآن مجید کی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں۔

جنگِ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے۔ یہاں تک کہ درخت کی پتیاں کھا کر لوگ گزارہ کرتے تھے۔ اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو جیشِ عمرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگدستی کا لشکر۔

ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمن بن خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب کہ آپ جیشِ عمرہ کی مدد کے لیے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کے پر جوش لفظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضَوْا اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کو سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ فرمایا تو پھر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں دوسواونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستہ میں نذر کروں گا۔ اس کے بعد پھر رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سامان جنگ کی درستگی اور فراہمی کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی پھر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں تین سواونٹ پالان اور سامان کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی راہ میں حاضر کروں گا۔

حدیث کے راوی حضرت عبد الرحمن بن خباب رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے اترتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

”مَاعَلِنَ عُثْمَانُ مَاعَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَاعَلِنَ عُثْمَانُ مَاعَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ“ یعنی ایک ہی جملہ کو حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو بار فرمایا۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو اس کے بعد کریں گے۔

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کا یہ عمل خیر ایسا اعلیٰ اور اتنا مقبول ہے کہ اب اور نوافل نہ کریں جب بھی ان کے مدارج علیا کے لیے کافی

ہے اور اس مقبولیت کے بعد اب انہیں کوئی اندیشہ ضرر نہیں ہے۔^(۱) (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۱)

..... تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ آپ نے سازو سامان کے ساتھ ایک ہزار ونٹ اس موقع پر چندہ دیا تھا۔^(۲)

..... اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جیشِ عسره کی تیاری کے زمانہ میں ایک ہزار دینار اپنے گرتے کی آستین میں بھر کر لائے (دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا سکہ ہوتا تھا) ان دیناروں کو آپ نے رسول مقبول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی گود میں ڈال دیا۔

راوی حدیث حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

”مَا صَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ“ یعنی آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۰، ۵/۳۹۱)

۲... (تفسیر الخازن، سورة البقرة، نعت الایة ۲۶۲، ۱/۲۰۶)

نے ان کے بارے میں اس جملہ کو دو بار فرمایا۔^(۱)

مطلب یہ ہے کہ فرض کر لیا جائے کہ اگر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کوئی خطا واقع ہو تو آج کا ان کا یہ عمل ان کی خطا کے لیے کفارہ بن جائے گا۔
(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۱)

خرج کرنے پر قرآن کی بشارت:

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حبش عسرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ سازو سامان کے ساتھ پیش فرمایا اور ایک ہزار دینار بھی چندہ دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے صدقہ کی چار ہزار درہم بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں پیش کیے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَأْذَنَاقًا مِمَّا وَلَا آذَىٰ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۱، ۵/۳۹۲) (مشکوٰۃ

المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۱۰۷۳، ۲/۲۲۲، دارالکتب العلمیہ)

یعنی جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔^(۱) (پ ۳، ع ۴)

..... حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے بھی اپنی تفسیر خزان العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حق میں نازل ہوئی۔^(۲)

اے اُحد! ٹھہر جا:

حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم اُحد پہاڑ پر تھے کہ یکایک وہ ہلنے لگا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”أَثْبُتْ أَحَدًا! مَا عَلَيْكَ الْآنَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ“ یعنی

۱... (تفسیر الخازن، سورة البقرة، تحت الآية ۲۶۲، ۱/۲۰۶)

۲... (تفسیر خزان العرفان، سورة البقرة، تحت الآية ۲۶۲، پ ۳)

اے احد! تو ٹھہر جا کہ تیرے اوپر صرف ایک نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں۔^(۱)
(تفسیر معالم التنزیل، جلد ۶، ص ۱۲۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہاڑوں پر بھی اپنا حکم نافذ فرماتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا تھا کہ برسوں پہلے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے شہید ہونے کے بارے میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خبر دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

شہادت کا انتظار:

اور حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ خوب جانتے تھے کہ ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے۔ درخت اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

... (تفسیر معالم التنزیل، سورة الفتح، الآیة ۲۹)

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَافِرْمَانِ نَهَيْتُمْ لَمْ يَسْكُنُوا۔ اس لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی شہادت کا انتظار فرما رہے تھے۔ تو یہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ جو اپنی شہادت کے منتظر تھے جیسے کہ دولہا و دولہن اپنی شادی کی تاریخ کے منتظر ہوتے ہیں تو ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾^(۱) یعنی تو ان

میں سے کوئی وہ ہے جو اپنی منت پوری کر چکا (جیسے حضرت حمزہ و مصعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کہ یہ لوگ جہاد پر ثابت رہے یہاں تک کہ جنگ احد میں شہید ہو گئے) اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو (اپنی شہادت کا) انتظار کر رہا ہے۔^(۲)
(جیسے حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا)

درخت کے بدلے باغ دے دیا:

اور حضرت علامہ اسمعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا اس کا درخت ایک انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل ان کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری نے سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اس کا ذکر کیا۔ اس وقت تک منافق کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا

۱... (سورۃ الاحزاب، الایۃ ۲۳، پ ۲۱)

۲... (تفسیر البیضاوی، سورۃ الاحزاب، تحت الایۃ ۲۳، پ ۲۱)

تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم درخت انصاری کے ہاتھ بیچ ڈالو اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق نے انصاری کو درخت دینے سے انکار کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی کہ منافق نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا ایک باغ دے کر درخت کو اس سے خرید لیا اور انصاری کو دے دیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور منافق کی برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى ۗ وَالَّذِي يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۗ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۗ﴾

یعنی عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بد بخت دور

رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔^(۱)

اس آیت مبارکہ میں ﴿مَنْ يَخْشَى﴾ سے مراد حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ﴿أَشْقَى﴾ سے مراد اس درخت کا مالک منافق

ہے۔^(۲) (تفسیر روح البیان، جلد ۱۰، ص ۳۰۸)

۱... (سورۃ الاعلیٰ، الایۃ ۱۰، ۱۲، ۱۱، ۱۰ پ ۳۰)

۲... (تفسیر روح البیان، سورۃ الاعلیٰ، تحت الایۃ ۱۰، ۱۱، ۱۰، ۱۰/۳۰۸)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احادیثِ کریمہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہیں۔

فتنوں کے وقت ہدایت پر:

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمانہ آئندہ میں ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا۔

حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا اور اس شخص کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان کا رخ کیا اور پوچھا: کیا یہ شخص ان فتنوں میں ہدایت پر ہوں گے...؟ تو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں یہی۔ (۱)

شہادت کی غیبی خبر:

اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل میں ہونے والے فتنہ کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اس فتنہ میں ظلم سے قتل کیا جائے گا، یہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۲)

جنت کی خوشخبری:

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ایک صاحب آئے اور اس باغ کا دروازہ کھلوا یا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ“ یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۲، ۵/۳۹۳)

۲... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۸، ۵/۳۹۵)

دیکھا وہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ میں نے ان کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق جنت کی خوشخبری دی۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی۔ پھر ایک صاحب اور آئے اور انہوں نے دروازہ کھلوا یا۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کے بارے میں بھی فرمایا:

”اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ“ یعنی ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو بھی جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ میں نے ان کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خوشخبری سے مطلع کیا۔ انہوں نے خدائے عز و جل کی حمد و ثنا کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوا یا تو نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

”اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ“ یعنی آنے والے کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے ان مصیبتوں پر جو اس شخص کو پہنچیں گی جنت کی خوشخبری دو۔

راوی حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا آنے والے شخص حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

ہیں۔ میں نے ان کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ارشاد کے مطابق خوشخبری دی اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فرمان سے ان کو آگاہ کیا۔ انہوں نے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کا شکر ادا کیا اور فرمایا: ”اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ“ یعنی آنے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔^(۱)

فرشتے بھی حیا کرتے ہیں:

اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کو بلایا اور وہ اندر آگئے مگر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی آگئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آگئے لیکن حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پھر بھی بدستور اسی طرح لیٹے رہے یعنی ران یا پنڈلی سے کپڑا ہٹا رہا۔ پھر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آگئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت

۱... (صحیح البخاری، کتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان، الحدیث: ۳۶۹۵، ۲/۵۲۹)

چاہی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

راوی حدیث حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب یہ لوگ چلے گئے تو میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وجہ ہے کہ میرے باپ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بدستور لیٹے رہے پھر حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ آئے مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بدستور لیٹے رہے۔ اور جنبش بھی نہیں فرمائی۔ لیکن جب حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہَا کے اس سوال کے جواب میں سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ“ یعنی کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔^(۱)

سبحان اللہ! حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کا درجہ کیا ہی بلند و بالا اور

... (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، الحديث: ۲۴۰۱، ص ۱۳۰۷)

عظمت والا ہے کہ فرشتے آپ سے حیا کرتے ہیں یہاں تک کہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی آپ سے حیا فرماتے ہیں۔

آپ کی طرف سے بیعت فرمائی:

ترمذی شریف میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مقام حدیبیہ میں بیعت رضوان کا حکم فرمایا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو رسول مقبول صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ عثمان خدا اور رسول خدا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ یعنی حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔ لہذا رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک ہاتھ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لیے ان ہاتھوں سے بہتر ہے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے بیعت کی۔^(۱)

... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۲، ۵/۳۹۲)

..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمة والرفوان

‘اشعة اللمعات’ میں اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ یہ وہ فضیلت ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے۔^(۱)

یعنی اس فضیلت سے ان کے سوا اور کوئی دوسرا صحابی کبھی مشرف نہیں ہوا۔

مسندِ خلافت مت چھوڑنا:

ترمذی شریف اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عثمان! خدائے تعالیٰ تجھ کو ایک قمیص پہنائے گا یعنی خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمائے گا۔ پھر اگر لوگ اس قمیص کے اتارنے کا تجھ سے مطالبہ کریں تو ان کی خواہش پر اس قمیص کو مت اتارنا یعنی خلافت نہیں

... (اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب مناقب عثمان، ۲/۲۶۸)

چھوڑنا اسی لیے جس روزان کو شہید کیا گیا انہوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو خلافت کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ اسی لیے میں اس وصیت پر قائم ہوں اور جو کچھ مجھ پر بیت رہی ہے اس پر صبر کر رہا ہوں۔^(۱)

دو بار جنت خریدی:

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار جنت خریدی ہے۔ ایک بار تو ”بیرِ رومہ“ خرید کر اور دوسری بار ”جیشِ عمرہ“ کے لیے سامان دے کر۔ جیشِ عمرہ کے لیے جو سامان آپ نے فراہم کیا تھا اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور بیرِ رومہ کی خریداری کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اس زمانہ میں وہاں بیرِ رومہ کے علاوہ اور کسی کنوئیں کا پانی میٹھانہ تھا۔ یہ کنواں وادیِ عقیق کے کنارے ایک پر فضا باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کنوئیں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف

(۱) . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۵، ۳۹۳/۵)

تھی تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ترغیب پر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک روز مسلمان پانی بھریں گے اور دوسرے دن یہودی۔ مگر جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی خاطر خواہ نہیں بلکہ تو پریشان ہو کر بقیہ آدھا بھی حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ اس کنوئیں کو آج کل ”بیر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ“ کہتے ہیں۔^(۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا وعن سائر المسلمین

مصری کے اعتراضات، ابن عمر کے جوابات:

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مصر کا رہنے والا ایک شخص حج کے ارادہ سے بیست اللہ شریف آیا۔ اس نے ایک جگہ کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ لوگ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان لوگوں کا شیخ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ ان لوگوں کے شیخ حضرت عبد اللہ بن عمر ہیں (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا)۔ اب اس نے

۱... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب اشترى عثمان الجند مرتین، الحدیث: ۴، ۲۲۶، ۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ابن عمر! میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان احد کی جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ بدر کی لڑائی سے عثمان غائب تھے اور معرکہ بدر میں وہ شریک نہ ہوئے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ ہاں وہ بدر کے معرکہ میں موجود نہ تھے۔ پھر اس شخص نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان بیعتِ رضوان کے موقع پر بھی غائب تھے اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں وہ بیعتِ رضوان کے موقع پر بھی موجود نہ تھے اور اس میں شامل نہ تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تینوں باتوں کی تصدیق سن کر اس شخص نے اللہ اکبر کہا۔

بظاہر اس مصری شخص کا سوال تھا لیکن حقیقت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر اس کا اعتراض تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا کہ ادھر آئیں تجھ سے حقیقتِ حال بیان کر کے تیرے شبہات دور کر دوں۔ احد کے معرکہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھاگ جانے کے متعلق میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذوالجلال نے ان کی غلطی کو معاف فرمادیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۗ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾

یعنی بے شک وہ لوگ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ان کے بعض اعمال کے سبب انہیں شیطان ہی نے لغزش دی اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔^(۱)

اور جنگ بدر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موجود نہ ہونا اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اس زمانہ میں بیمار تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی دیکھ بھال کے لیے مدینہ طیبہ میں چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ایک مجاہد کا ثواب ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے بھی ایک شخص کا حصہ دیا جائے گا۔

اب رہا معاملہ بیعتِ رضوان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غائب ہونا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ معظمہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

... (سورۃ آل عمران، الاية ۱۵۵، پ ۴)

زیادہ باعزت اور ہر دل عزیز کوئی اور شخص ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 و سلم اسی کو مکہ معظمہ بھیجتے مگر چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ہر
 دل عزیز اور باعزت مکہ شریف والوں کی نگاہ میں کوئی اور شخص نہ تھا اس لیے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم نے انہیں کو مکہ معظمہ روانہ فرمایا تاکہ وہ آپ
 کی طرف سے کفار مکہ سے بات چیت کریں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم کے حکم سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ اس طرح ان کی
 غیر موجودگی میں بیعتِ رضوان کا واقعہ پیش آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم
 نے بیعتِ رضوان کے وقت اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے
 اور پھر اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔ اس
 کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ابھی جو میں نے تیرے
 سامنے بیان کیا ہے تو اس کو لے جا کہ یہی تیرے سوالات کے مکمل جوابات
 ہیں۔^(۱)

۱... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۶۹۸، ۵۳۰/۲)

مشق

(۱) سوال: جیشِ عمرہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے کس قدر مالِ راہِ خدا میں پیش کیا نیز انہیں اس پر کن بشارتوں سے نوازا گیا.....؟

(۲) سوال: اے احد! ٹھہر جا..... یہ حدیث کن کن عقائدِ اہلسنت کی

مؤید ہے.....؟

(۳) سوال: ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ﴾

اس آیت مبارکہ میں کون سے لوگ مراد ہیں.....؟

(۴) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درخت پورا باغ دے کر

کیوں خریدا نیز اس موقع پر کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی.....؟

(۵) سوال: فتنوں کے وقت ہدایت پر ہونے والی روایت مع حوالہ بیان

کیجئے.....؟

(۶) سوال: ”آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو“ یہ روایت کن عقائد

اہلسنت کی مؤید ہے.....؟

(۷) سوال: ”میں اس سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے

ہیں“ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ کس کے متعلق اور کب فرمایا.....؟

(۸) سوال: بیعتِ رضوان کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنه کیوں حاضر نہ تھے.....؟

(۹) سوال: ”اے عثمان! خدا تجھے تمیص پہنائے گا“، یہاں تمیص سے

کیا مراد ہے نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی بار جنت خریدی.....؟

(۱۰) سوال: مصری کے اعتراضات اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

جوابات تفصیلاً ذکر کیجئے.....؟

..... مدنی انقلاب ❁

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خوشنودی کے حصول اور باکدار مسلمان بننے کے لئے ”دعوتِ اسلامی“ کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ”مدنی انعامات“ نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیِ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لٹائے۔ دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ”مدنی انقلاب“ برپا ہوتا دیکھیں گے۔

آپ کی خلافت

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والبرکات اپنی مشہور کتاب تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ زخمی ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوئی تو لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین! آپ ہمیں کچھ وصیتیں فرمائیے اور خلافت کے لیے کسی کا انتخاب فرمادیجئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے لیے علاوہ ان چھ صحابہ کے جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راضی اور خوش رہ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں میں کسی اور کو مستحق نہیں سمجھتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام لیے اور فرمایا کہ میرے لڑکے عبد اللہ مجلس شوریٰ میں اس کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ اگر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہو جائے تو وہ اس کا حق رکھتے ہیں ورنہ ان چھ صحابیوں میں سے جس کو چاہیں منتخب کر لیں اور میں نے سعد بن ابی وقاص کو کسی عاجزی اور خیانت کے سبب معزول نہیں کیا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ میں اپنے بعد خلیفہ ہونے والے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور سب انصار و مہاجرین اور ساری رعایا کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا رہے۔

جب حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا وصال ہو گیا اور لوگ ان کی تجویز و تکلیف سے فارغ ہو گئے تو تین روز بعد خلیفہ کو منتخب کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لوگوں سے فرمایا کہ پہلے تین آدمی اپنا حق تین آدمیوں کو دے کر دست بردار ہو جائیں۔ لوگوں نے اس بات کی تائید کی تو حضرت زبیر حضرت علی کو حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمن کو اور حضرت طلحہ حضرت عثمان کو اپنا حق دے کر دست بردار ہو گئے۔ رَضَوْنَا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ -

یہ تینوں حضرات رائے مشورہ کرنے کے لیے ایک طرف چلے گئے۔ وہاں حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ میں اپنے لیے خلافت پسند نہیں کرتا اب آپ لوگوں میں سے بھی جو خلافت کی ذمہ داری سے دست بردار ہونا چاہے وہ بتا دے اس لیے کہ جو بری ہوگا ہم خلافت اسی کے سپرد کریں گے اور جو شخص خلیفہ ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی امت میں سب سے افضل ہو اور اصلاح امت کی بہت خواہش رکھتا ہو۔ اس بات کے جواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا یعنی

دونوں حضرات چپ رہے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اچھا آپ لوگ اس انتخاب کا کام ہمارے سپرد کر دیں۔ قسم خدا کی! میں آپ لوگوں میں سے بہتر اور افضل شخص کا انتخاب کروں گا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو منظور ہے ہم انتخابِ خلیفہ کا کام آپ کے سپرد کرتے ہیں۔

اب اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے کہا کہ اے علی! آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اسلام قبول کرنے میں سابقین اولین میں سے ہیں اور آپ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قریبی عزیز ہیں لہذا آپ کو اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو آپ قبول فرمائیں اور اگر میں کسی دوسرے کو آپ پر خلیفہ مقرر کر دوں تو اس کی اطاعت کریں۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ مجھے منظور ہے۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے بھی تنہائی میں اسی قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے بھی دونوں باتوں کو تسلیم کر لیا۔ جب ان دونوں حضرات سے عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس قسم کا عہد و پیمانہ لے لیا تو اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کے بعد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔^(۱)

خلافت پر رائے عامہ:

تاریخ الخلفاء میں ابن عساکر کے حوالے سے ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے خلیفہ منتخب کیا کہ جو بھی صائب الرائے تنہائی میں ان سے ملتا وہ یہی مشورہ دیتا کہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو ملنی چاہیے۔ وہ اس کے لیے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و صلوة کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی! میں نے سب لوگوں کی رائے معلوم کر لی ہے۔ خلافت کے بارے میں سب کی رائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے یہ کہہ کر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں سنتِ خدا، سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں خلفاء کی سنت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ اس طرح سب

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۱۰۷) (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ)

(الحدیث: ۳۷۰۰، ۲/۵۳۳)

سے پہلے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بیعت کی پھر تمام مہاجرین و انصار نے ان سے بیعت کی۔^(۱)

حضرت علی خلیفہ سوم کیوں نہ بنے:

اور مسند امام احمد میں حضرت ابووائل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اس طرح مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو چھوڑ کر حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کیوں بیعت کی؟ انہوں نے فرمایا کہ اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ میں نے پہلے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی سے کہا کہ میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سنت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد میں نے حضرت عثمانِ غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اسی قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے قبول کر لیا۔^(۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۲۴)

غنیۃ المطالبین جو حضرت غوثِ پاک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تصنیف مشہور ہے۔ اس میں بھی یہی روایت مذکور ہے تو اس روایت کی بنیاد پر یہ کہا جائے گا کہ

۱... (السنن الکبریٰ، کتاب فقال اہل البغی، باب کیفیۃ البیعة، الحدیث: ۱۶۵۶۳، ۸/۲۵۳)

۲... (المسند للإمام احمد، مسند عثمان بن عفان، الحدیث: ۵۵۷، ۱/۱۶۲)

غالباً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت خلافت سے اس لیے انکار کر دیا کہ ان پر عام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رجحان ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ میرے بجائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے صحابہ کی مرضی کے خلاف زبردستی ان کا خلیفہ بننا پسند نہ فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

..... اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تنہائی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو مجھے آپ کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے.....؟ انہوں نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ پھر میں نے اسی طرح تنہائی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کی بیعت کا مشورہ دیں گے؟ انہوں نے فرمایا: عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اسی طرح تخلیہ میں ان سے دریافت کیا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کی رائے دیں گے...؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

پھر میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا یا اور ان سے کہا کہ میرا اور آپ کا

ارادہ خلیفۃ المسلمین بننے کا تو ہے نہیں تو پھر آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا تو اکثر لوگوں کی رائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پائی گئی۔ اس لیے انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔^(۱)

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

رافضی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خلافت کے حق دار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے مگر لوگوں نے ان کے حق کو غصب کر لیا کہ پہلے (حضرت) ابو بکر پھر (حضرت) عمر اور پھر (حضرت) عثمان کو خلیفہ بنایا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس طرح مسلسل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق تلفی کی گئی۔

پھر رافضی اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے ان کو خلیفہ منتخب کیا ان سب سے بغض و عداوت رکھتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔

... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، خلافتہ، ص ۱۲۲)

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے جو لوگ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلیفہ بنایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی خدائے تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے اور ان کی تعریف و توصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً

..... (پ ۲۷ میں ہے) ﴿لَا يَسْتَوِيٰ مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَتَلَ ۗ أَوْلِيكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَ قَتَلُوا ۗ وَ كَلَّآ وَ عَدَّ اللَّهُ الْحُسْنٰى ۗ﴾

یعنی تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔^(۱)

..... (پ ۱۱، ع ۲ میں ہے) ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۗ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ ۗ﴾

یعنی اور سب میں اگلے پہلے مہاجرین و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان

... (سورۃ الحديد، الاية ۱۰، پ ۲۷)

کی اتباع کئے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔^(۱)

..... (پ ۲۸، ۴۷ میں ہے) ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ

أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَآمَوُوا بِمَوَالِمِ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾

یعنی ہجرت کرنے والے فقیروں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے

نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے

ہیں۔ وہی لوگ سچے ہیں۔^(۲)

..... پھر اسی پارے (پ ۲۸، ۴۷ میں ہے) ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا

الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُوقِ شَعْرَةَ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

اور جن لوگوں نے پہلے سے اس (مدینہ منورہ) شہر میں اور ایمان میں

گھر بنالیا، وہ دوست رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور وہ

۱... (سورۃ التوبہ، الایۃ ۱۰۰، پ ۱۱)

۲... (سورۃ الحشر، الایۃ ۸، پ ۲۸)

لوگ اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے، اس چیز کی جو (مہاجرین مالِ غنیمت) دیئے گئے اور (انصار) اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔^(۱)

..... (پ ۴، ۸۷ میں ہے) ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ

فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ...﴾

یعنی بے شک اللہ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر خدائے تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔^(۲)

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جن میں خدائے عز و جل نے اپنے پیارے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کی واضح لفظوں میں تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے۔

..... اب آپ لوگ غور کیجئے کہ پہلی آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾ یعنی فتحِ مکہ سے پہلے اور اس کے بعد اللہ کی راہ

۱... (سورۃ الحشر، الایۃ ۹، پ ۲۸)

۲... (سورۃ ال عمران، الایۃ ۶۴، پ ۴)

میں خرچ کرنے اور لڑائی کرنے والے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

..... اور دوسری آیت مبارکہ میں ہے: ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

عَنْهُ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

..... اور تیسری آیت مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾

یعنی وہی لوگ سچے ہیں۔

..... اور چوتھی آیت مبارکہ میں ہے: ﴿فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

یعنی وہی لوگ فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔

..... اور پانچویں آیت مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿وَيُؤَيِّدُكُم بِنُجْوَىٰ

اَكْرَمَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اِنَّ كَاتِرْ كِيَه فِرْمَاتِه هِي اِيْعْنِي نَاطِنْدِيَه خِصْلَتُوں اور بُرِي بَاتُوں سَه اِن كُو پَاك وَصَاف كِرْتِه هِيں اور صَاح بُنَاتِه هِيں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں خبر دی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُزْنَجِي هِيں۔ تو اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ صحابہ کرام کے

قلوب کا انہوں نے تزکیہ فرمایا اس لیے کہ اگر ان کے قلوب کا تزکیہ نہیں فرمایا تو وہ

مُزْنَجِي نہیں ہو سکتے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کے قلوب کا

تزکیہ فرمایا تو ماننا پڑے گا کہ وہ نیکو کار اور صالح ہیں، ان کے اخلاق بلند ہیں، وہ

اوصاف حمیدہ والے ہیں۔ انکی نیتیں صحیح ہیں اور ان کا عمل ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

لہذا صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ایسے لوگ کہ جو فلاح یافتہ اور سچے ہیں اور جن کے قلوب مزکی و محلیٰ ہیں ان کے بارے میں یہ فاسد اعتقاد رکھنا کہ انہوں نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حق کو غضب کر لیا انتہائی بد نصیبی و بد بختی ہے بلکہ قرآن شریف کو جھٹلانا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ بادشاہ جس جماعت سے راضی ہو اور ان کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہو اس جماعت سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کی بُرائی کرنا بادشاہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا تو خدائے ذوالجلال جو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے راضی ہے اور اپنی کتاب قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی تعریف و توصیف بیان فرماتا ہے اس مبارک جماعت سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کی بُرائی کرنا خدائے تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔

صحابہ کا گستاخ بے دین ہے:

حضرت علامہ ابو زر عذرازی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو تبع تابعین میں سے ہیں

انہوں نے اس سلسلے میں نہایت ہی عمدہ بات فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں: ”إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي يُنْقِصُ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ زَنْدِيقٌ“

یعنی جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول کریم ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ

کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے ان میں نقص نکالتا ہے تو جان لو کہ وہ

زندیق اور بے دین ہے۔ اس لیے کہ قرآن اور حضور ﷺ کی تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر

فرمان ہمیں صحابہ ہی کے واسطے سے ملا ہے تو ان کی ذات میں بُرائی ثابت کرنا اور ان

کو غلط ٹھہرانا قرآن و حدیث کو باطل قرار دینا ہے۔^(۱) العیاذ باللہ تعالیٰ

آپ کا پہلا خطبہ:

تاریخ الخلفاء میں ابن سعد کے حوالے سے ہے کہ خلیفہ منتخب ہونے کے

بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو

آپ کچھ بیان نہ کر سکے۔ صرف اتنا فرمایا کہ اے لوگو! پہلی مرتبہ گھوڑے پر سوار

ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد بہت سے دن آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے سامنے ضرور خطبہ دوں گا۔ ہمارے خاندان

... (تاریخ مدینة دمشق، عبد اللہ بن عبد الکرم، ۳۸/۳۲)

کے لوگ خطیب نہیں ہوئے ہیں، خدائے تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ عنقریب ہمیں خطبہ دینے پر قدرت عطا فرمائے گا۔^(۱)

حضور ﷺ سے برابری متصور بھی نہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”منبر کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کہ جس پر بیٹھتے ہیں۔ حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے۔ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے دوسرے پر پڑھا۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے تیسرے پر۔ جب زمانہ ذوالنورین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کا آیا تو پھر اول پر خطبہ فرمایا۔ سبب پوچھا گیا فرمایا: اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر، تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔ لہذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔^(۲)

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے جملے قابل غور ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ ان کو حضرت صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کا ہمسر گمان کرتے تو

۱... (الطبقات الكبرى، ذکر بیعة عثمان بن عفان، ۳/۲۶)

۲... (فتاویٰ رضویہ، ۸/۳۴۳)

کیا اس میں کوئی خرابی تھی...؟ ہاں بے شک خرابی تھی۔ اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو یہ ہر گز منظور نہیں تھا کہ لوگ ان کو صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ہمسر گمان کریں۔ اسی طرح ان کو یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ لوگ ان کے بارے میں وہم کریں کہ وہ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے برابر ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر تیسرے پر پڑھتا تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے برابری کا دعویٰ کرنا تو بہت دُور کی بات ہے ان کو اتنا بھی گوارا نہیں تھا کہ ان کے بارے میں کوئی یہ وہم و گمان کرے کہ وہ حضرات شیخین کے ہمسر و برابر ہیں اسی لیے وہ سب سے اوپر والے درجہ پر خطبہ پڑھتے۔

پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ جملہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ میں نے وہاں خطبہ پڑھا جہاں یہ (یعنی ہمسری و برابری کا) احتمال متصور ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اَجْتَمَعُوا فِيهِمْ میں سے کوئی بھی یہ تصور کر ہی نہیں سکتا تھا کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے برابری و ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اگر کوئی آقائے دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے برابری و ہمسری کا دعویٰ کرے تو وہ گستاخ و بے ادب ہے اور صحابہ

کرامِ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ کے راستے سے الگ ہے اور حدیث شریف ”مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاصْحَابِي“^(۱) کے مطابق انہیں کے راستے پر چلنے والے جنتی ہیں باقی سب جہنمی۔

آپ کے زمانہ خلافت کی فتوحات

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ برابر وسیع ہوتا رہا۔ چنانچہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری میں ”رے“ فتح ہوا۔ رے خراسان کا ایک شہر ہے جو آج کل ایران کا دار السلطنت ہے اور اسے تہران کہتے ہیں۔ ۲۶ ہجری میں شہر ”سابور“ فتح ہوا۔^(۲)

بحری بیڑے کے ذریعے حملہ:

حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں ملک شام کے گورنر تھے انہوں نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کئی باریہ درخواست پیش کی تھی کہ بحری بیڑے کے ذریعہ قبرص پر حملہ کی اجازت دی جائے مگر آپ نے اجازت نہیں دی لیکن جب حضرت امیر معاویہ

۱... (سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق...، الحدیث: ۲۶۵۰، ۴/۲۹۱)

۲... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۲۳)

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَالِاصْرَارِ بِهَيْتَ زِيَادَةٍ هُوَ تَوَاقَبَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعْنِي حَضْرَتِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَوَلَكَّهَا كَمَا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمْعُ الرَّادِ بَانِي جِهَازِوْنَ كِي قِيْفِيْتِ مَفْصَلِ طَرِيْقَةٍ سَعِي لَكَّهْ كَرِ مَجْهِي رَوَانَهْ كَرُوْ- اَنْهَوْنَ نَعْنِي لَكَّهْ كَمَا مِيْنِ نَعْنِي بَانِي جِهَازِ كُوْ دِي كَهَا هِي جُوْ اِي كَبْرِي مَخْلُوْقِ هِيْ اُوْرِ اَسْ طَرِ قِصُوْطِي مَخْلُوْقِ سُوَارِ هُوْتِي هِيْ- جَبِ وَهْ جِهَازِ طَهْرٍ جَاتَا هِيْ تُوْ لُوْ غُوْ كِي دَلِ قِصْطِنِي لَكْتِي هِيْ اُوْرِ جَبِ وَهْ قِلْتَا هِيْ تُوْ عَقْلِنِدِ لُوْغِ بَهِي خَوْفِ زِدَهْ هُوْ جَاتِي هِيْ- اَسْ مِيْنِ اِجْهَانِيَا كَمِ هِيْ اُوْرِ خَرَابِيَا زِيَادَهْ هِيْ- اَسْ مِيْنِ سَفَرِ كَرْنِي وَاَلُوْ كِي حَيْثِيْتِ كِيْزِيْ مَكُوْزُوْ جَيْسِي هِيْ- اِگْرِي سُوَارِي كَسِي طَرَفِ كُوْ جَهْكَ جَايْ تُوْ عَمُوْمًا لُوْغِ دُوْبِ جَاتِي هِيْ اُوْرِ اِگْرِنَجِ جَاتِي هِيْ تُوْ اَسْ حَالِ مِيْنِ سَا حِلِّ تَكِ پِيْنَجْتِي هِيْ كَمَا كَانْتِي رَهْتِي هِيْ-

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعْنِي جَبِ حَضْرَتِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَا خَطِ اَسْ مَضْمُوْنِ كَا پَرِطْهَاتُو حَضْرَتِ اَمِيْرِ مَعَاوِيَهْ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كُو لَكَّهَا كَمَا ”وَاللّٰهُ لَا اَحْمِلُ فِيْهِ مَسْلِمًا اَبَدًا“ اِيْعْنِي قِسْمِ هِيْ خُدَايْ تَعَالَى كِي! مِيْنِ اِيْسِي سُوَارِي طَرِ مَسْلَمَانُوْ كُو كَبْهِي سُوَارِ نَهِيْ كَرِ سَكْتَا- اَسْ طَرِحِ حَضْرَتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كِي دُوْرِ خِلَافَتِ مِيْنِ قَبْرِ صِ طَرِ مَسْلَمَانُوْ كَا حَمَلَهْ نَهِيْ هُوْ سَكَا- لِي كِنِ جَبِ حَضْرَتِ عُثْمَانَ غَنِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَا زَمَانَهْ خِلَافَتِ اَيَا تُوَانِ كِي حَكْمِ سَعِي ۲۷ هِجْرِي مِيْنِ جِهَازِ كِي ذَرِيْعَهْ حَضْرَتِ اَمِيْرِ مَعَاوِيَهْ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَعْنِي لَشْكُرِ

لے جا کر قبرص پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور جزیرہ لینے کی شرط منظور کر لی۔^(۱)

اور کوئی غیب کیا...

جس لشکر نے بحری راستہ سے جا کر قبرص پر حملہ کیا تھا۔ اس لشکر میں مشہور و معروف صحابی حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت اُم حرام بنت ملحان انصاریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے ساتھ موجود تھے، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی جانور سے گر کر انتقال کر گئیں تو ان کو وہیں قبرص میں دفن کر دیا گیا۔ اس لشکر کے متعلق اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی بھی اس لشکر میں ہوگی اور قبرص ہی میں اس کی قبر بنے گی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی۔^(۲)

اور کیوں نہ ہو کہ ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے۔ درخت اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ بلکہ بڑے سے بڑا پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے

۱... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۲۳) (تاریخ الطبری، ثم دخلت ثمان وعشرين، ۳/۳۱۱)

۲... (مصیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب رکوب البحر... الحدیث: ۲۸۹۴، ۲۸۹۵)

۳/۲۵۳) (فتح الباری، کتاب الاستبذان، باب ۱۲/۶۳، ۴۱)

محبوب پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔

صلى الله على النبي الامى واله صلى الله تعالى عليه وسلم

صلاة و سلام عليك يار سول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

دیگر فتوحات اور مالِ غنیمت:

اور اسی ۲۷ھ میں جرجان اور دایر بجر فتح ہوئے۔ اور اسی سال

جب حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر بنایا تو انہوں نے مصر پہنچ کر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حکم پر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے ساری سلطنتوں کو حکومتِ اسلامیہ میں شامل کر لیا۔ اس جنگ میں اس قدر مالِ غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض روایات کے مطابق تین تین ہزار دینار ملے۔ دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ایک سکہ ہوتا تھا۔ اس فتحِ عظیم کے بعد اسی ۲۷ھ میں اسپین یعنی ہسپانیہ بھی فتح ہو گیا اور ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حکم سے اصطخر قسا اور ان کے علاوہ بعض دوسرے ممالک بھی فتح ہوئے۔

..... اور ۳۰ھ میں جور، خراسان اور نیشاپور صلح کے ذریعہ فتح

ہوئے۔ اسی طرح ملک ایران کے دوسرے شہر طوس، سرخس، مرو اور

میہق بھی صلح سے فتح ہوئے۔ اس قدر فتوحات سے جب بے شمار مالِ غنیمت ہر طرف سے دار الخلافت میں پہنچنے لگا تو حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ان مالوں کی حفاظت کے لیے کئی محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور لوگوں میں اس فراخ دلی سے مال تقسیم فرمایا کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جب کہ ایک بدرہ دس ہزار درہم کا ہوتا ہے۔^(۱)

﴿.....جنت میں لے جانے والے اعمال.....﴾

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سیدنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ایسے لوگ تو اس وقت بہت ہیں۔“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔“ (المستدرک، الحدیث: ۷۱۵۵، ج ۵، ص ۱۴۲)

۱... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان ص ۱۲۳)



(۱) سوال: حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ کیسے مقرر

ہوئے، نیز حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خلیفہ نہ بنانے کے سوال کا کیا جواب دیا.....؟

(۲) سوال: حضرت علی المر تَضَى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد خلیفہ بننے سے کیوں انکار فرما دیا.....؟

(۳) سوال: مصنف عَلَيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے صحابہ کرام کی شان میں کتنی

آیات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے تین مع ترجمہ و حوالہ بیان کیجئے نیز اس اعتراض کہ، "بعض صحابہ نے غلطیاں کی" کا کیا جواب ہوگا.....؟

(۴) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ منبر کے اس زینے پر بیٹھے جس

پر پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوتے تھے، اس کا سبب کیا ہے نیز مصنف عَلَيهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے اس کے ضمن میں کن عقائد اہل سنت کی طرف روشنی ڈالی ہے.....؟

(۵) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دور کی فتوحات کا تفصیلی جائزہ

لیجئے.....؟

(۶) سوال: حضرت ام حرام کون تھیں نیز ان کی وفات کس معجزہ

مصطفی صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ظہور کا سبب بنی.....؟

آپ کی کرامتیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے جن میں سے چند کرامتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

غیب کی خبر دینا:

علامہ تاج الدین سسکی علیہ الرحمة نے اپنی کتاب ”طبقات“ میں تحریر فرمایا کہ ایک شخص نے راستہ میں چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی پُر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے جل بھن کر کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں...؟

امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نازل نہیں ہوتی لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قول حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے

مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات و خیالات کو معلوم کر لیتا ہوں۔^(۱) (کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک شخص جس کا نام ”ججہ غفاری“ تھا کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنے حلم و حیا کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن خدائے تعالیٰ کی تہاری و جباری نے اس کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا^(۲)۔

(کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین، جلد دوم، ص ۸۶۲)

۱... (حجۃ اللہ العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطب الثالث فی ذکر جملة جمیلہ... الخ، ص ۶۱۳)

۲. سیرت و تاریخ کی کتب میں ججہ نام کے متعدد افراد کا تذکرہ موجود ہے جن میں ججہ بن سعید، ججہ بن سنام، ججہ بن عمرو اور ابن ججہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے عصائے رسول کی بے ادبی کرنے کی، اس بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، حضرت سیدنا ججہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ تو جلیل القدر صحابی ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے لہذا ان کی طرف اس واقعہ کی نسبت کرنا درست نہیں اور تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت علامہ مطہر بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۳۵۵ھ) فرماتے ہیں جس نے عصا مبارک توڑا اس کا نام ججہ بن سنام ہے۔ (اہد، تاریخ، ۲۰۵/۵) حضرت علامہ عبدالملک بن حسین عصامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ججہ بن عمرو غفاری نے عصا لے کر توڑ دیا الخ (سطح النجوم العوالی، ۲/۵۲۵) نیز حضرت علامہ اسماعیل بن محمد اصہبانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۵۳۵ھ) کے مطابق: جس نے عصا توڑا اسے ججہ یا ابن ججہ کہا جاتا تھا۔ (بیر السلف العالمین، ص ۱۸۳) بعض کتابوں میں یہ واقعہ جمہول صیغہ یا بغیر کسی سند کے ذکر کر کے

محض ایک احتمال کی بنا پر اس کی نسبت صحابی رسول حضرت سیدنا جہاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی گئی ہے جو کہ درست نہیں، قاعدہ بھی یہی ہے ”اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ فَبُطِلَ الْاِسْتِدْلَالُ“ یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے“ لہذا یقین کے ساتھ ہر گز نہیں کہا جاسکتا کہ عصا توڑنے کا کام صحابی رسول حضرت سیدنا جہاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نے کیا ہے بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا جہاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی جانب نظر کریں تو ان کا جتنی بیونا، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارگاہ اور آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء کا ادب و احترام کرنا لازمی، یقینی اور قطعی ہے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ عصائے رسول کی معاذ اللہ بے ادبی والا واقعہ صحت کے اعتبار سے اس درجے کا نہیں کہ جو یقین کو ختم کر سکے تو لازم ہے کہ اَلْیَقِیْنُ لَا یُؤَدُّ بِاللَّشْکِ قَاعَدَے کے تحت صحابی رسول کی جانب اس فعل کو منسوب نہ کیا جائے۔ جن دو روایتوں میں جَهَّجَاہُ بِنُ سَعْدِ الْغَفَارِیِّ اور جَهَّجَاہُ بِنُ سَعْدِیِّ اَلْغَفَارِیِّ کے الفاظ ہیں اُن کی سند میں مجروح، ضعیف اور مجہول راوی موجود ہیں جس کی وجہ سے اُن روایات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

آخر میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے جو کہ اس معاملے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَفِي جُرْأَتِهِ عَلَى قَضِيْبٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مَعَ اَنَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا النَّسَاٰهَ مَعَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اَشْكَالًا لَا يَخْفٰی، فَاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّهُ يَعْرِفُ الْقَضِيْبَ وَحُرْمَتَهُ، وَقَضِيْبَةُ عَلٰی عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ، كَانَ مَجْتَهِدًا مُتَأَوِّلًا فِيمَا اَنْكَرُوْهُ عَلَیْہِ، وَمَا هٰذِهِ اِلَّا زَلَّةٌ عَظِيْمَةٌ لَا تَلِيْقُ بِهٖنْ كَانَ مُؤْمِنًا صَحَابِيًّا لِيَعْنٰی نَبِيَّ پَاكٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے والے صحابی کا عصا مبارک کے ساتھ ایسی بے باکی کرنا اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس میں کئی ایسے اشکالات ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ عصا مبارک اور اس کی حرمت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کچھ کلام کے بعد مزید فرماتے ہیں: بہر حال یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ جسے ایک مومن صحابی رسول سے جوڑنا ہرگز مناسب نہیں۔ (بیہ ریاض، ۳/۱۲۷) الغرض صحابی رسول حضرت جہاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی جانب اس واقعے کو یقینی طور پر منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ مزید تفصیل کے لیے اس لنک

[http://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/hazrat-jah-jah-bin-saeed-](http://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/hazrat-jah-jah-bin-saeed-ghafari)

ghafari

پر موجود رسالہ ”تذکرہ حضرت جہاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ“ کا مطالعہ کیجئے۔ نیز مذکورہ واقعہ کی تفتیش کرتے ہوئے ہم نے متعدد کتب سیرت و تاریخ دیکھیں لیکن ان میں ”بد نصیب“، ”خبیث النفس“ اور ”اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود“ یا اس کی مثل الفاظ نہیں ملے چنانچہ ان الفاظ کو اوپر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ المدینة العلمیة۔

ہائے! میرے لئے جہنم ہے:

اور حضرت ابو قلزبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بیان ہے کہ میں ملکِ شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا۔ ”ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔“ میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتا رہی کہہ رہا ہے کہ

”ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔“ یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہانہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تیرا کیا حال ہے...؟ اور کیوں اور کس بنا پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے...؟

یہ سن کر اس نے یہ کہا کہ اے شخص! میرا حال نہ پوچھ میں ان بد نصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو قتل کرنے کے لیے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ دُعا مانگی کہ ”اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔ اے شخص! میں امیر المؤمنین کے پُر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دُعا کو سن کر کانپ اُٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک روتگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ امیر المؤمنین کی چار دُعاؤں میں سے تین دُعاؤں کی زد

میں تو میں آچکا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دُعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔^(۱)

مذکورہ بالا واقعات امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامتیں ہیں جو ان کی جلالتِ شان اور بارگاہِ خداوندی میں ان کی مقبولیت اور ولایت کی واضح نشانیاں ہیں۔

آپ کی شہادت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت کل بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ برسوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ بلکہ ان برسوں میں وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ لوگوں میں مقبول و محبوب رہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں کچھ سختی تھی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سختی کا وجود نہ تھا۔ آپ بہت بامروت تھے۔ لیکن آخری چھ برسوں میں بعض گورنروں کے سبب لوگوں کو آپ سے شکایت ہو گئی۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی عبد اللہ کے تقرر کو صرف دو سال گزرے تھے کہ مصر کے لوگوں کو ان سے شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی

۱... (ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، امامنا امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ۳/۳۱۵)

اللہ تعالیٰ عنہ سے دادرسی چاہی آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بذریعہ تحریر عبد اللہ کو سخت تشبیہ فرمائی اور تاکید کی کہ خبردار! آئندہ تمہاری شکایت میرے پاس نہ پہنچے۔ مگر عبد اللہ نے آپ کے خط کی کچھ پروا نہ کی بلکہ مصر کے جو لوگ دار الخلافہ مدینہ شریف میں شکایت لے کر آئے تھے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے مصر کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی یہاں تک کہ وہاں سے سات سو افراد مدینہ شریف آئے اور حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عبد اللہ کی زیادتیاں بیان کیں اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی شکایتیں کیں تو بعض صحابہ کرام نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے سخت کلامی کی اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ آپ کے پاس آئے ہیں اور عبد اللہ بن ابی سرح جس پر قتل کا الزام ہے اس کی معزولی اور برطرفی کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں مگر آپ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے شخص کو مناسب سزا دیں۔

اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے انہوں نے بھی حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا کہ یہ لوگ قتلِ ناحق کے سبب مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے ہیں۔ آپ اس معاملہ میں انصاف کیجئے اور عبد اللہ بن ابی سرح کی جگہ پر کسی دوسرے کو گورنر مقرر کر دیجئے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مصر کے لوگوں سے فرمایا کہ ”اِحْتَسَاؤْ وَارْجُلَاؤْ وَاوَلِيَهُ عَلَيْهِمْ مَكَانَهُ“ یعنی آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیجئے میں عبد اللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے آپ لوگوں کے چنے ہوئے گورنر کو مقرر کر دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فرزند یعنی محمد بن ابو بکر کو منتخب کیا

(رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا)۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان لوگوں کے انتخاب کو منظور فرمایا اور حضرت محمد بن ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے لیے پروانہ تقرری اور عبد اللہ بن ابی سرح کے بارے میں معزولی کی تحریر لکھ دی۔ محمد بن ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا مصر سے آئے ہوئے سات سو افراد اور کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ سے ابھی یہ قافلہ تیسری ہی منزل پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا ہوا نہایت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا اس کے رنگ ڈھنگ اور اس کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ غلام یا تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے اور یا تو کسی کا قاصد ہے۔ قافلہ والوں نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو کہیں سے بھاگا ہے یا تجھے کسی کی تلاش ہے؟ اس نے کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا غلام ہوں پھر کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ امیر المؤمنین ہی کا غلام ہے۔ حضرت محمد بن ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کہاں بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے مصر کے گورنر عبد اللہ بن ابی سرح کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے خشک مشکیزہ سے ایک خط نکلا جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرف سے عامل مصر عبد اللہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ محمد بن ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے خط کھولا جس میں لکھا ہوا تھا: ”إِذَا آتَاكَ مُحَمَّدٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَاحْتَلْ فِي قَتْلِهِمْ وَابْطُلْ كِتَابَهُ وَقَتْرْ عَلَى عَمَلِكَ حَتَّى يَأْتِيكَ رَأْيِي“ یعنی جب محمد بن ابو بکر اور فلاں و فلاں تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو کسی حیلے سے قتل کر دو۔ خط کو کالعدم قرار دو اور جب

تک کہ میرا دوسرا حکم نامہ پہنچے اپنے عہدے پر برقرار رہو۔

اس خط کو پڑھ کر قافلہ والے سب لوگ دنگ رہ گئے۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس خط پر ساتھ کے چند ذمہ دار لوگوں کی مہریں لگوا دیں اور اسے ایک شخص کی تحویل میں دے دیا۔ اور سب لوگ وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے خط کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی غلام کا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر سب لوگ بہت سخت برہم ہوئے اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین غریظ و غضب میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ مگر محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے قبیلہ بنو تمیم اور مصریوں کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عمار اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ خط، غلام اور اونٹنی بھی تھی جو راستے میں پکڑی گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں یہ غلام میرا ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا: یہ اونٹنی بھی آپ ہی کی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں اونٹنی بھی ہماری ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط پیش فرمایا اور پوچھا: کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں اور خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹنی آپ کی اور خط پر مہر بھی آپ کی جسے آپ ہی کا غلام یہاں سے لے کر جا رہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے فرمایا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر اپنی برأت ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ لوگ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے حالانکہ تحریر سے یقین کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ ”الْحَطُّ يَشْبَهُ الْحَطَّ“^(۱) یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا علاوہ

... (فتح الباری، کتاب الاحکام، باب ۱۲۵/۱۲، ۱۵)

اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ان کے یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خط انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔^(۱)

محاصرہ میں سختی:

جب اکابر اصحاب اپنے اپنے گھر چلے گئے تو بلوایوں نے محاصرہ میں اور سختی پیدا کر دی یہاں تک کہ ان پر پانی کو بند کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اوپر سے جھانک کر مجمع سے دریافت فرمایا: کیا تم میں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا:

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ج ۳۹/۴۱۶)

نہیں۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا: کیا تم میں سعد موجود ہیں؟ جواب دیا گیا کہ سعد بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: کوئی شخص علی کو یہ خبر پہنچادے کہ وہ ہمارے لیے پانی مہیا کر دیں۔ جب حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے آپ کے لیے پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھجوادیئے۔ مگر وہ پانی بمشکل تمام آپ تک پہنچا کہ اس کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی غلام زخمی ہو گئے۔

اس واقعہ سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ لوگ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادگان یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا کہ تم دونوں اپنی اپنی تلواریں لے کر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دروازہ پر جاؤ پھرے داروں کی طرح ہوشیار کھڑے رہو اور خبردار کسی بھی بلوائی کو اندر ہر گز نہ جانے دو۔ اسی طرح حضرت طلحہ حضرت زبیر اور دیگر اکابر صحابہ رَضَوْنَا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ نے اپنے اپنے صاحبزادگان کو امیر المؤمنین کے دروازہ پر بھیج دیا جو برابر نہایت مستعدی کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے رہے۔^(۱)

... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۱۷)

جان دینا قبول ہے، پر خون ریزی نہیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمة والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب بلوایوں نے محاصرہ سخت کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما چند مہاجرین کے ساتھ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور ان سے کہنے لگے کہ یہ جس قدر بلوائی آپ پر چڑھ آئے ہیں یہ وہی ہیں جو ہماری تلواروں سے مسلمان ہوئے ہیں اور اب بھی ڈر کے مارے کپڑے ہی میں پاخانہ کیے دیتے ہیں۔ یہ سب شیخیاں اور اونچی اونچی اڑانیں اس سبب سے ہیں کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کلمہ کی حرمت کا پاس و لحاظ کرتے ہیں۔ اگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حکم دیں تو ہم ان کو ان کی حقیقت معلوم کر ادیں اور ان کی بھولی ہوئی بات پھر ان کو یاد دلا دیں۔

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: خدا کی قسم! ایسی بات نہ کہو صرف میری جان کی خاطر اسلام میں ہر گز پھوٹ نہ پیدا کرو۔

پھر آپ کے سارے غلام جو ایک فوج کے برابر تھے۔ اسباب و ہتھیار سے تیار ہو کر آپ کے سامنے آئے اور بڑی بے چینی و بے قراری کے ساتھ آپ سے کہنے لگے کہ ہم وہی تو ہیں جن کی تلواروں کی تاب خراسان سے افریقہ تک

کوئی نہ لاسکا۔ اگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اجازت فرمائیں تو ہم مغروروں کو ان کے کام کا تماشا دکھادیں۔ گفتگو اور بات چیت سے ان کی درستگی نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ کلمہ کی حرمت کے سبب ہمیں کوئی نہیں چھیڑے گا۔ اسی لیے وہ راہِ راست پر نہیں آتے اور آپ کی نیز دیگر صحابہ کرام کی باتوں کو ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے لہذا ہمیں آپ ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے غلاموں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری رضا و خوشنودی چاہتے ہو اور میری نعمت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتھیار کھول دو اور اپنی اپنی جگہوں پر جا کر بیٹھو اور سن لو کہ تم لوگوں میں سے جو غلام بھی ہتھیار کھول دے اس کو میں نے آزاد کر دیا۔

”وَاللّٰهُ لَآنْ أَقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ“

یعنی اللہ کی قسم! خونریزی سے پہلے میرا قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خونریزی کے بعد قتل کیا جاؤں۔ مطلب یہ ہے کہ میری شہادت لکھ دی گئی ہے اور اللہ کے رسول پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی بشارت مجھ کو دے دی ہے۔ اگر تم لوگوں نے بلوائیوں سے جنگ بھی کی تو بھی میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا لہذا ان سے لڑنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔^(۱)

... (تحفة اثنا عشرية، مطابع عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طعن دہم، ص ۳۲۷)

بلوایوں کا آپ کو شہید کر دینا:

محمد بن ابو بکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر ایسا سخت پہرہ ہے کہ اندر پہنچنا بہت مشکل ہے تو انہوں نے حضرت عثمان غنی پر تیر چلانا شروع کیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہو گئے۔ ایک تیر مروان کو بھی لگا۔ محمد بن طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی زخمی ہو گئے اور ایک تیر سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے غلام قنبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی زخمی ہو گئے۔

محمد بن ابو بکر نے جب ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو خوف لاحق ہوا کہ بنی ہاشم اگر حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور دوسرے لوگوں کو زخمی دیکھ لیں گے تو وہ بگڑ جائیں گے اس طرح ایک نئی مصیبت پیدا ہو جائے گی۔ لہذا انہوں نے دو آدمیوں کے ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر بنی ہاشم اس وقت آگئے اور انہوں نے حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو وہ ہم سے اُلجھ پڑیں گے اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ لہذا ہمارے ساتھ چلو ہم پڑوس کے مکان میں پہنچ کر (حضرت) عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ اس گفتگو کے بعد محمد بن ابو بکر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک انصاری کے مکان میں گھس گئے اور وہاں سے چھت پھاند کر حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مکان میں پہنچ گئے۔ ان لوگوں کے پہنچنے کی دوسرے لوگوں کو خبر نہ ہوئی اس لیے کہ جو لوگ گھر پر موجود

تھے وہ چھت پر تھے۔ نیچے امیر المؤمنین کے پاس صرف ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے محمد بن ابو بکر نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس پہنچ کر ان کی داڑھی پکڑ لی تو امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا: اگر تمہارے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تجھے میرے ساتھ ایسی کستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو وہ کیا کہتے۔ اس بات کو سن کر محمد بن ابو بکر نے ان کی داڑھی چھوڑ دی لیکن اسی درمیان میں ان کے دونوں ساتھی آگئے جو امیر المؤمنین پر چھٹ پڑے اور ان کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ“

جب حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر حملہ ہوا اور دشمن ان کو شہید کر رہے تھے اس وقت آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بہت چیخی چلائیں لیکن بلوائیوں نے چونکہ بڑا شور و غوغا کر رکھا تھا اس لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی چیخ و پکار کو کسی نے نہیں سنا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بعد وہ کوٹھے پر گئیں اور لوگوں کو بتایا کہ امیر المؤمنین شہید کر دیئے گئے۔ لوگوں نے نیچے اتر کر دیکھا تو حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا پورا جسم خون آلود تھا اور ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔^(۱)

... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۱۸/۳۹)

..... بعض روایتوں میں ہے کہ شہادت کے وقت حضرت عثمان

غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے جب تلوار لگی تو آیت

کریمہ ﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ ﴾ پر خون کے چند قطرات پڑے۔^(۱)

..... اور آپ کی بیوی صاحبہ حضرت نائلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے تلوار

کے وار کو جب اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔^(۲)

حضرت علی کی برہمی:

جب حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ

واہلِ مَدِينَةِ رَضُوا بِاللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ کو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کی خبر ملی تو

سب کے ہوش اڑ گئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مکان پر آئے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

کو شہید دیکھ کر سب نے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھا اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ

تَعَالَى عَنْهُ کو اس صورت حال سے اتنا غصہ پیدا ہوا کہ حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ

تَعَالَى عَنْهُ کو ایک طمانچہ اور حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سینے پر ایک گھونسا

مارا اور فرمایا: ”كَيْفَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْتُمْ عَلَى الْبَسَابِ“ یعنی جب

کہ تم دونوں دروازوں پر موجود تھے تو امیر المؤمنین کیسے شہید کر دیئے گئے۔ پھر

۱... (الدر المنثور، سورة البقرة، تحت الآية ۱۳۷، ۱/۳۲۰)

۲... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۳۰۷)

آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سخت سست اور بُرا بھلا کہا۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ پڑوس کے مکان سے کود کر آئے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ سے دریافت فرمایا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے شہید کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو تو نہیں جانتی جنہوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جنہوں نے امیر المؤمنین کی داڑھی بھی پکڑی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر قتل کے بارے میں ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سچ کہتی ہیں۔ بے شک میں گھر کے اندر ضرور داخل ہوا تھا اور قتل کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن جب انہوں نے میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔ میں اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہوں

اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے ان کو قتل نہیں کیا ہے۔^(۱)

قاتل کون تھا:

ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے کنانہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو جس نے شہید کیا وہ مصر کارہنے والا تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس کا نام ”حمار“ تھا۔^(۲)

..... اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے قاتل کا نام ”آسود“ تھا۔^(۳)

بہت ممکن ہے کہ محمد بن ابو بکر کے ساتھ دو بلوائی جو کہ آپ کے مکان

میں کودے تھے، اس میں سے ایک کا نام ”حمار“ اور دوسرے کا نام ”آسود“ رہا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شہادت کی تاریخ:

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ۳۵ھ ماہ ذی الحجہ کے ایام تشریق

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۳۱۹)

۲... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۳۰۸)

۳... (الریاض النضرۃ، الفصل الحادی عشر، ذکر من قتلہ، ۲/۷۲)

میں شہید ہوئے جب کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے جنازہ کی نماز حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پڑھائی اور آپ حش کو کب کے مقام پر جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔^(۱)

در مشور قرآن کی سلک بھی زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قیص ہدیٰ حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم سیدنا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

منقبت در حضرت عثمان غنی

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا
جو دل کو ضیاء دے جو مقدر کو جلا دے وہ جلوہ دیدار ہے عثمان غنی کا
جس آئینہ میں نور الہی نظر آئے وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا
اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا
رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا فیضان مددگار ہے عثمان غنی کا

۱... (الریاض المنصرۃ، الفصل الحادی عشر، ذکر تاریخ مقتلہ، ۲/۳۷) (اسد الغابۃ، عثمان بن عفان، مقتلہ، ۳/۲۱۷) (الصواعق المحرقة، الباب السابع فی فضائلہ، الفصل الثالث، ص ۱۱۱)

مشق

(۱) سوال: آنکھوں میں زنا کے اثرات کی خبر دینا کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب پر دلالت کرتا ہے نیز یہ روایت کس عقیدہ اہلسنت کی مؤید ہے.....؟

(۲) سوال: ”ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے“ یہ کس کی صدا تھی اور کیوں.....؟

(۳) سوال: بلوایوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان عالیشان کا محاصرہ کیوں کیا نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان کو ان کے حوالے کیوں نہ فرمایا.....؟

(۴) سوال: محاصرے کے دوران پانی پہنچانے کا انتظام کس نے کیا نیز ”خونریزی سے پہلے میرا قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے“ یہ جملہ کس کا ہے نیز کب فرمایا.....؟

(۵) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کب ہوئی نیز وقت شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس عبادت میں مصروف تھے.....؟

(۶) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے کون تھے نیز خبر ملنے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت کیا تھی.....؟

امیر المؤمنین

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

دُنیا میں بے شمار انسان پیدا ہوئے جن میں سے اکثر ایسے ہوئے کہ ان میں کوئی کمال و خوبی نہیں اور بعض لوگ ایسے ہوئے جو صرف چند خوبیاں رکھتے تھے مگر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی وہ ذاتِ گرامی ہے جو بہت سے کمال و خوبیوں کی جامع ہے کہ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم شیر خدا بھی ہیں اور دامادِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بھی۔ حیدرِ کرار بھی ہیں اور صاحبِ ذوالفقار بھی، حضرت فاطمہ الزہراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے شوہرِ نامدار بھی اور حسنینِ کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے والدِ بزرگوار بھی۔ صاحبِ سخاوت بھی اور صاحبِ شجاعت بھی۔ عبادت و ریاضت والے بھی اور فصاحت و بلاغت والے بھی، حلم والے بھی اور علم والے بھی۔ فاتحِ خیبر بھی اور میدانِ خطابت کے شہسوار بھی۔ غرض کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بہت سے کمالات و خوبیوں کے جامع ہیں اور ہر ایک میں ممتاز و یگانہ ہیں۔ اسی لیے دُنیا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو مظہرِ العجائب والغرائب سے یاد کرتی ہے اور قیامت تک اس طرح یاد کرتی رہے گی۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
باب فضل و ولایت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیرزن شاہِ خیبرِ ہنکن
پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نام و نسب:

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام ”علی بن ابی طالب“ اور کنیت ”ابو الحسن و ابو تراب“ ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم ہے اور یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔^(۱)

..... آپ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔^(۲) آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ واقعہ فیل کے ۳۰ سال بعد پیدا ہوئے۔

۱... (معرفة الصحابة، معرفة نسبة علي بن ابي طالب، ۱/ ۹۵)

۲... (اسد الغابة، علي بن ابي طالب، ۳/ ۱۰۰)

سرکارِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پرورش میں

اور اعلانِ نبوت سے پہلے ہی مولائے کل سید المرسل جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پرورش میں آئے کہ جب قریشِ قحط میں مبتلا ہوئے تھے تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابو طالب پر عیال کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت علی کَرَمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو لے لیا تھا۔ اس طرح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سائے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پرورش پائی اور انہیں کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جمالِ جہاں آراء دیکھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی باتیں سنیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی عادتیں سیکھیں۔ اس لیے بتوں کی نجاست سے آپ کَرَمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا دامن کبھی آلودہ نہ ہوا یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کبھی بت پرستی نہ کی اور اسی لیے ”کرم اللہ تعالیٰ وجہہ“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب ہوا۔^(۱)

آپ کا قبولِ اسلام

حضرت علی کَرَمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نو عمر لوگوں میں سب سے پہلے

۱... (الصواعق المحرقة، الباب التاسع، ص ۱۲۰) (الریاض النضرۃ، الفصل الرابع فی اسلامہ،

۱۰۹/۳، جزء ۳) (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/۳۳۶)

اسلام سے مشرف ہوئے۔

کس عمر میں اسلام لائے:

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایمان لائے اس وقت آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عمر مبارک دس سال تھی بلکہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق نو سال اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سال اور کچھ لوگ اس سے بھی کم بتاتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ”تنزیہ المکانة الحیدریہ“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بوقت قبول اسلام آپ کی عمر آٹھ دس سال تھی۔^(۱)

اسلام قبول کرنے کا سبب:

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اسلام قبول کرنے کی تفصیل محمد بن اسحاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اس طرح بیان کی ہے کہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کہ آپ لوگ یہ کیا کر رہے

۱... (الطبقات الکبریٰ، علی بن ابی طالب، ۱۵/۳) (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/۲۳۳)

تھے...؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا دین ہے جس کو اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنے رسول کو بھیجا ہے لہذا میں تم کو بھی ایسے معبود کی طرف بلاتا ہوں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تم کو اسی کی عبادت کا حکم دیتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کہا کہ جب تک میں اپنے باپ ابوطالب سے دریافت نہ کر لوں اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو راز کافاش ہونا منظور نہ تھا اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو ابھی اس معاملہ کو پوشیدہ رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ اس وقت رات میں ایمان نہیں لائے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایمان کو واضح کر دیا تھا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیش کی ہوئی ساری باتوں کو قبول کر لیا اور اسلام لے آئے۔^(۱)

(۱)... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۰۱)

آپ کی ہجرت

سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جب خدائے تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کَرِيمُ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے لہذا میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی قریش کی ساری امانتیں جو میرے پاس رکھی ہوئی ہیں ان کے مالکوں کو دے کر تم بھی مدینے چلے آنا۔

یہ موقع بڑا ہی خوفناک اور نہایت خطرہ کا تھا۔ حضرت علی کَرِيمُ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو معلوم تھا کہ کفار قریش سونے کی حالت میں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اسی لیے خدائے تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنے بستر پر سونے سے منع فرما دیا ہے۔ آج حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا بستر قتل گاہ ہے لیکن اللہ کے محبوب دانائے خفایا وغیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان سے کہ ”تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی قریش کی امانتیں دے کر تم بھی مدینہ چلے آنا۔“ حضرت علی کَرِيمُ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو پورا یقین تھا کہ دشمن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے میں زندہ

رہوں گا اور مدینہ ضرور پہنچوں گا لہذا سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا بستر جو آج بظاہر کانٹوں کا بچھونا تھا وہ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے لیے پھولوں کی بیج بن گیا اس لیے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے مگر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فرمان کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ فرماتے ہیں کہ میں رات بھر آرام سے سو یا صبح اُٹھ کر لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو سونپنا شروع کیں اور کسی سے نہیں چھپا۔ اسی طرح مکہ میں تین دن رہا پھر امانتوں کے ادا کرنے کے بعد میں بھی مدینہ کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں بھی کسی نے مجھ سے کوئی تعرض نہ کیا یہاں تک کہ میں قبائیں پہنچا۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حضرت کلثوم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے مکان میں تشریف فرماتھے میں بھی وہی ٹھہر گیا۔^(۱)

أُخُوْتُ رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے داماد

۱... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، بجزتہ، ۴/۱۰۴) (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، الفصل

الخاص فی بجزتہ، ۲/۱۱۳، جزہ ۳)

اور چچا زاد بھائی ہونے کے ساتھ ”عقدِ مواخاة“ میں بھی آپ کے بھائی ہیں۔

جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جب مدینہ طیبہ میں اُخوت یعنی بھائی چارہ قائم کیا کہ دو دو صحابہ کو بھائی بنایا تو حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سارے صحابہ کے درمیان اُخوت قائم کی۔ ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا مگر مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا میں یوں ہی رہ گیا تو سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”أَنْتَ أَخِي فِي السُّنْيَا وَالْأَخِيرَةِ“ یعنی تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔^(۱)

﴿.....جنت میں لے جانے والے اعمال.....﴾

حضرت سیّدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرآنِ قلب و سیدِ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ”یا رسول اللہ عَسَوْ وَحَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ایسے لوگ تو اس وقت بہت ہیں۔“ آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔“ (المستدرک، الحدیث: ۷۱۵۵، ج ۵، ص ۱۴۲)

۱... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۴۱، ۳۰۱/۵)



(۱) سوال: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام و نسب نیز بچپن

کے حالات بیان کیجئے.....؟

(۲) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ تفصیلاً بیان کیجئے

نیز اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارکہ کیا تھی.....؟

(۳) سوال: ”دشمن مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، میں زندہ

رہوں گا“ یہ کس کا قول ہے نیز کب فرمایا.....؟

(۴) سوال: ”تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو“ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ

سَلِّیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ کب، کس سے فرمایا.....؟

﴿.....علم سیکھنے سے آتا ہے.....﴾

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

”علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ و فہم و فکر سے حاصل ہوتی ہے

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ

بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے

ہیں جو علم والے ہیں۔“ (المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

آپ کی شجاعت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری شہرہ آفاق ہے۔ عرب و عجم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ بازو کے سکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب و دبدبہ سے آج بھی بڑے بڑے پہلوانوں کے دل کانپ جاتے ہیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ و سلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اس لیے اس میں حاضر نہ ہو سکے باقی تمام غزوات و جہاد میں شریک ہو کر بڑی جانبازی کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔^(۱)

جنگ بدر میں شجاعت:

جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسود بن عبدالاسد مخزومی کو کاٹ کر جہنم میں پہنچایا تو اس کے بعد کافروں کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر میدان میں نکلا اور چلا کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ و سلم)! اشرافِ قریش میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ و سلم نے یہ سن کر فرمایا: اے بنی ہاشم!

... (اسد الغابہ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۰۱)

اٹھو اور حق کی حمایت میں لڑو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کو سُن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُمْ دشمن کی طرف بڑھے۔ لشکر کا سردار عتبہ حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے مقابل ہوا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ ولید جسے اپنی بہادری پر بہت بڑا ناز تھا وہ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْہَهُ الْکَرِیْم کے مقابلہ کے لیے مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا اور ڈینگلیں مارتا ہوا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ پر حملہ کیا مگر شیر خدا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْہَهُ الْکَرِیْم نے تھوڑی ہی دیر میں اسے مار گرایا اور ذوالفقار حیدری نے اس کے گھمنڈ کو خاک و خون میں ملا دیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کو زخمی کر دیا ہے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا اور اسے بھی جہنم میں پہنچا دیا۔^(۱)

جنگِ احد میں شجاعت:

اور جنگِ احد میں جب کہ مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آگئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے تو اس وقت سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی کافروں کے گھیرے میں آگئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ

(۱) ... (سیرة ابن ہشام، ذکر رؤیاء تکذبت عبدالمطلب، جزء ۱، ص ۵۵۲)

اے مسلمانو! تمہارے نبی قتل کر دیئے گئے۔ اس اعلان کو سُن کر مسلمان بہت پریشان ہو گئے یہاں تک کہ ادھر ادھر تتر بتر ہو گئے بلکہ ان میں سے بہت لوگ بھاگ بھی گئے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَبِيرِیْمُ فرماتے ہیں کہ جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو پہلے میں نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو زندوں میں تلاش کیا مگر نہیں پایا پھر شہیدوں میں تلاش کیا وہاں بھی نہیں پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میدانِ جنگ سے بھاگ جائیں لَمَّا اللهُ تَعَالَى نے اپنے رسولِ پاک صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو آسمان پر اُٹھالیا۔ اس لیے اب بہتر یہی ہے کہ میں بھی تلوار لے کر کافروں میں گھس جاؤں یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار لے کر ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے اور میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو دیکھ لیا تو مجھے بے انتہا خوشی ہوئی اور میں نے یقین کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ اپنے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی حفاظت فرمائی ہے۔ میں دوڑ کر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پاس جا کر کھڑا ہوا کفار گروہ در گروہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر حملہ کرنے کے لیے آنے لگے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علی! ان کو روکو تو میں نے تمہا ان سب کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور کئی ایک کو قتل بھی کیا۔

اس کے بعد پھر ایک گروہ اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کی نیت سے بڑھا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر میری طرف اشارہ فرمایا تو میں نے پھر اس گروہ کا اکیلے مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میری بہادری اور مدد کی تعریف کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

”إِنَّہٗ مِیْسِنٌ وَآنَامِئُہٗ“ یعنی بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے

ہوں مطلب یہ ہے کہ علی کو مجھ سے کمالِ قرب حاصل ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کو سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ”وَآنَامِئُکُمَا“ یعنی میں تم دونوں سے ہوں۔^(۱)

سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہید ہو جانے کی نیت سے کافروں کے جتھے میں تنہا گھس جانا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے والے گروہ در گروہ سے اکیلے مقابلہ کرنا آپ کی بے مثال بہادری اور انتہائی دلیری کی خبر دیتا ہے۔ ساتھ ہی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کے عشق اور سچی محبت کا بھی پتا دیتا ہے۔

”رضی اللہ عنہ وارضاه عننا“

۱... (الکامل فی التاریخ، ذکر غزوة احد، ۲/۳۸)

کے بعد شیر خدا نے اسے موت کے گھاٹ اتار کر جہنم میں پہنچا دیا۔^(۱)

..... اور محمد بن اسحاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کہتے ہیں کہ عمرو بن عبدود میدان

میں اس طرح نکلا کہ لوہے کی زر ہیں پہنے ہوئے تھا اور اس نے بلند آواز سے

کہا: ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں آئے؟ اس آواز کو سن کر حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى

وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کھڑے ہوئے اور مقابلہ کے لیے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے

اجازت طلب کی۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، یہ عمرو بن

عبدود ہے۔ دوسری بار عمرو نے پھر آواز دی کہ میرے مقابلہ کے لیے کون آتا

ہے؟ اور مسلمانوں کو ملامت کرنی شروع کی۔ کہنے لگا: تمہاری وہ جنت کہاں ہے

جس کے بارے میں تم دعویٰ کرتے ہو کہ جو بھی تم میں سے مارا جاتا ہے وہ سیدھے

اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ میرے مقابلہ کے لیے کسی کو کیوں نہیں کھڑا کرتے

ہو۔ دوبارہ پھر حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے کھڑے ہو کر حضور صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اجازت طلب کی، مگر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پھر

وہی فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ تیسری بار عمرو نے پھر وہی آواز دی اور کچھ اشعار بھی

پڑھے۔ راوی کا بیان ہے کہ تیسری بار حضرت علی نے کھڑے ہو کر حضور صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں

۱... (تاریخ مدینة دمشق، علی بن ابی طالب، ۷۸/۲۲)

اس کے مقابلہ کے لیے نکلوں گا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے عرض کیا: چاہے عمرو ہی کیوں نہ ہو۔ تیسری بار حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اجازت دے دی۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ چل کر اس کے پاس پہنچے اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔

اے عمرو! جلدی نہ کر، جو عاجز نہیں ہے وہ تیرے پاس تیری آواز کا جواب دینے والا سچی نیت اور بصیرت کے ساتھ آگیا اور ہر کامیاب ہونے والے کو سچائی ہی نجات دیتی ہے۔

مجھے پوری امید ہے کہ میں تیرے جنازہ پر ایسی ضربِ وسیع سے نوحہ کرنے والیوں کو قائم کروں گا کہ جس کا ذکر لوگوں میں باقی رہے گا۔

عمرو نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے کہا: عبد مناف کے بیٹے ہو؟ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تیرے چچاؤں میں سے ایسے بھی تو ہیں جو عمر میں تجھ سے زیادہ ہیں میں تیرا خون بہانے کو بُرا سمجھتا ہوں۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے فرمایا: مگر خدا کی قسم! میں تیرا خون بہانے کو قطعاً بُرا نہیں سمجھتا۔ یہ سن کر وہ غصہ سے تلملا اٹھا گھوڑے سے اتر کر آگ کے شعلہ جیسی تلوار سونت لی۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کی طرف

لپکا اور ایسا زبردست وار کیا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ڈھال پر روکا تو تلوار اسے پھاڑ کر گھس گئی یہاں تک کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سر پر لگی اور زخمی کر دیا۔ اب شیر خدا نے سنبھل کر اس کے کندھے کی رگ پر ایسی تلوار ماری کہ وہ گر پڑا اور غبار اڑا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے نعرۂ تکبیر سنا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيم نے اسے جہنم پہنچا دیا۔ شیر خدا کی اس بہادری اور شجاعت کو دیکھ کر میدانِ جنگ کا ایک ایک ذرہ زبانی حال سے پکار اٹھا۔

شاہِ مرداں ، شیرِ یزداں ، قوتِ پروردگار
لَا قِتْلِي إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقْدَرِ

یعنی حضرت علی بہادروں کے بادشاہ، خدا کے شیر اور قوتِ پروردگار ہیں۔ ان کے سوا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔^(۱)

اسی طرح جنگِ خیبر کے موقع پر بھی حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيم نے شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے ہیں۔ جن کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا اور لوگوں کے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتا رہے گا۔

قلعہ خیبر کی فتح:

خیبر کا وہ قلعہ جو مرہب کا پایہ تخت تھا۔ اس کا فتح کرنا آسان نہ تھا۔

۱... (تاریخ مدینة دمشق، علی بن ابی طالب، ۴۸/۳۲) (الکامل فی التاریخ، ذکر غزوة احد، ۳۸/۲)

اس قلعہ کو سر کرنے کے لیے سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو جھنڈا عنایت فرمایا اور دوسرے دن حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو عطا فرمایا لیکن فاتحِ خیبر ہونا تو کسی اور کے لئے مقدر ہو چکا تھا اس لیے ان حضرات سے وہ فتح نہ ہوا۔ جب اس مہم میں بہت زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خدائے تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ شخص اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (جل جلالہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)

حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اس خوشخبری کو سن کر صحابہ کرام نے وہ رات بڑی بے قراری میں کاٹی اس لیے کہ ہر صحابی کی یہ تمنا تھی کہ اے کاش! رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کل صبح ہمیں جھنڈا عنایت فرمائیں تو اس بات کی سند ہو جائے کہ ہم اللہ ورسول کو محبوب رکھتے ہیں اور اللہ ورسول ہمیں چاہتے ہیں۔ اور اس نعمتِ عظمیٰ و سعادتِ کبریٰ سے بھی سرفراز ہو جاتے کہ فاتحِ خیبر بن جاتے۔ اس لیے کہ وہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ ان کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اس کی کیا خبر؟ بلکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ کل ہو کر رہے گا۔ اس میں ذرہ برابر فرق نہیں ہو سکتا۔

جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام رَضُوا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اُمیدیں لیے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ادب کے ساتھ دیکھنے لگے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ آج کس کو سرفراز فرماتے ہیں سب کی ارمان بھری نگاہیں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لب مبارک کی جنبش پر قربان ہو رہی تھی کہ سرکار نے فرمایا: ”أَيُّنَ عَلِيٌّ بِنُ أَبِي طَالِبٍ“ یعنی علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلالائے۔ جب حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ لائے گئے تو رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ ”فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَاسْلَمَ فَمِنْ عَيْنَيْهِ فَبَسْرًا“ اور ان کی آنکھیں اس طرح اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ نرمی سے

کام لو پہلے انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور پھر بتلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر کیا حقوق ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری کوشش سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو وہ تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگا۔^(۱)

جنگِ خیبر میں شجاعت:

اسلام قبول کرنے یا صلح کرنے کے بجائے حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے مقابلہ کرنے کے لیے مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا۔

قَدْ عَلِمْتُ خَيْبِرُ أَيُّ مَرْحَبٍ
شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٍ مُجَرَّبٍ

یعنی بے شک خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لیس،
بہادر اور تجربہ کار ہوں۔ حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اس کے جواب
میں رجز کا یہ شعر پڑھا۔

أَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي أُمِّي حَيْدَرَهُ
كَلَيْتَ عَابَاتٍ كَرِيهِهِ الْمَنْظَرَهُ

یعنی میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام ”شیر“ رکھا ہے۔ میری
صورت جھاڑیوں میں رہنے والے شیر کی طرح خوفناک ہے۔

۱... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، الحدیث: ۳۷۰۱/۲، ۵۳۲) (البدایۃ والنہایۃ، ۳/۳۵۹)

مرحب بڑے گھمنڈ سے آیا تھا لیکن شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے سر کو کاٹی ہوئی دانتوں تک پہنچ گئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فتح کا اعلان فرمادیا۔^(۱)

حیدر کرار کی طاقت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس روز آپ نے خیبر کا دروازہ اپنی پیٹھ پر اٹھالیا تھا اور اس پر مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ جب لوگوں نے اسے کھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنا چاہا تو چالیس آدمیوں سے کم اسے اٹھانہ سکے۔^(۲)

آپ کا حلیہ:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ و وجہہ الکریم جسم کے فرہ تھے۔ اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قوی اور میانہ قد مائل بہ پستی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ دیگر اعضاء کے اعتبار سے کسی قدر بھاری تھا۔ مونڈھوں کے درمیان کا گوشت بھرا ہوا تھا۔ پیٹ سے نیچے کا

۱... (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوة ذی قرد وغیرہا، الحدیث: ۱۸۰۷، ص ۱۰۰۵)

۲... (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، الفصل السادس فی خصائصہ، ۱۵۱/۲، جزء ۳)

جسم بھاری تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ تمام جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔ آپ کی ریش مبارک گھنی اور دراز تھی۔^(۱)

یہودی کو لا جواب کر دیا:

مشہور ہے کہ ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی ٹھوڑی پر صرف چند گنتی کے بال تھے اور حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور لمبی تھی۔ ایک دن وہ یہودی حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ سے کہنے لگا: اے علی! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں اور تم بساب مدینۃ العلم ہو تو بتاؤ قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے فرمایا: ہاں! سورۃ اعراف میں ہے: ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِأَذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۗ كَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْأَيْسِرَ لِلسَّوْمِرِ بِشُكْرُونَ﴾

یعنی جو اچھی زمین ہے اس کی ہریالی اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے

۱... (معرفة الصحابة، معرفة نسبة علي بن ابي طالب، ۹۶/۱) (الرياض النضرة، علي بن ابي

طالب، الفصل الثالث في صفاته، ۱۰۶/۲، جزء ۳)

اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتی مگر تھوڑی بمشکل۔^(۱)

تو اے یہودی وہ اچھی زمین ہماری ٹھوڑی ہے اور خراب زمین تیری
ٹھوڑی۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا علم بہت وسیع تھا کہ
اپنی گھنی داڑھی اور یہودی کی مختصر داڑھی کا ذکر آپ نے قرآن مجید میں ثابت
کرد رکھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن سارے علوم کا خزانہ ہے مگر لوگوں کی عقلیں
اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایک شاعر نے بہت خوب کہا ہے۔

جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لَكِنْ
تَقَاصَرَ عَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ

..... تعریف اور سعادت ﴿﴾

حضرت سیدنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی
(متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول عزوجل کو
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہے دنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی
ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔“

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الایۃ: ۷۱، ج ۴، ص ۳۸۸)

... (سورۃ الاعراف، الایۃ ۵۸، پ ۸)



(۱) سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگ بدر میں شجاعت کا واقعہ تفصیلاً بیان کیجئے.....؟

(۲) سوال: جنگ احد میں کفار نے کیا افواہ اڑائی تھی نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سن کر کیا فیصلہ کیا.....؟

(۳) سوال: ”علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہو“ یہ بشارت سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کب عطا فرمائی.....؟

(۴) سوال: جنگ خندق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن عبدود کے مقابلے کا تفصیلی ذکر کیجئے.....؟

(۵) سوال: اَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرَه

كَلَيْتِ عَابَاتٍ كَرِيهٍ الْمَنْظَرَه

مذکورہ شعر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب پڑھا تھا نیز اس کا ترجمہ کیجئے.....؟

(۶) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارکہ تفصیل سے بیان کیجئے نیز داڑھی کے متعلق پوچھنے والے یہودی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح لاجواب کر دیا.....؟

حضرت علیؑ اور احادیثِ کریمہ

حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں بلکہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جتنی حدیثیں آپ کی فضیلت میں ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں نہیں ہیں۔

مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ:

بخاری اور مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم فرمایا اور اپنے ساتھ نہیں لیا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ تو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ“ یعنی کیا

تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے البتہ فرق

صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔^(۱)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے کے وقت چالیس دن کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اسی طرح جنگ تبوک کی روانگی کے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جا رہا ہوں لہذا جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ ہماری بارگاہ میں تمہارا ہے۔ اس لیے اے علی! تمہیں خوش ہونا چاہیے تو ایسا ہی ہوا کہ اس خوشخبری سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تسلی ہو گئی۔

اعتراض و جواب

رافضی اس حدیث شریف سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بلا فصل ہونے کا استدلال کرتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خلیفہ مطلق نہیں بنایا تھا بلکہ ان کی خلافت محض خانگی امور کی نگرانی اور اہل و عیال کی دیکھ بھال کے لیے تھی اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

۱... (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الحدیث: ۲۴۰۴، ص ۱۳۱۰)

حضرت محمد بن مسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو مدینہ طیبہ کا صوبہ دار، حضرت سباع عرفطہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو مدینہ منورہ کا کو توال اور حضرت ابن اُمِ مکتوم کو اپنی مسجد کا امام بنایا تھا۔^(۱) (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) مزید جوابات کے لئے ”تحفہ اثنا عشریہ“ کا مطالعہ کریں۔

مؤمن بغض نہیں رکھ سکتا:

اور حضرت اُم سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مؤمن علی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔^(۲)

سبحان الله! حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کی کیا ہی بلند و بالا شان ہے کہ سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے محبت نہ کرنے کو منافق ہونے کی علامت ٹھہرایا اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بغض و عداوت رکھنے کو مؤمن نہ ہونے کا معیار قرار دیا۔ یعنی جو حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ سے محبت نہ کرے وہ منافق ہے اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے وہ مؤمن نہیں ہے۔

۱... (الصواعق المحرقة، الباب الاول، الفصل الخامس، ص ۵۰)

۲... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۳۸، ۳/۵، ۴۰۰)

جس نے آپ کو برا کہا:

اور حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّيْنِي“ یعنی جس نے علی کو بُرا بھلا کہا تو تحقیق اس نے مجھ کو بُرا بھلا کہا۔^(۱)

یعنی حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے اتنا قرب اور نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے انکی شان میں گستاخی و بے ادبی کی تو گویا کہ اس نے حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کی توہین کرنا حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی توہین کرنا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

علی بھی اس کے مولیٰ:

اور حضرت ابوالطفیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے ایک کھلے ہوئے میدان میں بہت سے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم دے کر تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ

۱... (سنن الكبرى لسائمی، کتاب الخصائص، باب قول النبی ﷺ من سب علیا... الحدیث: ۸۴۷۶، ۱۳۳/۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم غدیر میں میرے متعلق کیا ارشاد فرمایا تھا؟ تو اس مجمع سے تیس آدمی کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز فرمایا تھا:

“مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ اللَّهُ وَالْمَنْ وَالِاهُ وَعَادِمَنْ عَادَاهُ”

یعنی میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ یا اللہ عزوجل! جو شخص علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو شخص علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔^(۱) (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ)

شہر علم کا دروازہ:

اور طبرانی و بزار حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اور ترمذی و حاکم حضرت علی كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

“أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَيْهِ بَابُهَا”

دروازہ ہے۔^(۲)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث

۱... (المسند للإمام أحمد، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۵۰، ۱/۲۵۰)

۲... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، انامدینة العلم... الحدیث: ۳۶۹۳، ۴/۹۶)

حسن ہے اور جنہوں نے اس کو موضوع کہا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔^(۱)

علی کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے:

اور حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا :

”مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي“ یعنی جس نے علی سے محبت کی اس نے

مجھ سے محبت کی۔ ”وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهَ“ اور جس نے مجھ سے محبت کی

اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، ”وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ

أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهَ“

یعنی جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ

سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔^(۲)

محبت کرنے والے بھی ہلاک:

اور بزار، ابویعلیٰ اور حاکم حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيم سے روایت

کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے بلایا

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی الاحادیث الواردة فی فضله، ص ۱۳۵)

۲... (المعجم الکبیر، ابوظیفیل عن ام سلمة، الحدیث: ۹۰۱، ۲۳/۳۸۰)

اور فرمایا کہ تمہاری حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا) پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ ان کو اللہ، یا اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔

حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے فرمایا: تو کان کھول کر سن لو! میرے بارے میں بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گا اور میری ذات سے ان باتوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ اس قدر بغض و عداوت رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔^(۱)

اس حدیث شریف کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی۔ بے شک حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کے بارے میں دو فرقے گمراہ ہو کر ہلاک ہوئے۔ ایک رافضی اور دوسرے خارجی۔ رافضی اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو حد سے بڑھایا یہاں تک کہ ان کو خدا کہہ دیا (دیکھئے تحفہ اثنا عشریہ باب اوّل) اور خارجیوں نے ان سے اس قدر بغض و عداوت رکھی کہ ان کو کافر کہہ دیا۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

۱... (المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، قال علی بیہک فی محب مطری، الحدیث: ۲۶۸۰، ۴/۹۰)

”ابوتراب“ کنیت کیسے ہوئی:

حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ایک کنیت ابوتراب بھی ہے جیسا کہ شروع میں بتایا جا چکا ہے۔ جب کوئی شخص آپ کو ابوتراب کہہ کر پکارتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لطف و کرم کے مزے لیتے تھے اس لیے کہ یہ کنیت آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی سے عنایت ہوئی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز آپ مسجد میں آکر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر کچھ مٹی لگ گئی تھی کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے بدن کی مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا:

”قُمْ يَا أَبَاتَرَاب“ یعنی اے مٹی والے! اٹھو۔ اس روز سے آپ کی کنیت

ابوتراب ہو گئی۔^(۱) (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین:

حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خلفائے ثلاثہ میں سے ہر ایک کی خلافت کو بخوشی منظور فرمایا ہے اور کسی کی خلافت سے انکار نہیں کیا ہے جیسا کہ

... (صحیح ابن حبان، ذکر تسمیة المصطفیٰ علیا اباتراب، الحدیث: ۲۸۸۶، ۴۰/۶)

ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے حضرت حَسَن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَبِيرُ بِصْرَه تشریف لائے تو ابنُ الْكُوَاءِ اور قیس بن عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے کھڑے ہو کر آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں یہ بتائیے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے تو یہ بات کہاں تک سچ ہے؟ اس لیے کہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا، جب میں نے سب سے پہلے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کی تصدیق کی تو اب میں غلط بات آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اگر حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس طرح کا کوئی وعدہ مجھ سے کیا ہوتا تو میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے منبر پر نہ کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو انہیں ہاتھوں سے قتل کر ڈالتا، چاہے میرا ساتھ دینے والا کوئی نہ ہوتا۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ایک ایک وصال ہوا بلکہ کئی دن تک آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طبیعت ناساز رہی اور جب آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بیماری نے زور پکڑا اور مؤذن نے آپ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو نماز کے لیے بلا یا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور مشاہدہ فرماتے رہے۔ مؤذن نے پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو نماز کے لیے بلا یا حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے پھر حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمایا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے (یعنی حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا) حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امامت سے باز رکھنا چاہا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا کہ تم لوگ تو یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتیں ہو۔ ابو بکر صدیق سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا وصال ہو گیا تو ہم نے خلافت کے متعلق غور کرنے کے بعد پھر انہیں کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کر لیا جس کو پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہمارے دین یعنی نماز کے لیے منتخب فرمایا تھا چونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دین و دنیا دونوں کے قائم فرمانے والے تھے اس لیے ہم سب نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سچی بات یہی ہے کہ وہی اس کے اہل بھی تھے اسی لیے کسی نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت میں اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا

اور نہ کسی نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت سے روگردانی کی۔ اسی بنا پر میں نے بھی آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حق ادا کیا اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اطاعت کی میں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی۔ مالِ غنیمت یا بیت المال سے جو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دیا وہ ہم نے بخوشی قبول کیا اور جہاں کہیں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں یعنی حدود جاری کیں۔

پھر حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے فرمایا کہ جب حضرت ابو بکر

صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ حضرت ابو بکر صدیق کے بہترین جانشین اور سنتِ نبوی پر عمل کرنے والے تھے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیت کر لی۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے بالکل اختلاف نہیں کیا اور نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو اور ایک فرد بھی آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا۔ میں نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حقوق بھی ادا کیے اور پورے طور پر ان کی اطاعت کی اور ان کے لشکر میں بھی شریک ہو کر دشمنوں سے جنگ کی اور انہوں نے جو کچھ مجھے دیا میں نے خوشی سے لے لیا۔ انہوں نے مجھے لڑائیوں پر بھیجا میں نے دل کھول کر کافروں سے مقابلہ کیا اور

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ خلافت میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا نہیں دیں۔

حضرت علیؓ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پھر جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اپنی قرابت، اسلام لانے میں سبقت، اور اپنی دوسری فضیلتوں کی جانب دل میں غور کیا تو مجھے یہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو میری خلافت کے بارے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن غالباً حضرت عمر کو یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کر دیں کہ جس کے اعمال کا خود حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کے مقرر کرنے کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کیا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب ان چھ ممبروں نے انتخابِ خلیفہ کے لیے اجلاس طلب کیا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ اب خلافت میرے سپرد کر دی جائے گی۔ یہ کمیٹی میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھی کو خلیفہ منتخب کرے گی۔ جب کمیٹی کے سب افراد جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہم لوگوں سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر فرمادے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو خوشی سے بجالائیں گے۔ اس کے بعد

عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ اصل میں دوسرے کی بیعت کے لیے تھا۔ بہر حال میں نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ پر بھی بیعت کر لی اور خلیفہ اول و دوم کی طرح ان کی اطاعت بھی قبول کر لی۔ ان کے حقوق ادا کیے۔ ان کی سرکردگی میں جنگیں لڑیں، ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں بھی دیں۔

پھر حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن سے میں نے نماز کے سبب بیعت کی تھی وصال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی رخصت ہو گئے۔ لہذا یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے باشندوں نے اور کوفہ و بصرہ کے رہنے والوں نے میری بیعت کر لی۔ اب خلافت کے لیے میرے مقابل وہ شخص کھڑا ہوا ہے (یعنی حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) جو قرابت، علم اور سبقتِ اسلام میں میرے برابر نہیں۔ اس لیے میں اس شخص کے مقابلہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔^(۱)

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، علی بن ابی طالب، ۴۲/۴۲) (تاریخ الخلفاء، فصل فی نبذ من اخبار علی،

حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے اس تفصیلی بیان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ان کو خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا تھا اور نہ ان سے اس قسم کا کوئی وعدہ فرمایا تھا اسی لیے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت سے انکار نہیں کیا اور نہ ان کی مخالفت کی بلکہ ہر طرح سے ان کا تعاون کیا اور ان کے عطیات کو قبول فرمایا۔

خلفائے راشدین کی ترتیب میں حکمت:

دراصل راز یہ ہے کہ اگر حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بلا فصل خلیفہ منتخب ہو جاتے تو خلفائے ثلاثہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت و نیابت کی نعمت سے سرفراز نہ ہو پاتے۔ سب حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے عہد ہی میں انتقال کر جاتے حالانکہ علمِ الہی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ وہ تینوں حضرات بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت سے سرفراز ہوں گے تو خدائے تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اسی ترتیب سے خلیفہ منتخب کریں کہ جس ترتیب کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں تاکہ ان میں سے کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت سے محروم نہ رہے۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)



(۱) سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک میں کیوں شرکت نہ کر سکے نیز اس موقع پر سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا فرمایا.....؟

(۲) سوال: غزوہ تبوک کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خلیفہ بنایا، یہ حدیث کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بلا فصل پر دلالت نہیں کرتی.....؟

(۳) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والوں کے متعلق کیا وعیدات ہیں.....؟

(۴) سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت علمی پر کونسی حدیث دلالت کرتی ہے.....؟

(۵) سوال: سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون باتوں میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے تشبیہ دی.....؟

(۶) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ”ابوتراب“ کیسے ہوئی.....؟

(۷) سوال: خلافت کے متعلق کسی وعدے کے بارے میں جب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جواب ارشاد فرمایا نیز مصنف علیہ الرحمۃ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ چہارم ہونے کی کیا حکمت بیان کی ہے.....؟

آپ کا علم

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم علم کے اعتبار سے بھی علمائے صحابہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی حدیثیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے اور فیصلے اسلامی علوم کے انمول جواہر پارے ہیں۔

صحابہ کرام کے نزدیک علمی مقام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ہمیشہ درست ہی جواب پایا۔

..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ علی سے زیادہ مسائل شرعیہ کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔^(۱)

..... اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں علم فراغ اور مقدمات کے فیصلہ کرنے میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

(۱) (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، ذکر اختصاصہ بانہ اعلم الناس... ۱۵۹/۲، جزء ۳)

سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں تھا۔^(۱)

..... اور حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ میں سوائے حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ

کے کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔^(۲)

..... اور حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے یہ بھی مروی ہے

کہ جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں کوئی مشکل مقدمہ پیش ہوتا اور

حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ موجود نہ ہوتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے

تھے کہ مقدمہ کا فیصلہ کہیں غلط نہ ہو جائے۔^(۳)

اگر علی نہ ہوتے تو:

مشہور ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سامنے ایک

ایسی عورت پیش کی گئی جسے زنا کا حمل تھا۔ ثبوت شرعی کے بعد آپ نے اس کو

سنگسار کا حکم فرمایا۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے یاد دلایا کہ حضور سید عالم

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد

۱... (الرياض النضرة، علی بن ابی طالب، ذکر اختصاصه بانہ افضی الامة... ۲/۶۷، جزء ۳)

۲... (اسد الغابة، علی بن ابی طالب، علمه رضی اللہ عنہ، ۳/۱۰۹)

۳... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، ص ۱۳۵)

سنگسار کیا جائے اس لیے کہ زنا کرنے والی عورت اگرچہ گنہگار ہوتی ہے مگر اس کے پیٹ کا بچہ بے قصور ہوتا ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کی یاد دہانی کے بعد حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا اور فرمایا: لَوْ لَا عَلِيُّ لَهَلَكَ عَمْرٌ يَعْنِي اِذَا كَرِهْتَ الْعَمْرَ لَهَلَكَ عَمْرُكَ اَوْ جَاءَتْكَ الْعَمْرُ لَهَلَكَ عَمْرُكَ (۱) (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)

آپ کے فیصلے:

حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے فیصلے ایسے عجیب و غریب اور نادر روزگار ہیں کہ جنہیں پڑھ کر بڑے بڑے عقلمندوں اور دانشوروں کی عقلیں حیران ہیں اور یہ سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک اور ان کی دعا کی برکت ہے۔

پھر فیصلہ میں کبھی دشواری نہ ہوئی:

خود حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجا چاہا تو میں نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں ابھی نا تجربہ کار جوان ہوں معاملات

... (الاستيعاب، باب حرف العين، ۲۰۶/۳)

طے کرنا نہیں جانتا ہوں اور آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ العالمین! اس کے قلب کو روشن فرمادے اور اس کی زبان میں تاثیر عطا فرمادے۔ قسم ہے اس ذات کی جو چھوٹے سے بیچ سے بڑا درخت پیدا کرتا ہے۔ اس دُعا کے بعد سے پھر کبھی مجھے کسی مقدمہ کے فیصلہ میں کوئی تردد نہیں رہا۔ بغیر کسی شک و شبہ کے میں نے ہر مقدمہ کا تصفیہ کر دیا۔^(۱)

اب آپ حضرات سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند فیصلے ملاحظہ فرمائیں۔

آقا اور غلام:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ اتفاق سے راستہ میں دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں۔ کوفہ پہنچ کر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اسے پہنچا جا۔

یہ مقدمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پہنچا۔ آپ نے خادمِ قبیر سے فرمایا کہ اس کمرہ کی دیوار میں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان

۱... (مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، وسماروی ابوالبختری، الحدیث: ۹۱۲، ۳/۱۲۵)

دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سران سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اے قنبر! رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تلوار لاؤ۔ جب حضرت قنبر تلوار لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: فوراً غلام کا سر کاٹ لو، اتنا سنتے ہی غلام نے فوراً اپنا سر اندر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اپنی حالت پر قائم رہا۔ اس طرح آپ کے اجلاس میں بغیر کسی گواہ و شہادت کے فیصلہ ہو گیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا۔ (عشرہ مبشرہ)

حقیقی ماں کون :

حضرت سہیل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئی حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے پاس آئیں دونوں کا کہنا تھا کہ یہ لڑکا ہمارا ہے آپ نے پہلے ان دونوں کو بہت سمجھایا لیکن جب ان کی ہنگامہ آرائی جاری رہی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حکم دیا آرہ لاؤ۔ انہوں نے پوچھا: آرہ کس لیے منگوا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھا آدھا دوں گا۔ حقیقت میں اس لڑکے کی جو ماں تھی یہ سن کر بے قرار ہو گئی اور اس کے چہرہ سے غمگینی ظاہر ہوئی۔ اس نے نہایت عاجزی سے عرض کیا: امیر المؤمنین! میں اس لڑکے کو نہیں لینا چاہتی۔ یہ اسی عورت کا ہے آپ اسی کو دے دیجئے مگر خدا کے واسطے اس کو قتل نہ کیجئے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وہ لڑکا اس بے قرار عورت کو دے دیا جو عورت خاموش کھڑی رہی آپ نے اس سے فرمایا کہ تم کو شرم آنی چاہیے کہ تم نے میرے اجلاس میں جھوٹا بیان دیا۔ یہاں تک کہ اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ (عشرہ مبشرہ)

ایک شخص کی وصیت:

حضرت زید بن ارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم دیئے اور وصیت کی کہ جب تم سے میرے لڑکے کی ملاقات ہو تو اس میں سے جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا اتفاق سے کچھ روز بعد اس کا لڑکا وطن میں آگیا اس موقع پر حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اب تم اس کو نو ہزار دو۔ اسلئے جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی ہے کہ جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔ (عشرہ مبشرہ)

سترہ اونٹ:

حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کی خدمت میں تین شخص آئے ان کے پاس سترہ اونٹ تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ان اونٹوں کو آپ ہمارے درمیان تقسیم کر دیں۔ ہم میں ایک شخص آدھے کا حصہ دار ہے دوسرا

تہائی کا اور تیسرا نوویں حصہ کا مگر شرط یہ ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں۔ کاٹ کر تقسیم نہ کریں اور نہ کسی سے کچھ پیسہ دلائیں۔

بڑے بڑے دانشور جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپس میں کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں اور وہ کاٹے نہ جائیں نہ کسی سے کچھ پیسے دلائے جائیں اس لیے کہ جو شخص آدھے کا حصہ دار ہے اسے سترہ میں ساڑھے آٹھ ملے گے اور جو شخص تہائی کا حق دار ہے پونے چھ (۵.۷۵) ہی اونٹ پائے گا۔ سترہ میں سے پورا چھ اسے بھی نہیں ملے گا اور جس کا حصہ نوواں ہے سترہ میں سے وہ بھی دو سے کم ہی پائے گا تو ایک دو نہیں بلکہ تین اونٹ ذبح کیے بغیر سترہ اونٹوں کی تقسیم ان لوگوں کے درمیان ہر گز نہیں ہو سکتی۔

مگر قربان جائیے! حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ التکریم کی عقل و دانائی اور ان کی قوت فیصلہ پر کہ آپ نے بلا تامل فوراً ان کے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑا کروادیا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ایک اونٹ اسی لائن کے آخر میں لا کر کھڑا کر دو۔ جب آپ کے اونٹ کو ملا کر کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے تو جو شخص آدھے کا حصہ دار تھا آپ نے اسے اٹھارہ میں سے نو دیئے اور تہائی حصہ دار کو اٹھارہ میں سے چھ۔ پھر نوویں کے حصہ دار کو اٹھارہ میں سے دو دیئے اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ پر بھجوا دیا۔ (عشرہ مبشرہ)

اس طرح آپ نے نہ تو کوئی اونٹ کاٹا اور نہ ہی کسی کو کچھ نقد پیسہ دلوایا اور سترہ اونٹوں کو انکی شرط کے مطابق تقسیم فرمادیا جس پر کسی شخص کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اس فیصلہ کو دیکھ کر سارے حاضرین دنگ ہو گئے اور سب بیک زبان پکار اٹھے کہ بے شک آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سینہ فضل و کمال کا خزینہ، حکمت و عدالت کا سفینہ اور علم نبوت کا مدینہ ہے۔
(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

آٹھ روٹیاں:

دو آدمی سفر میں ایک ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کی پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کی تین۔ اتنے میں ایک شخص اُدھر سے گزرا اس نے دونوں کو سلام کیا۔ انہوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے پر بٹھالیا اور تینوں نے مل کر وہ سب روٹیاں کھائیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر اس تیسرے شخص نے آٹھ درہم دیئے اور کہا آپس میں بانٹ لینا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تم تین درہم لو کہ تمہاری تین ہی تھیں۔ تین روٹی والے نے کہا: نہیں بلکہ آدھے درہم ہمارے

ہیں اور آدھے تمہارے اس لیے کہ ہم دونوں نے مل کر روٹیاں کھائیں ہیں لہذا دونوں کا حصہ برابر چار چار درہم ہوگا۔

جب دونوں میں معاملہ طے نہ ہوا تو اس جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے دونوں حضرت علیؓ کے اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے اجلاس میں پہنچے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سارا واقعہ سننے کے بعد تین روٹی والے سے فرمایا کہ تمہارا ساتھی جو تین درہم تم کو دے رہا ہے، لے لو۔ اس لیے کہ تمہاری روٹیاں کم تھیں تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں اس غیر منصفانہ فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: یہ غیر منصفانہ فیصلہ نہیں ہے۔ حساب سے تو تمہارا ایک ہی درہم ہوتا ہے۔ اس نے کہا: آپ حساب ہمیں سمجھا دیجئے کہ تو ہم ایک ہی درہم لے لیں گے۔

حضرت علیؓ کے اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے فرمایا: کان کھول کر سنو! تمہاری تین روٹیاں تھیں اور اس کی پانچ۔ کل آٹھ روٹیاں ہوئیں اور کھانے والے کل تین تھے۔ تو ان آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ اب ان چوبیس ٹکڑوں کو تین کھانے والوں پر تقسیم کرو تو آٹھ آٹھ ٹکڑے سب کے حصہ میں آئے۔ یعنی آٹھ ٹکڑے تم نے کھائے آٹھ تمہارے ساتھی نے اور آٹھ اس تیسرے شخص نے۔ اب غور سے سنو! تمہاری تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کریں تو نو ٹکڑے بنتے ہیں اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے تین تین

مکڑے کریں تو پندرہ مکڑے بنتے ہیں تو تم نے اپنے نو مکڑوں میں سے آٹھ مکڑے خود کھائے اور تمہارا صرف ایک مکڑا بچا جو اس تیسرے شخص نے کھایا لہذا تمہارا صرف ایک درہم ہو اور تمہارے ساتھی نے اپنے پندرہ مکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور اس کے سات مکڑے اس تیسرے شخص نے کھائے لہذا سات درہم اس کے ہوئے۔ یہ فیصلہ سن کر تین روٹی والا حیران ہو گیا۔ مجبوراً اسے ایک ہی درہم لینا پڑا اور دل میں کہنے لگا۔ اے کاش! میں نے تین درہم لے لیے ہوتے تو اچھا تھا۔ (۱)

حضرت علیؑ کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ كى کرامتیں

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

یہ تیرا شوہر نہیں، بیٹا ہے:

حضرت علامہ عبد الرحمن جامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ تحریر فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک روز حضرت علیؑ کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد

(۱) ... (الصواعق المحرقة، الباب التاسع، الفصل الرابع، ص ۱۲۹)

ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں ایک مسجد ہے جس کے پہلو میں ایک مکان واقع ہے اس میں ایک مرد ایک عورت آپس میں لڑتے ہوئے ملیں گے انہیں ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا واقعی وہ دونوں آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حکم کے مطابق وہ ان دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: آج رات تم دونوں میں بہت لڑائی ہوئی۔ نوجوان نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کی صورت سے مجھے سخت نفرت ہو گئی۔ اگر میرا بس چلتا تو اس عورت کو میں اسی وقت اپنے پاس سے دور کر دیتا۔ اس نے مجھ سے جھگڑنا شروع کر دیا اور صبح تک لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بھجبا ہوا آدمی ہمیں بلانے کے لیے پہنچا۔

حاضرین کو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جانے کا اشارہ فرمایا۔ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس عورت سے پوچھا: تم اس جوان کو پہچانتی ہو؟ اس نے کہا: نہیں، صرف اتنا جانتی ہوں کہ یہ کل سے میرا شوہر ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اب تو اچھی طرح جان لے گی مگر سچ سچ کہنا جھوٹ ہر گز نہیں بولنا۔ اس نے کہا: میں وعدہ کرتی ہوں جھوٹ قطعاً نہیں بولوں گی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: تم فلاں کی بیٹی فلاں ہو؟ اس نے کہا: ہاں حضور! میں وہی ہوں۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: تمہارا اچھا زاد بھائی تھا جو تم پر عاشق تھا اور تو بھی

اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس نے اس بات کا بھی اقرار کیا۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: تو ایک دن کسی ضرورت سے رات کے وقت گھر سے باہر نکلی تو اس نے تجھے پکڑ کر تجھ سے زنا کیا اور تو حاملہ ہو گئی۔ اس بات کو تو نے اپنے باپ سے چھپا رکھا۔ اس نے کہا: بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: مگر تیری ماں سارا واقعہ جانتی تھی اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو رات تھی۔ تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی تجھے لڑکا پیدا ہوا تو نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے ڈال دیا اتفاق سے وہاں ایک کتا پہنچ گیا جس نے اسے سونگھا تو نے اس کتے کو پتھر مارا جو پتھر بچے کے سر پر لگا۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ تیری ماں نے اپنے ازار بند سے کچھ کپڑا اچھاڑ کر اس کے سر کو باندھ دیا پھر تم دونوں واپس چلی آئیں اور پھر تمہیں اس لڑکے کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اس عورت نے جواب دیا: ہاں حضور! ایسا ہی ہوا تھا۔ مگر اے امیر المؤمنین! اس واقعہ کو میرے اور میری ماں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں جانتا تھا؟

حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ نے فرمایا: جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اٹھا کر لے گیا اور اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا کوفہ شہر میں آیا اور اب تجھ سے شادی کر لی۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس نوجوان سے کہا: اپنا سر کھولو۔ اس نے اپنا سر کھولا تو زخم کا اثر ظاہر تھا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: یہ تمہارا لڑکا ہے۔ خدائے عزوجل نے اسے حرام چیز سے محفوظ رکھا۔

فرمایا: لے، اسے اپنے ساتھ لے جا۔ تو اس کی بیوی نہیں ماں ہے اور یہ تیرا شوہر نہیں بیٹا ہے۔^(۱)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے محبوب بندے عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کے اندر ایسا کمال ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے سارے حالات جانتے ہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

حال تو دانندیک یک موبو

زانکہ پر رہستند از اسرار ہو

یعنی اللہ کے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تمہارے ہر حال سے ذرہ ذرہ آگاہ ہیں اس لیے کہ ان کے اندر اسرارِ ربانی بھرے ہوئے ہیں۔

دریا پیچھے ہٹ گیا:

کوفہ والوں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اس سال دریائے فرات کی طغیانی کے سبب ہماری کھیتیاں برباد ہو رہی ہیں کیا ہی اچھا ہوا اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اُٹھ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ لوگ گھر کے دروازہ پر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سرکارِ اقدس

... (شواہد النبوة، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی... الخ، ص ۲۱۳)

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَأَجْبٍ بِسَبْنِ، عَمَامَه سِرِّرٍ بَانِدِهْ اَوْر عَصَايْ مَبَارَكْ هَاتِهْ
مِيں لِيَهْ هَوَّيْ بَاهِرْ تَشْرِيفْ لَلَّيْ اِيكْ گھوڑا مَنگوا کر اس پر سوار ہوئے اور فرات کی
طَرَفْ رَوَانَهْ هَوَّيْ عَوَامْ وَخَوَاصْ مِيں سَهْ بَهْتْ لَوَّگْ اَپْ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَهْ پِيچھے
پِيچھے چلے۔

جَبْ اَپْ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِرَاتْ كَهْ كَنَارَهْ پَنچے تُو گھوڑے سَهْ اُتْر کر
دو رَكَتْ نَمَاز پڑھی۔ پھر اُٹھ کر عَصَايْ مَبَارَكْ هَاتِهْ مِيں لِيَا اَوْر فِرَاتْ كَهْ پَلْ پَر
اَگئے اس وَقْتْ حَسَنِينْ كَر مِيْمِيْنْ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اِنْ كَهْ سَاتِهْ تَهْ۔ اَپْ رَضِيَ اللهُ
تَعَالَى عَنْهُ نَهْ عَصَا سَهْ پَانِي كِي طَرَفْ اِشَارَهْ كِيَا تُو پَانِي كِي سَطْحْ اِيكْ هَاتِهْ كَمْ هَوَّگِي۔ اَپْ
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَهْ فَرْمَايَا: كِيَا اِتْنَا كَانِي هَهْ...؟ لَوَّگوں نَهْ كِيَا: نَهِيں۔ اَپْ رَضِيَ اللهُ
تَعَالَى عَنْهُ نَهْ پھر عَصَا سَهْ پَانِي كِي طَرَفْ اِشَارَهْ كِيَا پَانِي اِيكْ هَاتِهْ اَوْر كَمْ هَوَّگِي۔ اس
طَرَحْ جَبْ تَيْنْ فِٹْ پَانِي كِي سَطْحِ نِيچے هَوَّگِي تُو لَوَّگوں نَهْ كِيَا: يَا امير المؤمنين! بَسْ
اِتْنَا كَانِي هَهْ۔^(۱)

سچ فرمایا مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان نے کہ ...

یاد اور گر مونسِ جانت بود

ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود

۱... (شواہد النبوة، رکن سادس در بیان شواہد ودلائلی... الخ، ص ۲۱۴)

یعنی خدائے تعالیٰ کی یاد اگر تمہاری جان کی ساتھی بن جائے تو دونوں عالم تمہارے تابع فرمان ہو جائیں۔

چشمہ جاری کر دیا:

جب حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمِ جنگِ صفین میں مشغول تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی لوگوں نے بہت دوڑ دھوپ کی مگر پانی دستیاب نہ ہوا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اور آگے چلو۔ کچھ دور چلے تو ایک گرجا نظر آیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس گرجا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا: یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی موجود ہے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھیوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہمیں اجازت دیجئے شاید ہم اپنی قوت کے ختم ہونے سے پہلے پانی تک پہنچ جائیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اس کی حاجت نہیں۔ پھر اپنی سواری کو مغرب کی طرف موڑا اور ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے زمین کھودو۔ ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی کہ نیچے سے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا جسے ہٹانے کے لیے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہو سکا۔ حضرت علیؑ کو اللہ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے فرمایا: یہ پتھر پانی پر واقع ہے کسی طرح اسے ہٹاؤ۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھیوں نے بہت کوشش کی مگر اسے اپنی جگہ سے ہلانہ سکے۔ اب شیر خدا

نے اپنی آستینیں چڑھا کر انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا تو پتھر ہٹ گیا اور اس کے نیچے نہایت ٹھنڈا، میٹھا اور صاف پانی ظاہر ہوا جو اتنا اچھا تھا کہ پورے سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔ سب نے شکم سیر ہو کر پیا اور جتنا چاہا بھر لیا۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا: اس پر مٹی ڈال دو۔ جب راہب نے یہ دیکھا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں کھڑے ہو کر نہایت ادب سے پوچھا! کیا آپ پیغمبر ہیں...؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: کیا آپ فرشتہ مقرب ہیں...؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: تو پھر آپ کون ہیں...؟ فرمایا کہ میں سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا داماد اور ان کا خلیفہ ہوں۔ راہب نے کہا: ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو راہب نے کہا:

“أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ” آپ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے راہب سے دریافت فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم اتنی مدت سے اپنے دین پر قائم تھے اور آج تم نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کہا: حضور! یہ گرجا اسی ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس چٹان کو ہٹا کر چشمہ نکالے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس چٹان کا ہٹانے والا یا تو پیغمبر ہو گا اور یا پیغمبر کا داماد۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس پتھر کو ہٹا دیا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی۔ جب راہب سے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ بات سنی تو اتنا

روئے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی داڑھی کے بال تر ہو گئے۔ پھر فرمایا: سب تعریف خدائے تعالیٰ کے لیے ہے کہ میں اس کے یہاں بھولا بسر انہیں ہوں بلکہ میرا ذکر اس کی کتابوں میں موجود ہے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں کہاں کیا چیز ہے اور یہ درحقیقت علم غیب ہے جو سرکارِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صدقے و طفیل میں انہیں حاصل ہوتا ہے۔

... (شواہد النبوة، رکن سادس در بیان شواہد و دلایلی... الخ، ص ۲۱۶)

مشق

(۱) سوال: آقا اور غلام کے جھگڑے کا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کس خوش اسلوبی سے فیصلہ فرمایا نیز دو عورتوں میں حقیقی ماں کا فیصلہ کس طرح ہوا.....؟

(۲) سوال: آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تین بندوں میں سترہ اونٹ کس طرح برابر برابر تقسیم فرمادیئے.....؟

(۳) سوال: آٹھ دیناروں پر کتنے آدمی لڑ رہے تھے نیز ان کا فیصلہ کس طرح ممکن ہوا.....؟

(۴) سوال: ”یہ تیرا شوہر نہیں بلکہ بیٹا ہے“ اس حکایت سے حضرت علی کی کن کن کرامات کا ظہور ہو رہا ہے نیز اہلسنت کے کن عقائد کی مؤید ہے.....؟

(۵) سوال: راہب کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیجئے نیز دریائے فرات کس سبب سے تین فٹ پیچھے ہٹ گیا.....؟

آپ کی خلافت

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بعد دوسرے روز حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے علاوہ مدینہ طیبہ کے سب رہنے والوں نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ امیر المؤمنین ہو گئے۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم نے بصرہ پہنچ کر قاتلین حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے قصاص لینے کا مطالبہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے شروع کیا اور بہت سے لوگ اس مطالبہ میں شریک ہو گئے۔ جب حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ انکریمہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی عراق تشریف لے گئے بصرہ راستے میں ہی پڑتا تھا۔ یہاں جنگ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا شہید ہو گئے۔ ان کے علاوہ اور بھی دونوں طرف کے ہزاروں آدمی کام آئے۔ بصرہ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پندرہ روزہ قیام فرمایا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے کوفہ پہنچنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر خروج کیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا۔ کوفہ سے حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ انکریمہ بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر کئی روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر یہ جنگ ایک معاہدہ پر ختم ہوئی۔ طرفین کے لوگ

اپنے اپنے مقام کو واپس ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شام اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو فہ واپس چلے آئے۔

جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو فہ تشریف لائے تو ایک جماعت جس کو ”خارجی“ کہا جاتا ہے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئی اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت سے انکار کر کے ”لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ کا نعرہ بلند کیا یہاں تک کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے جنگ کرنے کے لیے لشکر تیار کر لیا۔ حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نے ان کا سر چکنے کے لیے حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ طرفین میں جنگ ہوئی خارجی شکست کھا کر کچھ تو علی مرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور کچھ بھاگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں پہنچ کر لوٹ مار شروع کر دی۔ آخر شیر خدا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وہاں جا کر ان کو تہ تیغ کر دیا۔^(۱)

خارجیوں کی سازش:

تین خارجی یعنی عبدالرحمن بن ملجم، برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکیر مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم تینوں آدمی تین افراد

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی مبايعۃ علی، ص ۱۳۸) (الطبقات الکبریٰ، ذکر علی و

ومعاویۃ وتحکیم الحکمین، ۲۳/۳)

حضرت علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابن ماجہ نے حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کو، برک نے حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور عمرو بن بکیر نے حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک ہی معین تاریخ پر قتل کرنے کا عہد کیا اور تینوں بد بخت ان شہروں کو روانہ ہو گئے جہاں جہاں ان کو اپنے اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان میں سب سے پہلے ابن ماجہ کو فہ پہنچا وہاں خارجیوں سے رابطہ قائم کر کے ان پر اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کی رات میں حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کو شہید کر دے گا۔

امام سدی فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ ایک خارجیہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا جس کا نام قطام تھا اس نے اپنا مہر تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی اور حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کا قتل رکھا تھا۔ فرزدق شاعر نے اپنے اشعار میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فَلَمْ أَرْمِهِرَّاسَاقَهُ دُوَسْمَاحَةٍ كَمَهْرٍ قِطَامٍ بَيْنَا غَيْرِ مُعْجَمٍ
ثَلَاثَةُ الْاَفِ وَوَعَبْدٌ وَوَقِينَةٌ وَصَرَبٌ عَلَيَّ بِالْحُسَامِ الْمُصَمَّمِ
فَلَا مَهْرَ اَعْلَى مِنْ عَلِيٍّ وَاِنْ عَلَا وَ لَا قَتْلَ اِلَّا قَتْلَ ابْنِ مُلْجَمِ

یعنی میں نے کسی سخاوت کرنے والے کو ایسا مہر دیتے نہیں دیکھا جیسا مہر کہ قطام کا مقرر ہوا۔ تین ہزار درہم ایک غلام، ایک باندی اور حضرت علی

کَرَمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کا قتل تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے قتل سے بڑھ کر کوئی مہر نہیں ہو سکا۔ اور ابن ماجہ نے جو آپ کو دھوکے سے قتل کیا تو اس سے بڑھ کر کوئی قتل نہیں ہو سکتا۔^(۱)

آپ کی شہادت

حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا: آج رات خواب میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)! آپ کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم ظالموں کے لیے دُعا کرو۔ تو میں نے اس طرح دُعا کی یا اَللهِ الْعَالَمِينَ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کر دے جو بُرا ہوا۔ ابھی آپ یہ بیان ہی فرما رہے تھے کہ ابنِ بناہ مؤذن نے آواز دی ”الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ“ حضرت علی کَرَمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ نماز پڑھانے کے لیے گھر سے چلے۔ راستے میں لوگوں کو نماز

۱... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب سبب شہادة علی، الحدیث: ۴۴۴/۴، ۱۲۱)

کے لیے آواز دے دے کر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جگاتے جگاتے تھے کہ اتنے میں ابنِ ملجم! آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سامنے آگیا اور اس نے اچانک آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر تلوار کا بھرپور وار کیا اور وار اتنا سخت تھا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ شمشیر لگتے ہی آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: ”فُرْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ“ یعنی ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زخمی ہوتے ہی چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔^(۱)

آپ کی وصیت:

حضرت عقبہ بن ابی صہباز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ جب بد بخت ابنِ ملجم نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر تلوار کا وار کیا یعنی آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ زخمی ہو گئے تو حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روتے ہوئے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں آئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا: بیٹے! میری چار باتوں کے ساتھ چار باتیں یاد رکھنا۔ حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ فرمائیے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيم نے ارشاد فرمایا: اول سب سے بڑی

... (تاریخ مدینة دمشق، علی بن ابی طالب، ۵۹۹/۳۲)

تو نگری عقل کی توانائی ہے۔ دوسرے بے وقوفی سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔ تیسرے غرور گھمنڈ سب سے سخت وحشت ہے۔ چوتھے سب سے عظیم خلق کرم ہے۔

حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کیا کہ دوسری چار باتیں بھی بیان فرمائیں۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا کہ اول احمق کی محبت سے بچو، اس لیے کہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن نقصان پہنچ جاتا ہے۔ دوسرے جھوٹے سے پرہیز کرو۔ اس لیے کہ وہ دُور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ تیسرے بخیل سے دُور رہو۔ اس لیے کہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جن کی تم کو حاجت ہے۔ چوتھے فاجر سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے میں فروخت کر ڈالے گا۔^(۱)

وصال پر ملال:

حضرت علی کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ سخت زخمی ہونے کے باوجود جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے لیکن اتوار کی رات میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روح بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔

... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی نبذ من اخبار علی، ص ۱۲۵)

اور یہ بھی روایت ہے کہ ۹ رمضان المبارک جمعہ کی شب میں آپ
 رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ ۴۰ھ میں آپ رَضِيَ اللهُ
 تَعَالَى عَنْهُ کی وفات ہوئی۔

”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

..... چار برس آٹھ ماہ نو دن آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے امورِ خلافت کو
 انجام دیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت امام حسن، حضرت
 امام حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
 کو غسل دیا اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی نماز جنازہ حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
 نے پڑھائی۔^(۱)

قاتل کا انجام:

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین
 کے قاتل عبد الرحمن بن ملجم کو حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے قتل کر دیا پھر
 اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک ٹوکری میں ڈال دیا اور اس میں آگ لگا دی جس سے

۱... (الریاض النضرۃ، الفصل العاشر، ذکر مقتلہ، ۲/۲۳۷، جزء ۳) (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف
 العين فصل الصحابة، ص ۶۰۲) (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۲/۱۳۱)

اس کی لاش جل کر راکھ ہو گئی۔^(۱)

آپ کا مزارِ فائض الانوار

حضرت علیؑ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کورات کے وقت دفن کیا گیا اور ایک مصلحت سے آپ کا مزار لوگوں پر ظاہر نہیں کیا گیا اس لیے وہ کہاں ہے؟ اس میں اقوال مختلف ہیں۔

ابو بکر بن عیاش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کہتے ہیں کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی قبر شریف کو اس لیے نہیں ظاہر کیا گیا تھا کہ خارجی بد بخت کہیں اس کی بھی بے حرمتی نہ کریں۔

..... شریک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کہتے ہیں کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فرزند حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے جسم مبارک کو دار الامارة کوفہ سے مدینہ طیبہ کی طرف منتقل کر دیا تھا۔

..... مبرور رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے محمد بن حبیب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کی جانے والی پہلی نعش حضرت علیؑ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کی تھی۔

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی بیایعت علی، ص ۱۳۹) (الطبقات

الکبری، ذکر عبدالرحمن بن ملجم، ۲۹/۳)

..... اور ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ شہید ہو گئے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے جسم مبارک کو مدینہ منورہ لے جانے لگے تاکہ وہاں رسول اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پہلوئے مبارک میں دفن کریں۔ نعل ایک اونٹ پر رکھی ہوئی تھی رات کا وقت تھا وہ اونٹ راستہ میں کسی طرف کو بھاگ گیا اور اسکا پتہ نہیں چلا اسی لیے اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بادلوں میں تشریف فرما ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تلاش و جستجو کے بعد وہ اونٹ سرزمین طے میں مل گیا اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے جسم مبارک کو اسی سرزمین میں دفن کر دیا گیا۔^(۱)

آپ کے اقوال زریں

حضرت علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ کے بہت سے اقوال ہیں جو آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی مباہعہ علی، ص ۱۳۹)

علم کی اہمیت:

- ۱..... علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔^(۱)
- ۲..... عالم وہی شخص ہے جو علم پر عمل کرے اور اپنے عمل کو علم کے مطابق بنائے۔^(۲)
- ۳..... حلال کی خواہش اسی شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کمائی چھوڑنے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔
- ۴..... تقدیر بہت گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔^(۳)
- ۵.....! خوش اخلاقی بہترین دوست ہے اور ادب بہترین میراث ہے۔^(۴)
- ۶..... جاہلوں کی دوستی سے بچو کہ بہت سے عقلمندوں کو انہوں نے تباہ کر دیا ہے۔

۱..... (کنز العمال، کتاب العلم، باب فی فضله و تحریف علیہ، الحدیث: ۲۹۳۷۷، ۵/۱۱۶، الجزء ۱۰)

۲..... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی اخبارہ و قضایا، ص ۱۴۳)

۳..... (المرجع السابق)

۴..... (المرجع السابق)

۷..... اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرو کہ ہر خیر خواہ کے لیے کوئی خیر خواہ ہوتا ہے۔^(۱)

۸..... انصاف کرنے والے کو چاہیے کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔^(۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الکریم وعلی الہ واصحابہ و خلفائہ
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

منقبت در حضرت علی المرتضیٰ

اے حب وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا
جیلاں کے شرف حضرت مولیٰ کے خلف ہیں اے ناخلف اٹھ جانب تعظیم خلف جا
پھنستا ہے دہالوں میں عبث اختر طالع سرکار سے پائے گا شرف بہر شرف جا
تفضیل کا جو یا نہ ہو مولیٰ کی ولا میں یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا
مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو اے غافل ارباب جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا
ہو جلوہ فضا صاحبِ قوسین کا نائب ہاں تیر دعا بہر خدا سوئے ہدف جا
کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیر خدا بہر مد تیغ بکف جا

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی اخبارہ وقضاہا، ص ۱۲۵)

۲... (کنز العمال، کتاب العلم، باب فی فضلہ وتحریض علیہ، الحدیث: ۲۵۵۸۶، ۵/۷۷، حصہ ۹)



(۱) سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مقرر ہونے کا واقعہ مفصل بیان کیجئے.....؟

(۲) سوال: خارجی کون لوگ تھے نیز انھوں نے کیا سازش تیار کی.....؟

(۳) سوال: ابن ماجہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیوں شہید کیا نیز اس بد بخت کا انجام کیا ہوا.....؟

(۴) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کس سن میں ہوئی نیز واقعہ شہادت مفصل ذکر کیجئے.....؟

(۵) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت انبیا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا وصیت فرمائی.....؟

(۶) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنا عرصہ مسندِ خلافت پر متمکن رہے نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزارِ فائز الانوار کہاں ہے.....؟

(۷) سوال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی پانچ اقوال زریں بیان فرمائیے.....؟

تنظیم المدارس کے سالانہ امتحان میں ”خلفائے راشدین“ کی سیرت کے حوالے سے آنے والے سوالات

.....

سالانہ امتحان ”الشہادۃ الثانیۃ العامۃ“ (برائے طالبات)

”بابت سال ۲۰۱۱/۵۱۳۳۲“

چوتھا پرچہ... عقائد و خلفائے راشدین

* سوال: دو آیات قرآنیہ اور دو احادیث نبویہ کی روشنی میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فضائل قلمبند کریں...؟

* سوال: دو آیات قرآنیہ اور دو احادیث نبویہ کی روشنی میں حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فضائل قلمبند کریں...؟

* سوال: حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سیرت پر ایک مضمون لکھیں جس میں آپ کے اسلام لانے، آپ کی ہجرت، آپ کی شجاعت اور آپ کی علم جیسی خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہو...؟

* سوال: درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں...؟

* خلفیہ دوم کا اسم گرامی، کنیت و لقب کیا تھا...؟

* خلیفہ دوم کے والد گرامی اور والدہ کا نام کیا ہے اور آپ کی والدہ کن کی بیٹی تھیں...؟

* خلیفہ دوم واقعہ فیل کے کتنے سال بعد پیدا ہوئے اور کون سی پشت میں آپ کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملتا ہے...؟

* خلیفہ دوم کس عمر میں اسلام لائے اور اس وقت کتنی عورتیں اور کتنے مرد مسلمان ہو چکے تھے...؟

.....

سالانہ امتحان ”الشہادۃ الثانیۃ العامۃ“ (برائے طالبات)

”پابیت مسال“ ۱۳۳۱ھ / ۲۰۱۰ء

چوتھا پرچہ... عقائد و خلفائے راشدین

* سوال: حضراتِ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سلسلہ نسب کہاں کہاں جا کر ملتا ہے...؟

* سوال: حضراتِ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر ایک کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور عمر تحریر کریں...؟

* سوال: کوئی سے پانچ اجزاء کا جواب دیں...؟

* سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت بیان کریں...؟

* خلیفہ اول کا حلیہ مبارک زینت قرطاس کیجئے...؟

* سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کسی گورنر کی تقرری کس انداز سے فرماتے...؟

* خلیفہ دوم نے اپنے قبول اسلام کا اظہار کیسے فرمایا...؟

* سوال: سیدنا عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دور میں ہونے والی فتوحات میں سے کسی تین کا مختصر ذکر کیجئے...؟

* سوال: خلیفہ ثالث کے جنگِ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ کیا تھی...؟

* سوال: سیدنا علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی جنگِ صفین میں ظاہر ہونے والی کرامت کیا تھی...؟

* سوال: خلیفہ چہارم نے حضرت امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کیا وصیت فرمائی تھی...؟

.....

سالانہ امتحان ”الشہادۃ الثانیویۃ الخاصۃ/ایف اے“ (برائے طلباء)

”پابیت مسائل ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹“

چھٹا پرچہ... سیرت و تاریخ

* سوال: درج ذیل کے مختصر جوابات تحریر کریں...؟

* سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حق میں نازل ہونے والی کوئی دو آیاتیں مع ترجمہ لکھیں...؟

* سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فضیلت میں وارد ہونے والی کوئی دو احادیث لکھیں...؟

* سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وفات کا سبب لکھیں...؟

* سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ہجرت کا واقعہ تفصیلاً لکھیں...؟

* سوال: درج ذیل کے مختصر جوابات تحریر کریں...؟

* سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کوئی دو کرامات لکھیں...؟

* اولیات حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تفصیلاً لکھیں...؟

* سیدنا علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فضیلت میں کوئی دو حدیثیں اور آپ کے کوئی دو اہم فیصلے لکھیں...؟

* ذوالنورین کون سے صحابی کو اور کس وجہ سے کہتے ہیں...؟

* سوال: درج ذیل میں سے کسی ایک پر تفصیلی نوٹ لکھیں...؟

* * سیلہ کذاب سے جنگ * جمع قرآن پاک

* سوال: موافقات حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سپرد قلم کریں...؟

.....

سالانہ امتحان ”الشہادۃ الثانیویۃ الخاصۃ/ایف اے“ (برائے طلباء)

”بابت سال ۲۰۰۸/۵۱۳۲۹“

چھٹا پرچہ... سیرت و تاریخ

* سوال: آپ دلائل سے ثابت کریں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ علم الصحابہ اور اشجع الصحابہ تھے...؟

* حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی مدح میں کم از کم چار آیات کریمہ مع ترجمہ نقل کریں...؟

* سوال: درج ذیل سوالات کے جوابات قلمبند کریں...؟

* حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کب اسلام لائے نیز اس وقت آپ کی عمر کیا تھی...؟

* آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب اسلام لائے اس وقت کتنے مرد اور کتنی عورتیں مسلمان ہو چکے تھے...؟

* آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شان میں حضرت ابو بکر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا کوئی ایک ایک قول نقل کریں...؟

* آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں فتح ہونے والے شہروں میں کسی دوايسے شہروں کا نام لکھیں جن میں سے ایک بغیر جنگ کے فتح ہوا ہو اور ایک جنگ سے...؟

* آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کتنی احادیث مبارکہ مروی ہیں اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرنے والی کسی دواہم شخصیتوں کا ذکر کریں...؟

* حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی دس اولیات قلمبند کریں...؟

* سوال: حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کب پیدا ہوئے، کس کی دعوت پر اسلام قبول کیا، کتنی مرتبہ ہجرت فرمائی اور کس کس طرف ہجرت فرمائی...؟

- * حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی چھ اولیات قلمبند کریں...؟
- * حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پانچ اقوال زرین اور دو اہم فیصلے سپرد قلم کریں...؟

.....

سالانہ امتحان ”الشهادة الثانوية الخاصة/ ايفاء“ (برائے طلباء)
 ”پابیت سال ۲۸/۵۱/۲۰۰۷“

چھٹا پرچہ... سیرت و تاریخ

- * سوال: حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شجاعت و بہادری اور انفاقِ مال کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں...؟
- * بیعتِ صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں...؟
- * سوال: دس موافقات فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تحریر کریں...؟
- * حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی دس پوشیدہ خصالتیں اور واقعہ شہادت تحریر کریں...؟
- * سوال: احادیث کی روشنی میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فضیلت بیان کریں...؟
- * حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی اولیات اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے بارے میں تحریر کریں...؟

.....

سالانہ امتحان ”الشہادۃ الثانیویۃ الخاصۃ/ایفاء“ (برائے طلباء)

”پہلیت مسال ۲۰۰۶/۵۱۴۲۷“

چھٹا پرچہ... سیرت و تاریخ

* سوال: حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور مدتِ خلافت تحریر کریں...؟

* حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کس عمر میں اسلام قبول فرمایا نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا علمی مقام صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے نزدیک کیا تھا...؟

* سوال: حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اسلام لانے کا واقعہ تفصیل سے لکھیں نیز آپ کو ”فاروق“ کا خطاب کس طرح ملا...؟

* خلافتِ فاروقی میں اسلامی فتوحات کہاں تک ہوئیں؟ نیز آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کا واقعہ، تدفین اور عمر مبارک تحریر کریں...؟

* سوال: حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کس طرح ہوئی؟ تفصیل سے لکھیں...؟

* حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فضیلت میں وارد احادیث مبارکہ تحریر کریں نیز آپ کی شہادت کس طرح ہوئی؟ آپ کا قاتل کون تھا؟ اور آپ کی تدفین کہاں ہوئی...؟

ماخذ و مراجع

کتابتہ المدینہ کراچی	کلام الہی	القران الکریم	۱
دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	الدر المنثور	۲
دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۱ھ	امام عبداللہ بن احمد نسفی * متوفی ۷۱۰ھ	التفسیر النسفی	۳
دار احیاء التراث، بیروت، ۱۴۲۰ھ	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی * متوفی ۶۰۶ھ	التفسیر الکبیر	۴
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی * متوفی ۵۱۶ھ	تفسیر البغوی	۵
اکوڑہ جنک نوشہرہ	علامہ الدین علی بن محمد خدادادی * متوفی ۴۳۱ھ	تفسیر الحازن	۶
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	ابو حفص عمر بن علی حنبلی * متوفی ۸۸۰ھ	لباب فی علوم الکتب	۷
دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ	امام ہمام بن عبد اللہ بن محمد عیاضی * متوفی ۶۹۵ھ	تفسیر البیضاوی	۸
کوئٹہ ۱۳۱۹ھ	مولی الروم شیخ اسماعیل حتی روسی * متوفی ۱۱۳۷ھ	روح البیان	۹
کتابتہ المدینہ کراچی	مفتی نعیم الدین مراد آبادی * متوفی ۱۳۶۷ھ	خزائن العرفان	۱۰
مرکز اکیڈمیہ ایلانہ پور	کتیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی * متوفی ۱۳۹۱ھ	نور العرفان	۱۱
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری * متوفی ۲۵۶ھ	صحیح البخاری	۱۲
دار المعرفہ عرب شریف ۱۴۱۹ھ	امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری * متوفی ۲۶۱ھ	صحیح مسلم	۱۳
دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۱ھ	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی * متوفی ۲۷۵ھ	سنن ابی داؤد	۱۴
دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی * متوفی ۲۷۹ھ	سنن الترمذی	۱۵
دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ * متوفی ۲۷۳ھ	سنن ابن ماجہ	۱۶
دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ	امام مالک بن انس اصحبی * متوفی ۲۷۹ھ	موطا امام مالک	۱۷
دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ	امام احمد بن محمد حنبلی * متوفی ۲۴۱ھ	المسند للامام احمد	۱۸
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ	امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی * متوفی ۲۱۱ھ	المصنف لعبد الرزاق	۱۹
دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ * متوفی ۲۳۵ھ	المصنف لابن شیبہ	۲۰
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	علامہ امیر عطاء الدین علی بن بنیان * متوفی ۷۴۹ھ	صحیح ابن حبان	۲۱
مکتبہ العلوم و الحکمہ ۱۴۲۴ھ	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبدالقادر بزار * متوفی ۲۹۲ھ	مسند البزار	۲۲
دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ	امام احمد بن حسین بن علی بیہقی * متوفی ۳۵۸ھ	السنن الکبری	۲۳

۲۴	السنن الکبری	امام احمد بن شعیب نسائی * متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ
۲۵	مشکاة المصابیح	علامہ سون الدین محمد بن عبد اللہ خطیب * متوفی ۷۳۲ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
۲۶	کنز العمال	علامہ علی نقی بن حمام الدین رحمان پوری * متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
۲۷	جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
۲۸	جامع الاصول	امام ابوالسادات مبارک بن محمد ابن اثیر * متوفی ۷۲۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
۲۹	المستدرک	امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری * متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
۳۰	المعجم الکبیر	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی * متوفی ۳۲۹ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۱۲ھ
۳۱	المعجم الأوسط	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی * متوفی ۳۲۹ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۱۲ھ
۳۲	ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی * متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
۳۳	شرح نووی علی مسند	محمد بن ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی * متوفی ۷۷۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ
۳۴	فیض القدر	امام محمد عبدالرؤف مناوی * متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
۳۵	اتحاف الخیرة	امام احمد بن ابوبکر بوسیری * متوفی ۸۳۰ھ	مکتبۃ الرشید
۳۶	فتح الباری	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۳۷	اشعة للمعات	شیخ محمد عبدالرحمن محدث دہلوی * متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
۳۸	مدارج النبوة	شیخ محقق عبدالرحمن محدث دہلوی * متوفی ۱۰۵۲ھ	نوری رضوی لاہور ۱۹۹۷
۳۹	شواہد النبوة	مولانا عبدالرحمن جامی * متوفی ۸۹۸ھ	استند لہ ترکی
۴۰	المواہب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی * متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ
۴۱	حجۃ اللہ العالمین	امام یوسف بن اسماعیل نہائی * متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات، رضائند
۴۲	السیرۃ النبویۃ	ابو محمد عبدالملک بن ہشام * متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹۶ھ
۴۳	السیرۃ الحلیہ	علامہ ابوالفرح علی بن ابراہیم طبری شافعی * متوفی ۳۲۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
۴۴	تاریخ طبری	امام ابو جعفر بن جریر طبری * متوفی ۳۲۰ھ	دار ابن کثیر ۴۲۸ھ
۴۵	حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابونعیم اصفہانی * متوفی ۳۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
۴۶	تاریخ مدینۃ دمشق	حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر * متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ
۴۷	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	شیاد القرآن بلی بکھنڈ
۴۸	الریاض المحضرة	ابوالعباس احمد بن عبد اللہ طبری شافعی * متوفی ۲۹۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۹	سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین محمد بن احمد زہبی * متوفی ۴۲۸ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
۵۰	طبقات الکبری	امام محمد بن سعد الحاشمی البصری * متوفی ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۷ء
۵۱	البدایة و النہایة	علاء الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی * متوفی ۷۷۳ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۲۸ھ
۵۲	معرفة الصحابة	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ شافعی * متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۳	الکامل في التاريخ	ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر ہمزری * متوفی ۷۳۰ھ	عباس احمد لیاز ۱۴۱۸ھ
۵۴	الاصابة	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۵۵	امد الغابة	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۸۱۴۷ھ
۵۶	الاستيعاب	ابو عمرو يوسف عبد اللہ بن محمد قرظی * متوفی ۳۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ
۵۷	الاکمان مع مشکاة	علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب * متوفی ۷۴۳ھ	باب المدینہ کراچی
۵۸	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر کلبی * متوفی ۹۷۳ھ	مکتبۃ الایہ الیقین
۵۹	ازالة الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی * متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
۶۰	تحفة اثنا عشریة	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی * متوفی ۱۲۳۹ھ	دہلی
۶۱	الفتاوی الخانیة	علامہ عالم بن نطاء دہلوی * متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی
۶۲	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی * متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
۶۳	الفتاوی الرضویة	امام الشاہ احمد رضا خان * متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
۶۴	فتاوی فیض رسول	فتیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی * متوفی ۱۴۲۲ھ	مرکز الایہ الیقین
۶۵	عیون الحكایات	امام عبد الرحمن بن علی بن جوزی * متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۶	سوانح کربلا	مفتی نعیم الدین مراد آبادی * متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
۶۷	ذوق نعت	شہنشاہ عظیم مولانا حسن رضا خان * متوفی ۱۳۳۶ھ	مرکز اہل سنت رکات رضا بند
۶۸	عاشق اکبر	ابوبذال مولانا الیاس عطاردی رضوی	مکتبۃ المدینہ کراچی

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ کُتُب ورسائل مع عنقریب آنے والی کُتُب ورسائل

شعبہ کُتُب اعلیٰ حضرت:

آرڈر کُتُب:

- ۰۱... راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (زَادَ الْفَخْطُ وَالْوَبَاءُ بِدَعْوَةِ الْجَبْرَانِ وَمَوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: ۳۰۰)
- ۰۲... کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كَيْفَلُ الْفَقِيهِ الْقَابِلِ فِي أَحْكَامِ قُرْطَابِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: ۱۹۹)
- ۰۳... فضائل دعا (أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَ ذَيْلِ الْمُدَّعَاءِ لِأَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: ۳۲۶)
- ۰۴... عیدین میں گلے مانا کیسا؟ (وَسَاخُ الْجَبْدِ فِي تَخْلِيلِ مَعَانِقَةِ الْعِيْدِ) (کل صفحات: ۵۵)
- ۰۵... والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (الْحَقُوقُ لِطَرْحِ الْغُفُوقِ) (کل صفحات: ۱۲۵)
- ۰۶... ملفوظا المعروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت (کامل چار حصے) (کل صفحات: ۵۶۱)
- ۰۷... شریعت و طریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِإِعْزَازِ شَرْعٍ وَعِلْمَاءِ) (کل صفحات: ۵۷)
- ۰۸... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (أَيَّامُ قَوْمَةِ الْوَاسِطَةِ) (کل صفحات: ۶۰)
- ۰۹... معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: ۴۱)
- ۱۰... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيِّ) (کل صفحات: ۱۰۰)
- ۱۱... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (أَعَجَبَ الْإِمْدَادِ) (کل صفحات: ۴۷)
- ۱۲... ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: ۶۳)
- ۱۳... اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْأَرْسَادِ) (کل صفحات: ۳۱)
- ۱۴... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: ۷۴)

۱۵... اَلْوَظِيفَةُ الْكَرِيْمَةُ (کل صفحات: ۴۶)

۱۶... کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات: ۱۱۸۵)

عربی کتب:

۱۷... جَدُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ رَدُّ الْمُحْتَسِرِ ((المجلد الاول والثاني والثالث

والرابع والخامس)) (کل صفحات: ۷۱۳، ۶۷۲، ۵۷۰، ۴۸۳، ۶۵۰)

۲۲... التَّغْلِيْقُ الرَّضَوِيُّ عَلٰی صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ (کل صفحات: ۳۵۸)

۲۳... كِفْلُ الْمُقْبِيهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات: ۷۴) ۲۴... الْاِحْزَانُ الْمَتِيْنَةُ (کل صفحات: ۶۲)

۲۵... الرَّمَزَةُ الْقَصْرِيَّةُ (کل صفحات: ۹۳) ۲۶... الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (کل صفحات: ۴۶)

۲۷... تَمْهِيْدُ الْاِيْمَانِ (کل صفحات: ۷۷) ۲۸... اَجَلِي الْاَعْلَامِ (کل صفحات: ۷۰)

۲۹... اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ (کل صفحات: ۶۰)

عزقريب آنے والی کتب:

۳۰... جد الممتمار (جلد ۷، ۶، ۵)

شعبہ تراجم کتب:

۱... اللہ والوں کی باتیں (جلد ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱) (کل صفحات: ۱۸۹۶)

۲... مدنی آقا کے روشن فیصلے (الْبَاهِرُ فِي حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات: ۱۱۲)

۳... سایہ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيْدُ الْقَرْشِ فِي الْخِصَالِ الْمُؤْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل

صفحات: ۲۸)

- ۰۴... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (فَقَرَةُ الْعَيْنُونَ وَمُفْرِخِ الْقَلْبِ الْمُخْرُونَ) (کل صفحات: ۱۴۲)
- ۰۵... نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلہ احادیث رسول (اَلْمَوْاعِظُ فِي الْاَحَادِيثِ الْقُدْسِيَّةِ) (کل صفحات: ۵۳)
- ۰۶... جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمُنْجِزُ الرَّايِحِ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات: ۷۳)
- ۰۷... امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکبرؒ کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَامِ اعْظَمِ عَلَيْهِ الرِّحْمَةُ) (کل صفحات: ۲۶)
- ۰۸... جہنم میں لے جانے والے اعمال * جداول (اَلرَّوَا جِرُ عَنْ اِفْتِزَابِ الْكُتُبَايِرِ) (کل صفحات: ۸۵۳)
- ۰۹... نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ) (کل صفحات: ۹۸)
- ۱۰... فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَتَشْفُ الثُّورِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُورِ) (کل صفحات: ۱۴۴)
- ۱۱... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدُ وَقَصْرُ الْاَمَلِ) (کل صفحات: ۸۵)
- ۱۲... راہِ علم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقَ التَّعَلُّمِ) (کل صفحات: ۱۰۲)
- ۱۳... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ * مترجم، حصہ اول (کل صفحات: ۴۱۲)
- ۱۴... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ * مترجم، حصہ دوم (کل صفحات: ۴۱۳)
- ۱۵... احیاء العلوم کا خلاصہ (بَابُ الْاِحْيَاءِ) (کل صفحات: ۶۴۱)
- ۱۶... حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوَا ضُ الْمَانِقِ) (کل صفحات: ۶۴۹)
- ۱۷... اچھے برے عمل (رِسَالَةُ اَلْمَدَا مِرَّةِ) (کل صفحات: ۱۲۲)
- ۱۸... شکر کے فضائل (اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ) (کل صفحات: ۱۲۲)
- ۱۹... حسن اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاقِ) (کل صفحات: ۱۰۲)
- ۲۰... آسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوعِ) (کل صفحات: ۳۰۰)

- ۲۱... آدابِ دین (الْأَدَبُ فِي الدِّينِ) (کل صفحات: ۶۳)
- ۲۲... شاہراہ اولیا (مِنْهَاجُ الْعَارِفِينَ) (کل صفحات: ۳۶)
- ۲۳... بیٹے کو نصیحت (أَيْهَا الْوَالِدُ) (کل صفحات: ۶۳)
- ۲۴... الدَّعْوَةُ إِلَى الْفِكْرِ (کل صفحات: ۱۴۸)
- ۲۵... اصلاحِ اعمال * جلد اول (الْحَدِيثُ النَّبَوِيُّ شَرْحُ طَرِيقَةِ الْمُخْتَمَدِيَّةِ) (کل صفحات: ۸۶۶)
- ۲۶... جہنم میں لے جانے والے اعمال * جلد دوم (أَنْزَوَاجِرٌ عَنْ أَقْتِرَافِ الْكُتُبِ) (کل صفحات: ۱۰۱۲)
- ۲۷... عاشقانِ حدیث کی حکایات (آلِ خَلَّةٍ فِي صَلْبِ الْحَدِيثِ) (کل صفحات: ۱۰۵)
- ۲۸... احیاء العلوم جلد اول * احیاء علوم الدین (کل صفحات: ۱۱۲۴)

عنقریب آنے والی کتب:

۰۱... اللہ والوں کی باتیں * جلد

۰۲... قوت القلوب * جلد اول

شعبہ درسی کتب:

۰۱... مراحل الارواح مع حاشیة ضیاء الاصبح (کل صفحات: ۲۴۱)

۰۲... الاربعین النوویة فی الأحادیث النبویة (کل صفحات: ۱۵۵)

۰۳... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسة (کل صفحات: ۳۲۵)

۰۴... اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: ۲۹۹)

۰۵... نور الايضاح مع حاشیة النور والضياء (کل صفحات: ۳۹۲)

۰۶... شرح العقائد مع حاشیة جمع الفرائد (کل صفحات: ۳۸۳)

- ۰۷...الفرح الكامل على شرح مئة عامل (كل صفحات: ۱۵۸)
- ۰۸...عناية النحو في شرح هداية النحو (كل صفحات: ۲۸۰)
- ۰۹...صرف بهائي مع حاشية صرف بهائي (كل صفحات: ۵۵)
- ۱۰...دروس البلاغة مع شمس البراعة (كل صفحات: ۲۳۱)
- ۱۱...مقدمة الشيخ مع التحفة المرضية (كل صفحات: ۱۱۹)
- ۱۲...نزهة النظر شرح نخبة الفكر (كل صفحات: ۱۷۵)
- ۱۳...نحو مير مع حاشية نحو منير (كل صفحات: ۲۰۳)
- ۱۴...تلخيص اصول الشاشي (كل صفحات: ۱۴۴) ۱۵...نصاب النحو (كل صفحات: ۲۸۸)
- ۱۶...نصاب اصول حديث (كل صفحات: ۹۵) ۱۷...نصاب التجويد (كل صفحات: ۷۹)
- ۱۸...المحاذثة العربية (كل صفحات: ۱۰۱) ۱۹...تعريفات نحوية (كل صفحات: ۳۵)
- ۲۰...خاصيات ابواب (كل صفحات: ۱۴۱) ۲۱...شرح مئة عامل (كل صفحات: ۴۴)
- ۲۲...نصاب الصرف (كل صفحات: ۳۴۳) ۲۳...نصاب المنطق (كل صفحات: ۱۶۸)
- ۲۴...انوار الحديث (كل صفحات: ۳۶۶) ۲۵...نصاب الادب (كل صفحات: ۱۸۴)
- ۲۶...تفسير الجلالين مع حاشية انوار الحرمين (كل صفحات: ۳۶۴)

شعبه تخریج:

۰۱... صحابه كرام رضوان الله تعالى عليهم أجمعين كاعشق رسول (كل صفحات: ۲۷۴)

۰۲... بهار شریعت * جلد اول (حصہ اول تا ششم، كل صفحات: ۱۳۶۰)

- ۰۳... بہار شریعت * جلد دوم (حصہ ۱۳۳۷) (کل صفحات: ۱۳۰۴)
- ۰۴... اُمہات المؤمنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ (کل صفحات: ۵۹)
- ۰۵... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: ۴۲۲)
- ۰۶... گلہ سترہ عقائد و اعمال (کل صفحات: ۲۴۴)
- ۰۷... بہار شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات ۳۱۲) ... تحقیقات (کل صفحات: ۱۴۲)
- ۰۸... چھ ماہوں کی برکتیں (کل صفحات: ۵۶) ... چنٹی زیور (کل صفحات: ۶۷۹)
- ۰۹... علم القرآن (کل صفحات: ۲۴۴) ... سوانح کربلا (کل صفحات: ۱۹۲)
- ۱۰... اربعین حنفیہ (کل صفحات: ۱۱۲) ... کتاب العقائد (کل صفحات: ۶۳)
- ۱۱... منتخب حدیثیں (کل صفحات: ۲۴۶) ... اسلامی زندگی (کل صفحات: ۱۷۰)
- ۱۲... آئینہ قیامت (کل صفحات: ۱۰۸) ... فتاویٰ اہل سنت (سات حصے) ۲۳۳۱۸
- ۱۳... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: ۵۰) ... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: ۲۴۹)
- ۱۴... جہنم کے خطرات (کل صفحات: ۲۰۷) ... کرامات صحابہ (کل صفحات: ۳۳۶)
- ۱۵... اخلاق الصالحین (کل صفحات: ۷۸) ... سیرت مصطفیٰ (کل صفحات: ۸۷۵)
- ۱۶... آئینہ عبرت (کل صفحات: ۱۳۳) ... بہار شریعت * جلد سوم (۳) (کل صفحات: ۱۳۳۲)
- ۱۷... جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلہ سترہ (کل صفحات: ۴۷۰)
- ۱۸... فیضان نماز (کل صفحات: ۴۹) ... ۱۹... اڈرود و سلام (کل صفحات: ۱۶)
- ۱۹... سورہ یس شریف اور اس کے فضائل (کل صفحات: ۱۶)

شعبہ فیضان صحابہ:

- ۱... حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۵۶)
- ۲... حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۷۲)
- ۳... حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۸۹)
- ۴... حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۶۰)
- ۵... حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۱۳۲)
- ۶... فیضان سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۳۲)
- ۷... فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کل صفحات: ۷۲۰)

عنقریب آنے والی کتب:

۱... فیضان عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شعبہ اصلاحی کتب:

- ۱... غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات (کل صفحات: ۱۰۶)
- ۲... تکبر کل صفحات: ۹۷
- ۳... فرامین مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (کل صفحات: ۸۷)
- ۴... بدگمانی (کل صفحات: ۵۷)
- ۵... قبر میں کام آنے والا دوست (کل صفحات: ۱۱۵)
- ۶... نور کا کھلونا (کل صفحات: ۳۲)
- ۷... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: ۴۹)

- ۰۸... فکرِ مدینہ (کل صفحات: ۱۶۴) ۰۹... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: ۳۲)
- ۱۰... ریاکاری (کل صفحات: ۱۷۰) ۱۱... قومِ جنات اور امیرِ اہلسنت (کل صفحات: ۲۶۲)
- ۱۲... عشر کے احکام (کل صفحات: ۴۸) ۱۳... توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: ۱۲۴)
- ۱۴... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: ۱۵۰) ۱۵... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: ۶۶)
- ۱۶... تربیتِ اولاد (کل صفحات: ۱۸) ۱۷... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: ۶۳)
- ۱۸... ٹی وی اور مووی (کل صفحات: ۳۲) ۱۹... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: ۳۰)
- ۲۰... مفتی و دعوتِ اسلامی (کل صفحات: ۹۶) ۲۱... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: ۱۲۰)
- ۲۲... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات: ۲۱۵) ۲۳... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات: ۳۹)
- ۲۴... خوفِ خدا تَوَدَّ جَلَّ (کل صفحات: ۱۶۰) ۲۵... تعارفِ امیرِ اہلسنت (کل صفحات: ۱۰۰)
- ۲۶... انفرادی کوشش (کل صفحات: ۲۰۰) ۲۷... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: ۶۲)
- ۲۸... نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات: ۶۹۶)
- ۲۹... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: ۳۲۵) ۳۰... ضیائے صدقات (کل صفحات: ۴۰۸)
- ۳۱... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: ۱۵۲) ۳۲... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: ۴۳)
- ۳۳... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: ۳۳)
- ۳۴... حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی حکایات (کل صفحات: ۵۹۰)
- ۳۵... حج و عمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات: ۴۸) ۳۶... جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات: ۱۶۸)
- عنقریب آنے والی کتب:

- ۰۱... قسم کے احکام
 ۰۲... حسد
 ۰۳... جلد بازی
 ۰۴... فیضانِ دعا (غار کے قیدی)
 ۰۵... بخل
 ۰۶... فیضانِ اسلام

شعبہ امیر اہلسنت:

- ۰۱... سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغامِ عطار کے نام (کل صفحات: ۴۹)
 ۰۲... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: ۴۸)
 ۰۳... اصلاح کاراز (مدنی چینل کی بہاریں * حصہ دوم) (کل صفحات: ۳۲)
 ۰۴... ۲۵ کر سچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات: ۳۳)
 ۰۵... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: ۲۴)
 ۰۶... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: ۴۸)
 ۰۷... تذکرہ امیر اہلسنت * قسط سوم (سنت نکاح) (کل صفحات: ۸۶)
 ۰۸... آدابِ مرشدِ کامل * مکمل پانچ حصے (کل صفحات: ۲۷۵)
 ۰۹... بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: ۴۸)
 ۱۰... قبر کھل گئی (کل صفحات: ۴۸)
 ۱۱... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: ۴۸)
 ۱۲... گوڑھا مہلک (کل صفحات: ۵۵)
 ۱۳... گمشدہ دو لہبا (کل صفحات: ۳۳)
 ۱۴... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: ۲۲۰)
 ۱۵... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: ۳۳)
 ۱۶... جنوں کی دنیا (کل صفحات: ۳۲)
 ۱۷... تذکرہ امیر اہلسنت * قسط () (کل صفحات: ۴۸)
 ۱۸... غافلِ درزی (کل صفحات: ۳۶)
 ۱۹... مخالفتِ محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات: ۳۳)
 ۲۰... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: ۳۲)

- ۲۱... تذکرہ امیر اہلسنت * قسط (کل صفحات: ۴۹) ۲۲... کفن کی سلامتی (کل صفحات: ۳۲)
- ۲۳... تذکرہ امیر اہلسنت * قسط (کل صفحات: ۴۹) ۲۴... میں حیا دار کیسے بنی؟ (کل صفحات: ۳۲)
- ۲۵... چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات: ۳۲) ۲۶... بد نصیب دو لہا (کل صفحات: ۳۲)
- ۲۷... معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات: ۳۲) ۲۸... بے تصور کی مدد (کل صفحات: ۳۲)
- ۲۹... عطاری جن کا غسل میت (کل صفحات: ۲۴) ۳۰... بہرہ و سنجی کی توبہ (کل صفحات: ۳۲)
- ۳۱... نو مسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات: ۳۲) ۳۲... مدینے کا مسافر (کل صفحات: ۳۲)
- ۳۳... خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات: ۳۲) ۳۴... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات: ۳۲)
- ۳۵... ساس بہو میں صلح کاراز (کل صفحات: ۳۲) ۳۶... قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: ۲۴)
- ۳۷... فیضان امیر اہلسنت (کل صفحات: ۱۰۱) ۳۸... حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: ۳۲)
- ۳۹... ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات: ۳۲) ۴۰... کر سچین کا قبول اسلام (کل صفحات: ۳۲)
- ۴۱... صلوة و سلام کی عاشقہ (کل صفحات: ۳۳) ۴۲... کر سچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: ۳۲)
- ۴۳... میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات: ۳۲) ۴۴... نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات: ۳۲)
- ۴۵... آنکھوں کا اتارا (کل صفحات: ۳۲) ۴۶... ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات: ۳۲)
- ۴۷... بابرکت روٹی (کل صفحات: ۳۲) ۴۸... اغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات: ۳۲)
- ۴۹... میں نیک کیسے بنا (کل صفحات: ۳۲) ۵۰... شرابی، موذن کیسے بنا (کل صفحات: ۳۲)
- ۵۱... بد کردار کی توبہ (کل صفحات: ۳۲) ۵۲... خوش نصیبی کی کرنیں (کل صفحات: ۳۲)
- ۵۳... ناکام عاشق (کل صفحات: ۳۲) ۵۴... میں نے ویڈیو سینئر کیوں بند کیا؟ (کل صفحات: ۳۲)

۵۵... چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات: ۳۲)

۵۶... علم و حکمت کے ۱۲۵ مدنی پھول (تذکرہ امیر اہلسنت * قسط ۵) (کل صفحات: ۱۰۲)

۵۷... حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیر اہلسنت * قسط ۶) (کل صفحات: ۴۷)

۵۸... نادان عاشق (کل صفحات: ۳۲) ۵۹... سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات: ۳۲)

۶۰... گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب * قسط پنجم (۵) (کل صفحات: ۲۳)

۶۱... ڈانس رنعت خوان بن گیا (کل صفحات: ۳۲) ۶۲... گلوکار کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: ۳۲)

۶۳... نشے بازی اصلاح کار از (کل صفحات: ۳۲) ۶۴... کالے بچھو کا خوف (کل صفحات: ۳۲)

۶۵... بریک ڈانس کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: ۳۲) ۶۶... عجیب الخلق پتی (کل صفحات: ۳۲)

عنقریب آنے والی کتب:

۰۲... جیل کا گویا

۰۱... اجنبی کا تحفہ

﴿..... علم سیکھنے سے آتا ہے.....﴾

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

”علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے

اور اللہُ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ

جو عطا فرماتا ہے اور اللہُ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے

ہیں جو علم والے ہیں۔“ (المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سنت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے متبعہ متبعہ مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر شہر عمارت مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مدنی التجا ہے۔ عاشقان رسول کے مدنی قافلوں میں یہ نیت ثواب سنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکر مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پڑھ کر کے ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو متبع کروانے کا معمول بنا لیجئے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بڑکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گلوہنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید سید اکھار روڈ۔ فون: 021-32203311
- لاہور: وٹا روڈ پارک سٹریٹ شیخ رشید روڈ۔ فون: 042-37311679
- سرگودھا (فیصل آباد): اٹمن چوہا بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہید اس میر چور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضان مدینہ انٹرنی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پھل والی سبھا مدرن بچر گٹ۔ فون: 061-4511192
- داکار: کان روڈ ہائٹس ٹویسٹ سبھ زرقمیل نزل ہارن۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داوا پاز اوکھیل چوک اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر 9 انور اسٹریٹ صدر۔
- خان پور: ڈرائی چوک نمبر کارو۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: پیکر بازار نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکسر: فیضان مدینہ بیرون روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شوہر، موز، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گجراتیہ (مرگواہا) میڈیا گٹ، ہائٹس ہائٹ سبھ سٹو ماڈرن شاہ۔ فون: 048-6007128



فیضان مدینہ، محلہ سودا کراچی، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net

